

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ
اور بیشک آپ اخلاق (حسن) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

شَمَائِلُ تَرْمِذِي

مع اردو شرح

خَصَائِلُ نَبَوِي

تأليف

امام المحدثین الحافظ المجتہد محمد بن عیسیٰ سورۃ الترمذی

ترجمہ

بَرَکَةُ الْعَصْرِ شَيْخُ الْحَدِيثِ قُطُبُ الْعَالَمِ حَضْرَتُ زُلْفَا الْحَافِظِ مُحَمَّدِ بْنِ كَرِيْمَا
مہاجر مندی قدس سرہ

(حضرت والا کے عربی حواشی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے)

مکتبۃ الشیخ - بہادر آباد کراچی

طالب علم کو یہ کتاب بہترین دینی مکتبہ
مکتبہ اشرفیہ دہلی سے ملے گی

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ
اور بیشک آپ اخلاقِ (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔

شَمَائِلُ تَرْمِذِي

مع اُردو شرح

خَصَائِلُ نَبَوِي

تأليف

امام المحدثين الحافظ الحجة محمد بن عيسى سورة الترمذی

ترجمہ

بركة العصر شيخ الحديث قطب العالم حضرت مولانا الحاج الحافظ محمد زكريا
نہا جرمہ دینی قدس سرہ

(حضرت والا کے عربی حواشی کے ساتھ شائع کیا گیا ہے)

مکتبۃ الشیخ - بہار آباد کراچی

از حضرت مولانا محمد يوسف لدھیانوی
یحییٰ از خدام و خلیفہ مجاز حضرت شیخ
قدس سرہ العزیز

پیش لفظ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلامٌ على عباده الذين اصطفى

”خصائل نبوی“ شمس ترمذی کی شرح ہے۔ جو اشیخ الامام الحافظ الحجۃ الشیخ الثبت الامین سیدی و مرشدی قطب العالم حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی (نور اللہ مرقدہ) نے اپنے ایک بزرگ کی فرمائش پر تحریر فرمائی۔ جبکہ حضرت شیخ کاسن مبارک ۲۹ برس تھا، اس شرح میں جن امور کا التزام فرمایا گیا ہے ان کی تفصیل حضرت نے ”تمہید“ کے زیر عنوان درج فرمائی ہے۔

آنحضرت سید المرسلین و خاتم النبیین و امام المتقین و قائد الغر المحجلین و محبوب رب العالمین کی ذات قدسی صفات محبوبیت کبریٰ کی حامل ہے، روئے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں ہوا، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بڑھ کر کوئی عاشق جانا چشم فلک نہیں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و عادات اور خصائل و شمائل، حسن و محبوبیت کا مرقع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر شان محبوبیت جلوہ گر ہے۔

حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی یہ کتاب ”درس محبت“ ہے، جس میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کو اس طرح نمایاں کیا گیا ہے کہ قارئین کے قلب سے بے ساختہ محبت جھلکنے لگے۔ حضرت عارف نور اللہ مرقدہ کے بقول :

یہاں تک بڑھ گئی وارف گئی شوق نظارہ حجابات نظر سے پھوٹ نکلا حسن جانا

بہار حسن کو یوں جذب کر لوں دیدہ دل میں محبت پر مرازوق نظر محسوس ہو جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کی مثالیں جگہ جگہ قارئین کرام کی نظر سے گزریں گی۔ اس لئے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ اپنے احباب کو اس کتاب کے مطالعہ کی بار بار تاکید فرماتے تھے۔

”خصائل نبوی“ ہندوپاک کے بہت سے مطابع نے شائع کی، لیکن پاکستان کے ناشرین نے کتاب کے عربی حواشی کو، جو نہایت پیش قیمت علمی فوائد پر مشتمل تھے، حذف کر دیا، یہ اہل علم کا بڑا نقصان تھا، حق تعالیٰ شائد جناب الانام محمد یحییٰ مدنی مظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائیں کہ آپ نے عربی حواشی والا نسخہ شائع کرنے کا اہتمام فرمایا، جو حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے کتب خانہ بخجوی سہارنپور سے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی تصحیح و تکرانی میں شائع ہوا تھا، حق تعالیٰ شائد حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کے اس صدقہ جاریہ کو عام فرمائیں۔ اور اُمت کے تمام طبقات کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ واللہ الموفق لکل خیر و سعادۃ۔

محمد زکریا کاندھلوی

یکم ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ

فہرست مضامین خصائل نبوی اردو عکسی

شرح شمال ترمذی مع عربی حواشی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹	باب حضور کا کسی چیز بزرگ لگانا	۳۶	باب حضور کے نعلین شریف یعنی جو تہ کا ذکر	۳	پہلے باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علیہ مبارک کا بیان
۸۱	اور کہا سنا معاف کرنا	۵۰	باب حضور کی انگوشی کا ذکر	۱۶	باب حضور کی ہر نبوت کا ذکر
۸۲	باب حضور کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر	۵۲	کسری و قیصر وغیرہ بادشاہوں کے نام حضور کے خطوط	۱۷	حضرت سعد کی موت سے عرش کا چھوٹنا
۸۳	کھانیکے بعد انگلیاں باٹنا	۵۸	باب حضور کے انگوشی پینے کی کیفیت	۲۱	حضرت سلمان کے اسلام لانے کا عجیب قصہ
۸۳	باب حضور کی روٹی کا ذکر	۶۳	باب حضور کی تلوار کا ذکر	۲۲	باب حضور کے سر کے بالوں کا ذکر
۸۵	حضور کے زمانہ میں چھلیوں کا دستور تھا	۶۳	باب حضور کی زرہ کا ذکر	۲۴	باب حضور کا بالوں میں تنگہ افینا
۸۷	باب حضور کے سالن کا ذکر	۶۶	باب حضور کی خچر کا بیان	۲۹	باب حضور کے غیریہاں آجما کا ذکر
۹۵	اس باب میں بعض بزرگوں کے کھانے کا ذکر بھی ہے	۶۷	باب حضور کے عامر کا ذکر	۳۲	باب حضور کے خضاب کا ذکر
۱۰۲	کھانے میں برکت کے واقعات	۷۰	قرشوں کا حضرت تھلا کو غسل میت دینا	۳۳	باب حضور کے سر ہندوانے کا بیان
۱۰۳	باب حضور کا کھانے کے وقت صوف ڈھاننا	۷۱	باب حضور کی انگلی کا ذکر	۳۵	ایک محدث کا ممول چار سو فیض روزانہ اور تیس دن کا روزہ
۱۰۴	باب آن دعاؤں کا ذکر جو حضور کھاتے سے قبل اور کھانے کے بعد پڑھتے تھے	۷۳	باب حضور کی رفتار کا ذکر	۳۸	باب حضور کے لباس کا ذکر
۱۰۶	باب حضور کے پیار کا ذکر	۷۴	باب حضور کے ہر مبارک پر کپڑا رکھنے کا ذکر	۴۱	موت کے خوف اور حدیث گیتا
۱۰۷	باب حضور کے پیر کا ذکر	۷۶	باب حضور کی نشست کا ذکر	۴۳	عشق کا عجیب قصہ
۱۱۰	باب حضور کے پینے کی چیزوں کا ذکر	۷۷	باب حضور کی نیکہ کا ذکر	۴۵	حضرت عوف کے مولاتاں کے بایں
۱۱۱	باب حضور کے پینے کے طرز کا ذکر	۷۸	باب حضور کے نیکہ کا ذکر	۴۷	باب حضور کے گدارہ کا بیان
		۷۹	باب حضور کے پینے کے طرز کا ذکر	۴۹	باب حضور کے موزہ کا بیان

مکملہ اشباح ۳۶/۳ بہادر آباد - کراچی ۵

تہذیب

بسم الله الرحمن الرحيم ونصط على رسولہ الكريم

حامداً واصلحاً ومسلماً۔ بندہ ناچیز کو اواخر ۱۳۳۳ھ میں باقتضائ حکم حضرت اقدس آقائی ومولائی حضرت الحاج مولانا غلیل احمد خانور اللہ مرقدہ وبرز مضجعی، ندبا الجود فی صل الی داؤد کی طاعت کیلئے متفرق طور پر پندرہ شہر و دیوبند کے اتفاق ہوا۔ وہاں میرے ایک کرمفر خداجاب مہتمم مولانا خاں احتشاد مجدہم نے شمائل ترمذی کے مختصرے ترمذی کا حکم کیا۔ میں اپنی نااہلی کے مستحق ہرگز بھی اسکا ال نہیں تھا۔ اور اسی وجہ سے اس سے قبل کسی تحریر یا تقریر کی کبھی نوبت ہی نہیں آئی تھی لیکن مدوح نے اپنی حسن نیت کی بنا پر میری کسی معذرت کو بھی قبول نہ کیا۔ میں اپنے غرر و قصور کی وجہ سے ہرگز بھی اشتغال نہ کرتا مگر چونکہ موصوف کے میر والہ اللہ تعالیٰ نور اللہ مرقدہ وبرز مضجعی سے خصوصی مراسم تھے اور عقد قضا حضرت (ان من ابوالوصلۃ الرجل اهل و ذابہ بعدہ ان دیوبند) ترجمہ بہترین صلہ رحمی والد کے بعد اس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک ہر اسلئے مجھے اپنی غیر جارحانہ مکی نہ ہوا کہ اپنی حیثیت کے موافق مختصر سا ترجمہ لکھ کر پیش کروں اور ناظرین سے اپنے اقرار بخیر کے بعد عرض کروں کہ ان اوراق کی پریشانی عبارت اور الفاظ کی غریب مضامین کے تشتت سے تسامح فرماتے ہوئے اصل عقیدہ و آقا کے علم علیہ السلام یعنی اکرم مدظلہ العالی صلوات و تحیات کے اخلاق، اوصاف، عادات، مہموںات کی طواف توجہ فرمایں کہ عقل شناس شخص بدنام بقعد کی وجہ سے حسین چہرہ بے توجہ نہیں کرتا، اور کھجدار آدمی بد مزہ چھلکے کی وجہ سے لذیذ گوشت کو نہیں چھینکتا۔

اس ترجمہ میں چند امور کا خاص طور سے اہتمام کیا گیا جو نمبر ۱ اکثر مضامین اکابر قدما کی کلام سے لئے گئے ہیں اور خود لائی غرض سے (خبر لکھا گیا نمبر ۲) جمع السوال طاعلی قاری غنی کی منادی شیخ عبدالرؤف صہوی کی موابہ لذیہ شیخ ابراہیم بخاری کی تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر عسقلانی کی اس رسالہ کا زیادہ تر ماخذ یہی ہیں نمبر ۳ ترجمہ جو مذکور عام کیلے لکھا گیا اسلئے مطلب غریب و عجیب کی منتفی توجہ کی بارائز ہو گیا نمبر ۴ ترجمہ سے زیادہ اور بطور فائدہ کے ذکر کر کے گئے اور ان کے شروع میں ف کا لفظ بھی لکھ دیا نمبر ۵ اکثر جگہ ترجمہ سے زائد امور جو ربط کے لئے بڑھائے گئے وہ (قوس) میں لکھے گئے نمبر ۶ احادیث کا اگر نظامہ آریں میں تعارض معلوم ہوا تو اسکو مختصر طور سے رفع کیا گیا نمبر ۷ اختلاف مذاہب کا بھی مختصر طور پر کہیں کہیں ذکر کیا گیا مگر مذہب خفیہ کو اکثر جگہ خاص طور سے ذکر کیا کہ قریش ہمارے کے باقتضا اکثر غنی ہیں نمبر ۸ خفیہ کے قول کی دل بھی کہیں کہیں حسب ضرورت مختصر طریقے سے بیان کی گئی نمبر ۹ جس جگہ حدیث میں کسی غزوہ یا قصہ کی طرف اشارہ تھا فائدہ میں اس قصہ کو مختصر طور سے ذکر کر دیا گیا نمبر ۱۰ جس حدیث کی بابت مناسب غنی تھی اسکو بھی واضح کیا گیا نمبر ۱۱ جو مضامین خاص طلبہ کیلئے مفید ہو و عام لکھا تا مد نہیں تھے ان کو عربی حاشیہ میں لکھا گیا بالخصوص منہ حدیث کے متعلق اگر آدمی کا نام ضبط کر کے ضرورت محسوس ہوئی یا عربی عبارت میں کسی نحو کی ترکیب کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی نمبر ۱۲ جو مضامین اختصار کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں کئے گئے، اکثر جگہ ان کتاب کا حوالہ لکھ دیا جہاں وہ مفصل مل سکے ہیں تاکہ ناظرین کو تلاش میں ہولت نہ ہو نمبر ۱۳۔ ان سب امور میں اختصار کو نہایت مد نظر رکھا گیا کہ بڑے بڑے والوں کی مطالع طول سے ان زیادوں و ماؤنوں فی اللہ علیہ توکلت والیہ انیب نہ نہ کر کیا بعضی غنہ کا مدد ملے۔ مقیم مدرسہ مظاہر علوم بہار بنوریہ وار دھال دیوبند جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ جمعہ

البائس ولا بالقصير ولا بالاميق ولا بالدم ولا بالجدل القطط ولا بالبطا
 بعثه الله تعالى على اس اربعين سنة فاقام مكة عشرين سنين وبالمدينة عشرين
 سنين فتوفاه الله تعالى على اس ستين سنة وليس في راسه ولحيته عشم

لے البائس بالجزء دون البيا
 اس میں بھی نہ لڑاؤ کی باتیں نہ
 قصیر الطول بالیاں دون
 اقصیٰ طویل اشارت الی اذلیہ
 السلام کان ریحہ نکلی بالظلم

شعاع بضاء حل ثنا حميد بن مسعدة البصري ثنا عبد الوهاب الثقفي
 (بلکہ عجیب کی اور گھونگر یا لپن تھا، چالیس برس کی عمر ہو جانے پر حق تعالیٰ جل شانہ نے
 آپ کو نبی بنایا اور پھر دس برس مکہ مکرمہ میں رہے۔ اس میں کلام ہے جیسا کہ فوائد میں آیا ہے اس حدیث کے
 درمیان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ بھی نازل ہوئی تھی۔ اس کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں
 قیام فرمایا اور پھر شاہ سال کی عمر میں حضور ص وصال فرمایا۔ اس وقت آپ کے سر اور آپ کی دائرہ میں تین
 بال بھی سفید نہ تھے اس کا مفصل بیان باب شنب سولہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا گا۔

سے طعنت کی قول بطورین لا
 زادہ و نکایہ فی حب
 سے الاہیں ای شدید البیاض
 خافتی ریحہ الی القید فقط و
 روایۃ العصف فی ما ہو بین
 یس بائیں غلو تک اذہم لیلۃ
 ای نظا و وہم کا قاصد بایض
 اور قول بان البیضاء قد طلق
 علی الخمرۃ ایضا ۱۲

(ف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک درمیان تھا لیکن میان پن کے ساتھ کسی قدر طول کی
 طرف کو مائل چنانچہ مہند بن ابی ہالد وغیرہ کی روایت میں اسکی تصریح ہے۔ ان دونوں روایتوں پر اس
 حدیث سے اشکال ہوتا ہے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے
 تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے لیکن یہ درازی قد کی وجہ سے نہ تھا بلکہ مجر ذ کے طور پر تھا تاکہ حضور اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ آلات معنویہ میں کوئی بلند مرتبہ نہیں ہے اسی طرح صورت ظاہری میں بھی
 کوئی بلند محسوس نہ ہو نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام دس برس اس
 حدیث میں ذکر ہوا ہے اور اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شاہ سال کی ذکر کی گئی ہے لیکن یہ روایت
 ان سب روایات کے خلاف ہے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام مدینہ میں تین سال یا تین سال سے زیادہ
 سال کی عمر ذکر کی گئی۔ بعض روایات میں پندرہ سال کی عمر آتی ہے چنانچہ او اضر کتاب میں یوں روایتیں
 آتی والی ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیس سال کی روایتیں زیادہ ہیں۔ علمائے ان
 اصاویت میں دو طرح جمع فرمایا ہے اول یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں نبوت
 ملی اور تین سال بعد رسالت ملی۔ اس کے بعد دس سال مکہ مکرمہ قیام ہوا۔ اس بنا پر اس حدیث میں ان
 تین سال کا ذکر جھوٹ کیا جو نبوت اور رسالت کے درمیان تھے۔ دوسری توجیہ یہ کہانی ہے کہ ہوا
 اعداؤں کو کوشاں نہیں کیا گیا کہ اسی بنا پر حضرت انس کی روایت میں دونوں جگہ بالیاں ذکر کر دیں اور اگر
 چھوڑ دیا اور تیس سال والی روایات میں منہ ولادت اور سنہ وفات کو مستقل شمار کیا گیا غرض سب روایات
 کا حاصل ایک ہی ہوا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف اصح قول کے موافق تیس سال کی ہوئی

۱۱۔ مسلم آدم پہر تین میں
 دون میں ابدت الثانیۃ الف
 ای شدہ بالادویۃ ای السق کانی
 الشہ و ظانی فی اثبات السرفہ
 ای الخالی و یوہ ذک و روایت
 ای البیض کان البیض بضاء ای
 السمرۃ ۱۲۔ بخاری
 ۱۳۔ ہذا وصف اصلی اللہ و سلم
 با شہادۃ و الحمد مدح فکون
 والقطط طعنتین علی الاشہر شہ
 الجمودۃ ولی التہذیب القطط
 اشہ الزنج قال الزنجی فی التعلی
 علی العرب جمودۃ الشوکۃ ای ہم
 سوطۃ قد تم من اللہ رسولہ
 الاشہل یحیی فیما لفرق فی غیرہ
 سن الفضائل ۱۲ ب
 لہ و فی روایت توفی و ہوا میں
 و میں سنہ فی فری ثلث سنین
 و ہوا میں اشہر بالکافی
 باب غفل فی الخو الکتاب ۱۲

لما أقبله ولا بعده مثله صلى الله عليه وسلم حل ثنا سفيان بن وكيع حدثنا ابى عن السعوى بهذا
 الاسناد نحوه بمعناه حل ثنا احمد بن عبد الصبى البصرى وعلى بن حجر وابو جعفر محمد بن الحسين
 وهو ابن ابى حليمه والمعنى واحد قالوا اننا عيسى بن يونس عن عمر بن عبد الله مولى غفيرة قال
 حدثنى ابراهيم بن محمد بن ولد على بن ابى طالب قال كان على اذا وصف رسول الله صلى الله عليه وسلم
 قال له يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالطويل الممخط ولا بالقصير المتردد وكان ربعة من القوم ولم

يكن بالجد القطط ولا بالسبط كان جعلاً رجلاً ولم يكن بالمطهه ولا بالمكلمه وكان في وجهه تدوير
 ابيض مشوب ادج العينين اهدب الاشفا جليل المشائث والكتف اجرد ومسيبة تشن الكفين
ابن حنبل ۳ دار جواد ۳ دار جواد ۳ دار جواد ۳

فلاں جیسا کبھی نہیں دیکھا مبالغہ مقصود ہو کر نہ اس کے مثل نہ تو میں لیکن حضور کے اوصاف میں مبالغہ نہیں اسلئے
 کہ وہاں کمال جمال ہی تباعیر سے باہر نہ ہو سائی نے لکھا کہ اگر شخص یہ اعتقاد کرے کہ مکلف ہر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا
 جسم مبارک جن اوصاف جمید کے ساتھ تصف ہے کوئی دوسرا ان اوصاف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہیں ہو سکتا۔
 اور یہ شخص اعتقاد ہی چیز نہیں ہے تیرا عادت و تواریخ کی کتابیں اس سے لبریز ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کلمات باطنیہ
 ساتھ حال ظاہری بھی علی الوجہ الاعم عطا فرمایا تھا حضرت عائشہؓ سے، شعر نقل کئے گئے ہیں جسکا مطلب یہ کہ دنیا کی سہیلیاں اگر
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ لیتیں تو باتھوں کے بجائے داؤں کو کھات دیتیں۔ بالکل سچ فرمایا صحابہ و درو
 عورت حضور کے عشق میں جہد و غرق تھے اس کا کچھ ثابہ دیکھنا ہو تو میرے رسالہ لکھنا یا صحابہ کا باب ۱۵ دیکھو۔

(۶) ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں (یہی پوتے ہیں) وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کا بیان فرماتے تو کہا کرتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ لانے تھے
 نہ زیادہ پستہ قد بلکہ سببہ قد لوگوں میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بال جپدار تھے نہ بال سیدھے بلکہ تھوڑے ہی
 پیچیدگی کے ہوئے تھے نہ آپ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرہ کے البتہ تھوڑی گولائی آپ کے چہرہ میں تھی یعنی چہرہ انور نہ بال
 گول تھا نہ بال لانا بلکہ دونوں کے درمیان تھا حضور کا رنگ سفید رخسار مائل تھا آپ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں و لکھیں
 دراز بدن کے جوڑوں کے پٹے کی ہڈیاں موٹی تھیں (مثلاً کھنیاں اور گھٹنے) ایسے ہی دونوں موٹھوں کے درمیان کی جگہ
 بھی موٹی اور گوشت تھی آپ کے بدن مبارک پر معمولی طور سے زائد ہال نہیں تھے یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے

لحم الغنیمین اور بڑے بڑے صفت و من الشراخ و کتب لرحال یروا لاول و کذا یروا ما فی جامع العنت بلکہ حضرت ابو جعفر محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید و صفوان بن محرز
 الحسین با جندہ و یزید الخ یروا انک یخبرون کتب الرجال و ہوا یضامن ذہد الطبع فذلک الصفت لیس فی حدیث ۳۰۰۰ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید و صفوان بن محرز
 بنی علیہ و ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید الخ یروا انک یخبرون کتب الرجال و ہوا یضامن ذہد الطبع فذلک الصفت لیس فی حدیث ۳۰۰۰ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید و صفوان بن محرز
 العنت قلت الحسن یروا انک یخبرون کتب الرجال و ہوا یضامن ذہد الطبع فذلک الصفت لیس فی حدیث ۳۰۰۰ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید و صفوان بن محرز
 بنی علیہ و ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید الخ یروا انک یخبرون کتب الرجال و ہوا یضامن ذہد الطبع فذلک الصفت لیس فی حدیث ۳۰۰۰ ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن ابی یزید و صفوان بن محرز

والقدیمین اذا مشی تلقع كما يخط في صبب اذا التفت التفت معاً بين كفيه خاتم النبوة وهو خاتم

النبيين أجود الناس صدراً وصدق الناس لهجة والينهم عريكة واكرمهم عشيرة من ابدية

هابية من خالط معرفة احبته يقول ناعته لما قبله ولا بعداً مثله صلى الله عليه وسلم قال ابو عبيد

رحم الله سمعت ابا جعفر محمد بن الحسين يقول سمعت الامام جعفر يقول في تفسير صفة النبي صلى الله عليه

المعظم الذ اهاب طولاً قال وسمعت اعرابيا يقول في كلامه تمخط في تشابه اعداء ما شد بدلاً والمتروك

الداخل بعضه في بعض قصراً واما القسط فالشد يد الجعوجة والرجل الذي في شعره جعونة اي تفت قليلاً

واما المعظم فالبادن الكثير اللحم المكثم المذ والوجه المشرب الذي في يياض حمرة والاذبح الشد يد سواد

العين الاهدب لطويل الاشعار والكسد مجتمعة الكثفين وهو الكاهل والمسربة هو الشعر المذيق الذي كان

بدن پر بال زیادہ ہو جاتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر خاص خاص خصوصیتیں ملاوہ جیسے بازو پتھریاں وغیرہ ان

ملاوہ اور کہیں بال نہیں تھے آپ کے سینے سے نہات تک بالوں کی نکیڑھی آپ کے ہاتھ اور قدم مبارک پر گوشت نہ ہو جیسا کہ

تشریف لیجئے تو قدموں کو قوت سے اٹھاتے گویا کہ پستی کی طرف چل رہے ہیں جب آپ کی میطوت توجہ فرماتے تو پوسے بدن

کے ساتھ توجہ فرماتے (یعنی کہ صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے اسلئے کہ اس طرح دوسرے کے ساتھ لڑائی کا

ظاہر ہوتی اگر اور بعض اوقات متکبرانہ حالت ہو جاتی ہے بلکہ سیدہ مبارک سمیت اس طرف توجہ فرماتے بعض عمل اسے ہکا مطلب

پر بھی فرمایا ہے کہ جب آپ توجہ فرماتے تو تمام چیزیں چمک اٹھتی تھیں ان کیچھوں سے نہیں ملاحظہ فرماتے تھے مگر یہ مطلب چھا نہیں آپ کے

دونوں شانوں کے درمیان چہرہ نہوت تھی آپ ختم کر نہیو اسے تھے نبیوں کے آپ سب زیادہ مکی حل لے تھے اور سب زیادہ مکی زبان والے

سب زیادہ نرم طبیعت والے تھے اور سب زیادہ شریف و گھراؤلے تھے (غرض آپ دل و زبان طبیعت خاندان اوصاف ذاتی اور نبوی

ہر چیز میں سب افضل تھے آپ کو جو شخص یکایک دیکھتا مرنے کو جاتا تھا (یعنی آپ کا وقار اس قدر زیادہ تھا کہ اول و دوم میں کہنے

والا اور سب کی وجہ سے محبت میں آ جاتا تھا) اول تو جمال و خوبصورتی کے لئے یہی رعب ہوا اگر شوق افزوں نافع و مؤثر تھا اور حسن

بار بار لے لے اٹھتے ایسی لذت کے لئے اس کے ساتھ جب کمالات کا اضافہ ہو تو پھر رعب کا کیا پوچھنا اس کے علاوہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخصوص چیزیں عطا ہوئیں ان میں رعب بھی اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا البتہ جو شخص پہلی بار ریل چل کر آیا

تھا وہ آپ کے اخلاق کریمہ و اوصاف جمیلہ کا گھل بلو کر آپ کو محبوب بنا لیتا تھا۔ آپ کا حلیم بیان کرنے والا صرف یہ کہ سب کو

کرس میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اجمال و باکمال نہ حضور سے پہلے دیکھا نہ بعد میں دیکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَادُونَ مَتَاسِكٌ سَوَاءٌ الْبَطْنُ وَالصَّدْرُ رِجْعِدَ بَابِ الْمُنْكَبِينَ ضَحْمَةُ الْكِرَادِيسِ اَنْوَرُ
 اِي بَسْكَ بَعْدَ مَجْزَا ۱۲
 الْمُنْجَرُ مَوْصُولٌ بَابِ اللَّيَّةِ وَالسِّيَّةُ شَعْرٌ يَخْرُجُ كَالْحُطَّاءِ عَارِي النَّذِيرِينَ وَالْبَطْنُ مَاسُوسٌ
 اِي مَسْخُورٌ ۱۳
 ذَلِكَ اشْعَرُ لِنِزَاعِينَ وَالْمُنْكَبِينَ وَاعَالَى الصَّدْرِ طَوِيلُ الزَّيْدِينَ رَجَبُ الرَّاحَةِ
 اِي طَوِيلُ الزَّيْدِ ۱۴
 شَمْسُ الْكُفَّينَ وَالْقَدَمَيْنِ سَائِلُ الْاَطْلَافِ اَوْ قَالَ شَائِلُ الْاَطْلَافِ جَمْعُ الْاَخْصِيَنِ
 اِي شَائِلُ الْاَطْلَافِ ۱۵
 مِصْحَرُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُو عَنْهُمَا اِذَا زَالَ زَالٌ قَلْعًا يَخْطُو تَكْفِيًا وَمِشْيُ هُوَ نَازِغٌ الْمَشْيَةِ
 اِي مِصْحَرٌ ۱۶
 اِذَا مَشَى كَمَا يَخْطُو مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا التَفَتَ التَفَتَ جَمِيعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهُ اِلَى
 الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهِ اِلَى السَّمَاءِ اَوْجَلُ نَظَرُهُ اِلَى الْمَاحِظَةِ يَسُوقُ اصْحَابَهُ يَتَّبِعُهُ مِنْ لِقَى بِالسَّلَامِ

بَادُونَ الرَّوَاتِ اِلَى هَيْبَتِهَا
 وَمِنْ هَيْبَتِهَا اَنْوَاعُ الْمَرْبِطِ بَارِغٌ
 قَالُوا عَارِي مِنَ الْخَفِيِّ وَبَعْضُ اَنْوَرُ
 كَانَ مِصْحَرًا مَعْنَى اَلَمْ يَكُنْ
 مِصْحَرًا لَمْ يَكُنْ خَافِضًا لِمَا رَا
 الْبُيُورِ ۱۳
 اَشْعَرُ اَنْوَاعُ السَّوَادِ اِلَى الْبَطْنِ
 الصَّدْرُ يَدُونَ الْاَضَافَةَ كَرِجْعِدَ
 مَرْغُومِينَ عَلَى الْعَالَمَةِ ۱۴
 اَشْعَرُ اَوْ قَالَ لِيْشَلُ تَكْسِبُ مِنْ
 اَلرَّوَاتِ وَمَا لِيْ اَطْلَافُ بَاهِيَّةٍ
 اِي طَوِيلُ اَطْلَافِ الْبَاطِنِ تَرْبِيعُ
 مِنْ خَالَتِ الْاِزْنِ اَلْاَضَافَةُ
 كَانَ مَرْغُومًا اَطْلَافُ بِلَاغَتِهَا
 وَلَا اَعْدَاءَ ۱۵
 اَشْعَرُ قَوْلُهُمْ اَلْاَخْصِيَنِ
 الْاَخْصِيَنِ الْقَدَمُ مَوْصُولٌ بِالنَّازِعَاتِ
 بِالْاَضَافَةِ مَعْنَى اَلْوَلِيِّ وَجَمْعُ
 الْمِصْحَرِ مَعْنَى اِيْلَافٍ ذَلِكَ لَمَوْصُوفٍ
 مِنْ سَمَلٍ قَدِيمٍ شَدِيدِ الْحَيَاةِ
 عَنْ الْاَرْضِ ۱۶
 الْبُيُورُ اَوْ قَصَصَانِ كَمَا هُوَ مَعْنَى
 وَبَنِيغٌ مَسْكُونٌ ۱۷
 اَشْعَرُ مَتَاسِكٌ وَالْمَسْكُونُ الْعَالَمُ
 اِي رَفِيعٌ مَعْنَى اَلْاَرْضِ رَفِيعًا
 اِنْمَا بَقِيَّةُ الْاَنْبِيَاءِ اَعْيَانُ الْعَالَمِ
 الْقَدَرِ اَوْ اَعْيَانُ الْعَالَمِ اَوْ اَعْيَانُ
 وَهِيَ مَعْنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفِيعٌ بَقِيَّةُ ۱۸
 اَشْعَرُ مَعْنَى اَلْبَرَاءَةِ وَنَسَبُ
 بَعْضُ اَنْوَاعٍ مَعْنَى اَلْعَالَمِ
 وَالْاَرْضُ اَلْمُتَمِّينَ وَالْمُتَمِّينَ
 شَقَارِبُ ۱۹

در از تھیں اور تہتھیں اُپراخ نیز تہتھیں اور دونوں قدم گداز کر گوشت تھے۔ ہاتھ پاؤں کی انگلیاں
 تناسک کے ساتھ لابی تھیں آپ کے تلوے دوست گہرے تھے۔ اور قدم عموماً رتھ لپائی ان کے صاف تھرا اور
 انکی مٹاس کی وجہ سے ان پر شیعہ نہیں تھا فوراً داخل جاتا تھا جب آپ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے اور
 آگے کو جھک کر تشریف لجاتے قدم زمین پر آہستہ پرناز رہتے نہیں پڑتا تھا۔ آپ تیز رفتار تھے اور دراز کاٹا
 قدم رکھتے چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ باپستی میں آتریز ہیں
 جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پوسے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے آپ کی نظر نیچی رہتی تھی آپ کی نگاہ نسبت آسمان
 کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ (اس میں یہ اشکال ہے کہ ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم آسمان کی طرف اکثر دیکھا کرتے تھے، دونوں میں تطبیق ہے کہ عادت شریف تو زمین کی طرف نگاہ تھی
 کی تھی لیکن چونکہ وہی کا بھی انتظار رہتا تھا اسلئے اسکے انتظار میں نگاہ بگاہ آسمان کی طرف بھی ملاحظہ فرماتے
 تھے ورنہ عام اوقات میں عادت شریف نیچی نظر رہنے کی تھی ۵ اور ہر قائل کی تقریر شرم و ادب پر نہیں مبنی
 اور ہر سبیل گھڑا ہے ہاتھ پر میت لئے دل کی) آپ کی عادت شریف عموماً گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی یعنی غایت
 شرم و حیا کی وجہ سے پوری آنکھ کھڑ نہیں دیکھتے تھے، چلتے میں صحابہ کو اپنے آگے کریتے تھے ادا آپ پیچھے رہتا
 جس سے ملتے سلام کرنے میں خود ابتدا فرماتے۔ ۶ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے رہنا امدان اسکو
 تواضع پر عمل فرمایا لیکن بڑا ناہنجار کے نزدیک اگر یہ حالت سفر پر محمول ہو تو انہیں اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی عادت شریف تھی کہ سفر میں لیما ندگان اوضاع کی خبر گیری کے لئے آپ پیچھے رہا کرتے تھے یہ حدیث بہت
 طول و چیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال و عادات جملہ انواع مذکور ہیں، امام ترمذی نے یہ حدیث کی کہنا سنو
 اسکو کی باتوں میں ذکر کیا ہے چنانچہ اسکا کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے باب میں اور کچھ حضور صلی اللہ
 تواضع کے ذکر میں آئے گا۔

اَشْعَرُ قَوْلُهُمْ اَلْاَخْصِيَنِ
 الْاَخْصِيَنِ الْقَدَمُ مَوْصُولٌ بِالنَّازِعَاتِ
 بِالْاَضَافَةِ مَعْنَى اَلْوَلِيِّ وَجَمْعُ
 الْمِصْحَرِ مَعْنَى اِيْلَافٍ ذَلِكَ لَمَوْصُوفٍ
 مِنْ سَمَلٍ قَدِيمٍ شَدِيدِ الْحَيَاةِ
 عَنْ الْاَرْضِ ۱۶
 الْبُيُورُ اَوْ قَصَصَانِ كَمَا هُوَ مَعْنَى
 وَبَنِيغٌ مَسْكُونٌ ۱۷
 اَشْعَرُ مَعْنَى اَلْبَرَاءَةِ وَنَسَبُ
 بَعْضُ اَنْوَاعٍ مَعْنَى اَلْعَالَمِ
 وَالْاَرْضُ اَلْمُتَمِّينَ وَالْمُتَمِّينَ
 شَقَارِبُ ۱۹

سے عرض کیا ہی فی سبیل

امروہ کا میل علیہ روایت القائل

اولی النام کا میل علیہ روایت

الآخری ۱۲

وہ بیغ تضاد ہو سکوں

ای ضیف اعمرو من العالی

غرب قارا اھاری ۱۳

سے بیغ اعمرو من منن خود

ساکتے تھے ہرگز معتبر بعد انار

قبیلہ من یمن اوس قطان

وہم مترسلون بین الخلاء ومن

۱۴ ق م

عہ عروہ بن سواد ای شفی

لا الھدی کا تویم وانی حکم

ان اقرب منہ اعمرو عروہ ومن

موصوفہ عالمی اعمروہ سے

اقرب لذی راہتہ ویتسلق

طیبا النصب علی ان خزیر

تلفیظہ وصلۃ القرب محذوفہ

۱۵ ای الرسول ۱۲

۵۵ دیکھتے کس قدر وقیع اول

سنامہ فی اہل رئیس اجندہ

سما فی شہور کان جبریل

یاتی قابلاً علی صورۃ لان

عادۃ العرب قبل الاسلام

اذا ارسلوا رسولا الی ملک

یا رسولہ الا مثل وحیہ

الاجل او انفساۃ فاذا کان

ارماعالی الھمال سے غریب

۱۶ الاشال طار الیہ بحوری ۱۲

۱۷ ابوالطفیل عاصم بن

کان من جواد علی وکیبہ لھام

امروہ قوام احد مات سنہ

مشر و مات علی اصبح علی قال

وہم بحوری فی شرح الشماں

افتارہ الحافظ فی تقریر بیغ

میں تو ابی علی ودر الاصل

احمد آہ غیری ۱۲

بقول رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابقی بلی وجہ الارض احد راہ غیری قلت صفہ لی
 قال کان ابیض ملیحاً مقصداً اصولات اللہ وسلامہ علیہ حالہ ثناء عبد اللہ بن عبد الرحمن
 انا ابراہیم بن المنذر انحر اخی انا عبد العزیز بن ثابت الزہری تسمی اسمعیل بن ابراہیم ابن اخی
 موہبی بن عقبہ عن کرب عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 افلج الثنیتین اذا تکلم رأی ک النور یخرج من بین ثنا یاہ
 ہر نعمت مابین الثنا یا ہر بیات ۱۲

رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں میں اب روئے زمین پر میرے سوا کوئی
 نہیں رہا میں نے اُن سے کہا کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان کیجئے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم سفید رنگ تھے ملاحت کے ساتھ یعنی سُرخ مائل اور معتدل جسم والے تھے۔ **ف** ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے صحابہ میں سب سے اخیر میں وفات پائی ہے۔ ان کی وفات ایک سو دس ہجری میں ہوئی ہے۔ اسی بنا پر انھوں نے کہا کہ اب میرے
 سوا کوئی دیکھنے والا نہیں رہا۔ ملا فرماتے ہیں کہ روئے زمین کی قید اس لئے لگائی کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے
 دیکھنے والوں میں موجود تھے۔

(۱۴) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگلی دانت کچھ کشادہ تھے یعنی ان کی کینقہ
 ریشمیں تھیں گنجانے تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکلم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے
 نکلتا تھا۔ **ف** ملا کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ قریشیہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جو دانتوں کے درمیان
 نکلتا تھا اس کو نور کے ساتھ تشبیہ دی ہے لیکن ملا مرثاوی کی رائے یہ ہے کہ کوئی جسمی چیز تھی تشبیہ نہیں جو بطور معجزہ کے حضور
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کے درمیان سے نکلتی تھی۔ **ع** حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا جو حسینوں کو بھی کتنا اہل
 ہے بکلی گرا دینا۔ الغرض علیہ مبارک میں ہر چیز کمال حسن کو پہنچی ہوئی تھی۔ **ع** دامن نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار۔
 گلچین بہار تو ز دامن گلدار در۔ یعنی جیسے آپ جمال معنوی میں منتہا پر تھے ایسے ہی جمال ظاہری میں بھی انتہا پر تھے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاللّٰهُ بِقَدْرِ حُسْنِهِ وَجَمَالِهِ

لے مقصد بشہداء الصادقۃ علی اہل اسم مفعول من باب التفعیل ای مترسفاً يقال صل مقصد ای مترسفاً
 کیا يقال صل مقصد ای وسط قال تعالیٰ وسط اللہ قصد اسل ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱

ولو شاء ان اقبل الخاتمة الذی بین کفیه من قمر به لفعلت يقول سعد بن معاذ یوم ما اھتزله
 عرش الرحمن حدثنا احمد بن عبدۃ البضع وعلی بن حجر غیر واحد قالوا انا عیسیٰ بن یونس
 عن عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرۃ قال ثنی ابراھیم بن محمد من ولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 قال کان علی رضی اللہ عنہ اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذكر الحدیث بطولۃ قال
 بین کفیه خاتمة النبوة وهو خاتمة النبیین حدثنا محمد بن زینب ان ابو عاصم انا عن زید بن
 ثابت ثنی علی بن اھمر ثنی عمر بن الخطاب الانصاری قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ستر ہزار فرشتے ان کے جنازہ کی نماز میں شریک ہوئے تھے لیکن باوجود ان سب کے حدیث شریف میں آتا ہے کہ قبر کی تصویر برکی
 نگیں ان کیلئے بھی پیش آئی۔ بڑی عبرت کی جگہ ہے آدمی کو عذاب قبر سے کیسے طرح غافل نہیں ہونا چاہئے ہر وقت اس سے توبہ
 کرتے رہنا چاہئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب کسی قبر پر گزر رہا ہوتا تو اس قدر روتے کہ دارھی مبارک تر ہو جاتی تھی کسی
 عرض کیا کہ جنت اور دوزخ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے آپ تو آپ نہیں روتے اس پر اس قدر روتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے
 حضور سے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پالے اس کے لئے اسکے بعد کی ساری منزلیں
 سہل ہو جاتی ہیں اور جو اس کے عذاب سے غلامی نہ پاسکے اسکے لئے اسکے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ دشوار ہوتی ہیں نیز میں نے
 حضور سے یہ بھی سنا ہے کہ میں نے جتنے مناظر دیکھے ہیں قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک پایا (مشکوۃ) اللہ فہم احفظنا ومنہ
 امام ترمذی کی غرض ابجگہ حضرت سعد کے قصہ سے نہیں بلکہ اس حدیث میں ہر نبوت کا ذکر آگیا اسلئے انھوں نے ذکر فرمایا اور حضرت
 ریشہ کی غرض ہر نبوت کے بیان کرنے سے اپنے قریب ہو کر بیان کر کہیں بہت ہی قریب ہی جیکہ میں نے یہ مضمون سنا سننے میں
 کسی قسم کی غلطی وغیرہ کا احتمال نہیں۔ (۴۶) ابراہیم بن محمد جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت
 رضی اللہ عنہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کیا کرتے تو یہ کیفیتیں بیان کرتے اور حدیث مذکورہ سابق ذکر کی۔
 منجملہ ان کے یہ بھی کہتے کہ حضور کے دونوں مندرجوں کے درمیان ہر نبوت بھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ یہ حدیث پہلے
 باب میں مفصل گذر چکی ہے اسلئے یہاں مختصر طور سے اسکی طرف اشارہ کر دیا۔ اور چونکہ اس میں ہر نبوت کا ذکر تھا اسلئے اسکا خلاص
 طوے سے ذکر کر دیا۔ یہ وہی حدیث ہے جو باب اول کے انھوں نمبر پر گذری ہے۔ (۵) علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ مجھے سے عمر بن خطاب
 صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہنے کے لئے ارشاد فرمایا میں نے حضور
 کی کمر خشی شروع کی تو اتفاقاً میری نگاہی ہر نبوت پر لگ گئی علیا کہتے ہیں کہ میں نے عمر سے پوچھا کہ ہر نبوت کی کیا چیز تھی انھوں نے

لے ولو شاء ان لا یجد معوضۃ بین الی و ہو جملہ یقول المؤمن ما جہا و ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والغرض من بیان قرآن مجید صلی اللہ علیہ وسلم
 جدا متحققا سہا و عبرت بالفارغ اشارۃ الی ان تکمل کمال کا شادۃ ثم الحدیث لایل علی جوار النظار الی الاجنبۃ فلا عاجز الی الجواب ثم یکن ان
 بادل مثل ان کان حضور اللہ علیہ السلام۔ تھے یوم یحس ان یمکن من قولہ ہو خوف لقرآن و اجتر و الظن ان کل کلام ریشہ خوف لقرآن یقول ۱۲
 تھے قال انھو دالی النادی فتمم الحدیث بطولہ الی باب الاول ۱۳ تھے مدارک البکرین الاول و کون الامام بعد ما موصوۃ وعد ۱۴

یا با زید اذن منی فاصبر ظہرہ فسمعت ظہرہ فوقعت اصابعی علی الخامة فک ما
الخامة قال شعرات مجتمعات حدثنا ابو عمار الحسن بن حربث الخنجر اخی
نا علی بن حسین بن واقد ثنی ابی ثنی عبد الله بن بريدة قال سمعت ابی
بريدة یقول جاء سلمان الفارسی الی رسول الله صلی الله علیه وسلم حین قدم
المدينة بمائدہ علیہا رطب فوضعها بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم

وحدث صاحبی علی خام فخرنا
قال ما قالہ قال شعرات مجتمعات
عن ثقیف کل ان یكون
اصحابه یقرن و یأخذ کل من
ان یكون لحدود یقرن و ذکر
اھادی فی بیع الوصال حدیث
ابن سعد بن المغطی فی رشتہ فی
قال قال یزید و الظاہر ان اعدا
الروایتین و ہم المارح روایت
الترغی لا یؤتی من ائمتہ

جواب دیا کہ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔ **ف** یہ پہلی روایات کے خلاف ہیں ہولی اسلے کہ اس کے اطراف میں
بال بھی تھے۔ انھوں نے صرف ان کا ذکر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ روایتیں صحیح ہیں۔ اور نہ ہی وہ صحیح ہیں۔
(۶) بريدة بن حصیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف
لائے تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک نوان لیکر آئے جسے تازہ کھجوریں تھیں۔ اور حضور اکر صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا حضور نے دریافت فرمایا کہ سلمان کیسی کھجوریں ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ
آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ صدقہ نہیں کھاتے اسلے میرے پاس
آج (اسی مل کا اختلاف) ہے کہ ہم لوگ سے کیا مرا ہے۔ بعض کے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات اور جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا اور بعض کے نزدیک جماعت انبیاء مرا ہے اور بعض کے نزدیک
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ اقارب جن کو زکوٰۃ مال جائز نہیں، وہ مرا ہیں۔ بندہ بایں کے نزدیک تیسرا احتمال
راجح قرار ملا نہ مادی کے اعتراضات جو اس تیسری صورت میں ہیں زیادہ متبع نہیں) دوسرے انبیاء ہی

واقعہ پیش آیا کہ سلمان کھجور کا طباق لائے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ۔ (اور حضور
یا رسول اللہ یہ آپ کے لیے بڑے سب۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ بڑھاؤ۔ (اور حضور
اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی نوش فرمایا چنانچہ بخوری نے اسکی تصریح کی ہے۔ حضرت سلمان کا اس طرح

پر دونوں دن لانا حقیقت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا بنانے کا امتحان تھا اسلے کہ سلمان کی نفی
عند پرانے زمانہ کے ملا میں تھے۔ اڑھا کی سبوس اور بعض کے قول پر سنا ہے تھیں سبوس کی انکی عمر ہوئی ہے
انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات میں جو پہلی کتب میں پڑھ رکھی تھیں یہی دیکھا تھا کہ وہ صدقہ نوش

نہیں فرماتے اور یہ قبول فرماتے ہیں اور آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھ نہوت جو پہلی دونوں علامتیں کہنے کے
الطریقہ فاشیت کہ فرماتے ہیں (بعد) چھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر چھ نہوت دیکھی تو سلمان ہو گئے (سلمان رضی اللہ عنہ اسوقت
فرماتے تھے کہ میں نے خود سے نہوت

یہودی کی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید لیا (بجائز آخرہ) کے لفظ سے تعبیر کرنا
قدوالو القادوان المائدۃ
کہتے تھے کہ ہاتھوں کی
لفظ غامض ہے جسے الروایات

پاس بیٹھنے والے نے عرض کیا اللہ یا مشرکہ انھوں نے فرمایا شرک کے خواہاں نہیں جم تو وصت پسند کرتے ہیں یہ سب تمھاری نذر ہے وہ مقدار میں اتنا تھا کہ ان صاحبِ حج نے سکا تو اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ یہ ان کے گھر پہنچا دو۔ اس نے پہنچا دیا۔ ایس طرح ایک تہہ امام ابو یوسف کی مجلس میں واقعہ پیش آیا کہ کچھ نقدی بدہ پیش کیا گیا حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا اللہ یا مشرکہ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ اس سے خاص قسم کے دیا مراد وہیں اور یہ فکر کا خادم سے ارشاد فرمایا کہ سکو اتھا کر رکھ دو۔ علمائے لکھا ہے کہ دونوں واقعے اپنی اپنی جگہ نہایت ہی موزوں ہیں ایک زاہد صوفی کے وہی مناسبتاً جو انھوں نے کیا اور ایک فقیہ کے یہی مناسبت تھا اور یہ سب ہے امام ابو یوسفؒ فکے مشہور امام ہیں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ایک شرعی مسئلہ بنیگا کہ ہر ایسا میں شرکت ضرور مہو جاتی اور اُمرت کو وقت ہوتی۔ ہمارے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ایک کتاب اپنی بشارات اور منامات میں لکھی اس میں بہت سے عجیب واقعات ہیں بخدا ان کے اپنے والد صاحب کا یہ واقعہ بھی لکھا کہ ایک مرتبہ ابتدائی زمانہ میں مجھے شوق ہوا کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں اسکے بعد علماء کے اختلاف کی وجہ سے مجھے تردد ہوا۔ خواب میں ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نے ایک ردی مرحمت فرمائی حضرت صدیق اکبرؓ بھی تشریف فرما تھے انھوں نے فرمایا اللہ یا مشرکہ میں نے وہ روٹی سامنے کر دی انھوں نے ایک ٹکڑا آہستہ سے لیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ یا مشرکہ میں نے ان کے سامنے بھی پیش کر دی انھوں نے بھی ایک ٹکڑا آہستہ سے لیا پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اللہ یا مشرکہ میں نے عرض کیا کہ اگر اسکو آپ ہی حضرات نے تقسیم فرمایا تو اس فقیر کے لئے کیا بچ گیا حضرت سلمان فارسیؓ منہ پھیل اللہ رب العالمین میں اس حدیث میں آیا ہے کہ جب قرآن شریف کی آیت وَإِنْ تَوَلَّوْاْ يَسْتَبَدِّلْ قَوْلَانِ ذِكْرَهُ تَذَكُّرًا لِّتَكُونُواْ مِنْ أَقْسَامِ الْكَافِرِ نازل ہوئی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم ایمان لائیں) مگر دہائی کرو گے تو اللہ میں شاء تمھاری جگہ ایک دوسری قوم کو لے آئے گا جو تم جیسی نہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہوں گے جو ہمارے جگہ آئیں گے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان کے کندھے پر ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ یہ اور اسکی قوم۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہو اگر ایمان نہ لائے تو اس پر معلق ہوتا تو فارس کے کچھ لوگ اسکو وہاں سے بھی لے جیتے۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ حضرت امام اعظمؒ کی شان میں بشارات ہے، حضرت سلمانؓ خود اپنے ایمان لانے کا مقصد تصنیف فرماتے ہیں جو حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور اس میں ان علامات کا بھی ذکر ہے جن کا انھوں نے امتحان لیا وہ فرماتے ہیں کہ میں صوبہ اصبہان میں ایک جگہ کار بنے والا ہوں جس کا نام ہے تھامیر آباد۔ اس جگہ کا چودھری اور سردار تھا اور مجھ سے بہت ہی زیادہ اسکو محبت تھی میں نے اپنے قدیم مذہب جو محبت میں اتنی زیادہ کوثرش کی کہ میں اس لشکر کا محافظ بن گیا مجھے باپے ایک مرتبہ اپنی حاملہ کی طرف بھیجا۔ راستہ میں میرا گدڑ فساد کی گرجے پر ہوا میں سیر کے لئے ایسے چلا گیا میں نے ان کو ناز پڑھتے دیکھا تو مجھے وہ پسند آگئی اور اس دن کو پسند کرنے کا شام تک میں وہیں رہا ان سے میں نے دریافت کیا کہ اس دن کا مرکز کہاں ہے انھوں نے کہا ملک شام میں ہے۔ رات کو میں گھر واپس آیا گھر والوں نے پوچھا کہ تو تمام دن کہاں رہا میں نے تمام قصص بیان کیے کہ کیا کہ بیٹا وہ دن اچھا ہے تیرا اور تیرے بڑوں کا جو دن کو وہی بہتر ہے۔

میں نے کہا ہرگز نہیں وہی دین بہتر ہے۔ باپ کو میری طرف سے خدمت ہو گیا کہ کہیں چلا نہ جائے اسلئے میرے پاؤں میں ایک تیری ڈالری اور گھر میں تیکر دیا میں نے ان عیسائیوں کے پاس کہا ابھی کہ جب شام سے سودا گروں کو جو اکثر آتے رہتے تھے آئیں تو مجھے اطلاع کرا دیں چنانچہ کچھ سودا گرا آئے اور ان عیسائیوں نے مجھے اطلاع کرا دی جب سودا گروں کو اپنے لئے تو میں نے ان پر پاؤں کی بڑی کاٹ دی اور بھاگ کر ان کے ساتھ شام چلا گیا وہاں پہونچ کر میں نے تحقیق کیا کہ اس مذہب کا جسکے زیادہ ماہر کون ہے لوگوں نے بتایا کہ اگر ہمیں فلاں پشپ جو میں اسکے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے تمھارے دین میں داخل ہونے کی رغبت ہے اور تمھاری خدمت میں رہنا چاہتا ہوں اس نے منظور کر لیا میں اسکے پاس رہنے لگا لیکن کچھ اچھا آدمی نہ نکلا۔ لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دینا اور جو کچھ جمع ہوتا اسکو اپنے خزانہ میں رکھ لینا غریبوں کو کچھ نہ دینا وہ مر گیا اسکی جگہ دوسرے شخص کو بٹھایا گیا وہ اس سے بہتر تھا اور دنیا سے بے رغبت تھا میں اسکی خدمت میں رہنے لگا اور اس سے مجھے محبت ہو گئی بالآخر وہ میرے لئے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ مجھے کسی کے پاس رہنے کی وصیت کرو۔ اس نے کہا کہ میرے طریقہ صرف ایک شخص دنیا میں بڑا سکے سو کوئی نہیں ہے وہ موصول میں رہتا ہے تو اسکے پاس چلے جانا میں اسکے مرتبے بعد موصول چلا گیا اور اس سے جا کر اپنا قصہ سنایا اس نے اپنی خدمت میں رکھ لیا وہ بھی بہترین آدمی تھا آخر اسکی بھی وفات ہونے لگی تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا فلاں شخص کے پاس نصیب میں چلے جانا میں اسکے پاس چلا گیا اور اس سے اپنا قصہ سنایا اس نے اپنے پاس رکھ لیا وہ بھی اچھا آدمی تھا جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا فلاں میں فلاں شخص کے پاس چلے جانا میں وہاں چلا گیا اور اس کے پاس اسی طرح رہنے لگا وہاں میں نے کچھ کمائی کھاندا ابھی کیا جس سے میرے پاس چند گائیں اور کچھ بکریاں جمع ہوئیں جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب میں کہاں جاؤں اس نے کہا کہ اب خدا کی قسم کوئی شخص اس طریقہ کا جیسے ہم لوگ ہیں عالم نہیں رہا البتہ نبی آخر الزمان کے پیدا ہونے کا زمانہ قریب آگیا جو دین ابراہیمی پر ہونگے عرب میں پیدا ہونگے اور ان کی ہجرت کی جگہ ایسی زمین ہے جہاں کھجوروں کی پیداوار بکثرت ہو اور اس کے دونوں جانب کنکری زمین ہے وہ ہدیر نوش فرمائینگے اور صدقہ نہیں کھائینگے ان کے دونوں شانوں کے درمیان تھر نبوت ہوگی (یہ ان کی علامات ہیں اسی وجہ سے حضرت سلمان نے ان علامات کی تحقیق کی تھی) پس اگر تجھ سے ہو سکے تو اس کو ترسنا پر مہینے چلا جانا۔ اس کے انتقال کے بعد قبیلہ بنو کلب کے چند تاجروں کا وہاں گزر جوا میں نے ان سے کہا کہ اگر تم مجھے اپنے ساتھ چلے جاؤ تو اسکے بدلے میں بیگائیں اور بکریاں تمھاری مذہب میں انھوں نے قبول کر لیا اور مجھے وادی القریٰ (یعنی مکہ مکرمہ) لے آئے اور وہ لگائے اور بکریاں میں نے ان کو دیدی لیکن انھوں نے مجھ پر ظلم کیا کہ مجھے مکہ مکرمہ میں اپنا مقام ظاہر کیا اور مجھ پر بیچ یا بہنو قریظ کے ایک بیہودی نے مجھ سے خرید لیا اور اپنے ساتھ اپنے وطن مدینہ طیبہ لے آیا۔ مدینہ طیبہ کو دیکھتے ہی میں نے ان علامتوں سے جو مجھے غور ہائے سامعی (بادری) نے بتائی تھی پہچان لیا کہ وہی وہ جگہ ہے۔ میں وہاں رہتا رہا کہ اتنے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ شریف لینگے حضور اس وقت تک قبا میں تشریف فرما تھے میں نے حضور کی خبر سن کر کچھ میرے پاس تھا وہاں کچھ پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ صدقہ کا مال ہے حضور نے خود متاویل نہیں فرمایا صاحب (افراد)

الْفَخْلُ الْإِخْلَافُ وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَحَمَلَتْ الْخُلُفَ مِنْ عَامِهَا وَلَمْ تَحْمَلْ خِلْفَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَأْنُ هَذِهِ الْخِلْفَةِ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَاغَرَتْ مَا غَرَسْتَ بِهَا فَزَعَمْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهَا حُلَّ شَيْءٍ مَحْمُولٍ بِشَارِ النَّاسِ بْنِ الْوَضَّاحِ إِنْ أَلَوْ عَقِيلٌ لَدَّرَ عَنْكَ ابْنِي نَضْوَةَ

سے کہا کہ تم لوہے نے اپنے دل میں کہا ایک علامت تو پوری نکلی پھر میں مدینہ واپس آگیا اور کچھ جمع کیا کہ اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ (بھجوریں) اوکھا نا وغیرہ) پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ بدیر سے حضور نے ایسے سے تناول فرمایا ہیں اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت بھی پوری ہوگئی۔ اس کے بعد میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوا اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (ایک صحابی کے جنازہ میں شرکت کی وجہ سے) بقیع میں تشریف فرماتے تھے میں نے سلام کیا اور پشت کی طرف گھوم لگا آپ سجدے کے اور اپنی چادر مبارک کہتے تھادی میں نے تہنیزت کو دکھایا میں جوش میں اس پر جھک گیا اسکو چوم رہا تھا اور رو رہا تھا حضور نے فرمایا سائے آؤ میں سامنے حاضر ہوا اور حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا۔ اُس کے بعد میں اپنی غلامی کے شغل میں پھنسا رہا۔ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ تم اپنے آقا سے مکاتبت کا معاملہ کر لو میں نے اس سے معاملہ کر لیا اس نے دو چیزیں بدل کتابت قرار دیں ایک یہ کہ چالیس اوقیہ نقد سونا ایک اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے اور ایک درم تقریباً سہ ماہی کا) دوسری یہ کہ تین سو درخت کھجور کے لگاؤں اور ان کو پرورش کروں یہاں تک کہ کھانے کے قابل ہو جائیں چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے لگائے جس کا قصہ شمائل میں موجود ہے اور اتفاق سے کسی جگہ سے سونا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگیا حضور نے حضرت سلمان کو مرحمت فرمایا کہ اسکو جا کر اپنی بدل کتابت میں دیدو۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور یہ کیا کافی ہوگا وہ بہت زیادہ مقدار ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شائد اسی سے عجب نہیں پورا فرمادیں چنانچہ میں لگیا اور اس میں سے وزن کر کے چالیس اوقیہ سونا اسکو تولی دیا (جمع الفوائد) اس قصہ سے یہی معلوم ہو گیا کہ شمائل کی روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سلمان کو خریدنا اسی لحاظ سے کہا گیا کہ انکا بدل کتابت حضور نے اپنا ہاتھ اپنے دست مبارک سے درخت لگائے اور خود ہی اپنے پاس سے وہ سونا عطا فرمایا جو بدل میں قرار پایا تھا حضرت سلمان کہتے ہیں کہ دس سے زیادہ آقاؤں کی غلامی میں وہ رہے ہیں۔ غزوہ خندق میں انھیں کے مشورہ سے خندق کھدوائی گئی ورنہ عرب میں اس سے پہلے خندق کا دستور تھا: لوگ خندق کو جانتے تھے۔

(۷) ابو نفوس کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تہنیزت کو پوچھا تو انھوں نے یہ بتلایا کہ آپ کی پشت پر ایک گوشت کا آٹھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

۱۲ عذرہ قبل ان تصغرس عمرہ و عدم حملہا من ماہا نیز قول الامام ترمذی و یس فیما سواد من اخبار سلمان ۱۳

۱۴ ابو یعلیٰ یفیع العین البراء و کسرنا ید و الدور فی نسبہ لدورق یفیع الدال المہملہ و سکون الواو و بلدۃ بغداد ۱۵

۱۶ ابی نفوس یفیع لون و سکون ضا و جمہ علی الفصح و من یسط یوحدہ لہطلہ ساکۃ فعدہ لطلہ و اسرہ لہذرین ما یک ۱۷

قال سالت اباسعيد الخدري عن خاتمة رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني خاتمة النبوة فقال كان في ظمرة

بعضه ناسم^۱ حد ثنا بالاشعث احمد بن المقدام الجعفی البصری نا محمد بن زید انا عاصم الزحول عن عبد الله

ابن شرجس قال اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في ناس من اصحابه فدرت هكذا من خلفه فعرف

الذي اريد فالله الدرس عن ظهوره وأما على كنفه مثل الجمع حولها خيل ان كانوا نال

فرجعت حتى استقبلته فقلت غفر الله لك يا رسول الله فقال ولك فقال القوم استغفر لك رسول الله

صلى الله عليه وسلم فقال نعم ولكم ثم تلا هذه الآية واستغفر لذنوبك وللمؤمنين والمؤمنات

باب ماجاء في شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم

زید و ایتان دفع العین فصح و السکن اشهر و احد تباشرة ۴

(۸) عبداللہ بن الحزرج کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وقت

مجمع تھامیں نے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پشت چکر لگایا (راوی نے اس جگہ غالباً چکر لگا کر فعلی صورت بیان کی)،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا منشاء سمجھ گئے اور اپنی پشت مبارک سے چادر اتار دی۔ میں نے قہر نبوت کی جگہ لگا کر دو نونوں کو

کے درمیان میں کے، سہل دلیا جس کے چاروں طرف بل مجھے جو لایا مسول کے برابر معلوم ہوئے تھے۔ پھر میں حضورؐ کے سامنے آیا اور عرض کر اللہ تعالیٰ اے محمد! کہ مغفرت فرما دو رسول اللہ ﷺ کی ماضی و آتی تمام گنہگاروں کو۔

اور اس سے کہیں زیادہ اعلیٰ سائے اپنی حرکت کر کے آیا اللہ تعالیٰ سے اپنی حرکت کرنا کی بے پرواہی نہ کرے۔

فرمائی میں نے کہا یاں اور تم سب کے لئے بھی اسلئے کہ اللہ جل شانہ نے مکرم فرمایا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مغفرت کی تلاش

کرو اپنے لئے بھی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی (اس لئے حضورؐ کو سب ہی کے لئے دعا کی مغفرت فرمائی گئی)۔

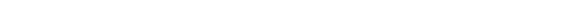
باب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سہ مبارک کے بالوں کا بیان

باب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمر مبارک کے بالوں کا بیان

ف حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منجھوں کی مقدار میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں جیسا کہ پہلے بھی گزشتہ جگہ اور ان میں

کچھ تعارض نہیں اسلئے کہ بال بڑھے والی چیز ہے ایک زمانہ میں اگر کان کی لوت تک تھے تو دوسرے زمانہ میں اس سے زائد اسلئے

الحضور علی التذلیع ولم کاسر من انا جذم به ثابت و لو جس نے فریب کا زمانہ شکل لیا اس نے چھوئے بال کل لے ادریں

[illegible][illegible]

عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریوفاً بعید ما بین المنکبین وکانت جنتہ تصیر شجرة اذا
 حل ثنا محمد بن بشار نا وهب بن جریر بن حازم ثنی ابی عن قتادة قال قلت لانس کیف کان شعر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لم یدکن بالمجد ولا بالسبط کان یشیع شعره شجرة اذنیہ حل ثنا
 محمد بن یحیی بن ابی عمر المکی اناسقین بن عیینہ عن ابن ابی بجم عن مجاهد عن ام هانئ ابیہا
 قالت قد مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علینا مکة فله وله اربع غل ارجل ثنا سويد بن نصر ثنا
 عبد اللہ بن المبارك عن معمر عن ثابت عن انس ان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الی انصا اذنیہ
 حل ثنا سويد بن نصر اناعبد اللہ بن المبارك عن یونس بن یزید عن الزہری عن انا عبد اللہ بن
 عبد اللہ بن عتبہ بن عبد اللہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
 یسدل شعره وکان المشرکون یفرون فرسہ وکان اهل الکتاب یسدلون فرسہ وکان یحب موافقہ
 رواہ ابن ماجہ

وہی تھا آپ کے بال کا نوں کی لونب ہوتے تھے یہ حدیث حدیث شریف میں مفصل گذر چکی ہے بالوں کے ذکر کی وجہ یہاں یہ کہو
 مختصر ذکر کر دوں گا۔ (۴) قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے پوچھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ہاں
 کیسے تھے انھوں نے فرمایا کہ بال کل بچیدہ نہ بال کل کھلے ہوئے بلکہ تھوڑی سی بچیدگی اور گھٹا کر دیئے ہوئے تھے جو کانوں کی
 لونب پہنچتے تھے۔ (۵) ام ابی ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد ایک مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائے
 تو آپ کے بال چار حصہ میں حصوں کے طور پر ہورہے تھے۔ ف مشہور قول کے موافق ہجرت کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلکڑ
 کو تشریف آوری جا مرتبہ ہوئی اول عرقہ القضا میں جو سہ سات جبری میں تھا پھر فتح مکہ میں سنا آٹھ جبری پھر کسی سفر میں عرقہ ثمر
 کے لئے پھر سہ دس جبری میں حج کے لئے۔ یہ تشریف آوری ہیں کہ اس حدیث شریف میں ذکر ہے ہجوری کے قول کے موافق فتح مکہ
 کے وقت ہوئی اور یہی مظاہر حق میں لکھا ہے بعض علمائے اور اوقات بھی تحریر فرماتے ہیں۔ مردوں کے لئے عورتوں کی طرح
 سے منہ جیاں کمرہ ہیں اس حدیث میں منہ جیوں سے وہی مراد لی جاوے جس میں تشبہ نہ ہو کہ تشبہ کی حضور نے خود ہی ممانعت
 فرمائی ہے۔ (۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک ہوتے تھے۔
 (۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اول بالوں کو بغیر رنگ کا لے دیے یہی چھوڑ دیا کرتے تھے
 اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے اور بال کتاب نہیں نکالتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ابتداً ان اموں میں جن میں
 کوئی کم نال نہیں ہوتا تھا ان کتاب کی موافقت کو پس فرماتے تھے لیکن ایک بعد حکم فرمایا جو ایک اسلحہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
 مخالفت ال کتاب فرماتے گئے نے قبل کان ذک اس تک اول تک بقا یا خذک الرسل واولادہ ونبیون لا مستقیم الا بعد واولادہ ونبیون کان ذک
 اسلحا وقلوبہم ان اللہم بہم قتال تم بہتہم کہ بہت علیہم الشقوة کلک ازادنا لعلنا ازادوا وقلوبہم ان اللہم بہم قتال تم بہتہم کہ بہت علیہم الشقوة کلک ازادنا لعلنا ازادوا وقلوبہم ان اللہم بہم قتال
 تم بہتہم کہ بہت علیہم الشقوة کلک ازادنا لعلنا ازادوا وقلوبہم ان اللہم بہم قتال تم بہتہم کہ بہت علیہم الشقوة کلک ازادنا لعلنا ازادوا وقلوبہم ان اللہم بہم قتال

باب ماجاء فی تحلل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا محمد بن حمید الرزقی ابن ابی ابرہہ ابو الطیالی عن عباد بن منصور عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اکتھلوا بالاحمد فانه یجلبو البصر وینبت الشعر

وزعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم كانت لہ مکحله یتکحل منها کل لیلۃ ثلثۃ فی ہذہ وثلثۃ فی ہذہ حدثنہ عبد اللہ بن الصباح الهاشمی البصری انا جمید اللہ بن موسی انا اسرائیل عن عباد بن منصور وحدثنا علی بن حجر شاذل بن یزید بن ہر عن ابن ابی نعبل بن منصور عن عکرمہ عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمہ کا بیان

ف سرمہ آنکھ میں ڈالنا مستحب آدمی کو چاہیے کہ ثواب کی نیت سے سرمہ ڈالے کہ اس میں آنکھ کو فائدہ پہنچے کہ علماء و اتباع کا ثواب بھی ہوا ہم ترمذی نے اس باب میں پانچ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آنکھ کا سرمہ آنکھوں میں ڈالو اگر اسلئے کہ وہ آنکھ کی روشنی کو بھی بیکر تلبہ اور پیکس بھی زیادہ آگاتا ہے حضرت ابن عباس یہ بھی کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے تین تین ملائی ہرات آنکھوں میں ڈال کر تھے

ف انما ایک خاص سرمہ کا نام ہے جو سیاہ مرغی مائل ہوتا ہے بلا دشر قریہ میں پیدا ہوتا ہے بعض اکابر اس سے مصفائی سرمہ بنا سکتاتے ہیں اور بعض نے تو تیار کیا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ندرت آنکھوں والے اور وہ لوگ ہیں جن کو موافق آنکھوں میں سرمہ دینا ضروری ہے اس سے زیادہ دیکھنے ننگی ہے سرمہ کا سوتے وقت ڈالنا زیادہ مفید ہے کہ آنکھوں میں دیر تک باقی رہتا ہے اور دیکھنا

میں سہاوت بھی اس وقت زیادہ کرتا ہے۔ ملائی کے واسطے میں بھی مختلف روایتیں ہیں بعض روایات میں دونوں آنکھوں میں تین تین وار دھوئی میں جیسا کہ ابھی گذرا ہے، اور بعض روایات میں دائیں آنکھ میں تین بائیں میں دو وار دھوئی ہیں یہ مختلف اوقات پر معمول ہیں کہ بعض مرتبہ حضور ایسا فرماتے تھے اور بعض مرتبہ ایسا فقط ابن حجر ملی قاری وغیرہ حضرت اہل بیت کی صورت کو راجع فرمایا ہے

پانچویں حدیث میں بھی متعدد احادیث میں یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

کہ انکھ میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

کہ انکھ میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

کہ انکھ میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

کہ انکھ میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

کہ انکھ میں سرمہ ڈالنا مستحب ہے اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

اور بعض حدیث میں بھی یہی صورت نقل کی گئی ہے جیسا آئندہ روایات میں آ رہا ہے (۲) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے

قال ابو عيسى هكذا قال زياد بن ايوب في حديثه عن عبد الله بن بريدة عن ابيه عن ام سلمة وهكذا

روى غير واحد عن أبي تميمه مثل رواية زياد بن أيوب وأبو تميمه يزيد في هذا الحديث عن أمه وهو

اصح حد ثنا عبد الله بن محمد بن الحجاج ثنا معاذ بن هشام ثنا ابی عن بدیل العقیلی عن شهر بن حوشب

عن اسماء بنت زيد قالت كان كرم قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الرسوخ حل ثناء ابي عمار الحسين بن

حدثنا أنا أبو نعيم أنا زهير بن عمرو عن عبد الله بن قيس عن معاوية بن وهب عن عمرو بن لحي قال است

مسند احمد بن حنبل

لھائے میں سے بیچ کیلئے بچائے کا کھانا دلوں گی پھر اگر تیرے پیار کا دیا سنی یا جو تیرے دعوے دے دے۔ مناوی نے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ تیرا بھائی ایک آدمی ہے جو کہ تمہارے لئے کھانا دے گا۔

کہ حضور کا کرتہ ٹخنوں سے اونچی جوتا تھا۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ نصف پینڈی تک ہونا چاہیے۔ (۴) اسما رضی اللہ عنہا

فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ کی آستین پہنچنے تک ہوتی تھی **ف** یہ روایت بظاہر اس روایت کے خلاف

جس میں آستین کا پہنچنے سے نیچا ہونا وارد ہوا ہے۔ علمائے ان دونوں روایتوں کو چند طریق سے جمع کیلئے اولایہ کرتعدہ اوقات

ہوئی تو سننے سے نہجے تک ہم ہوا آتی تھی، بعض لوگوں نے دونوں روایتوں کو تھخنہ چل فرمایا ہے اس صورت میں کوئی

افسکال ہی نہیں۔ مولانا فاضل احمد صاحب نے بذل الجہود میں تحریر فرمایا ہے کہ ہونے تک کی روایات افضلیت پر محمول ہیں اور

زیادہ کی روایت بیان جواز پر علامہ جزری نے لکھا ہے کہ کرتے کی آستین میں سنت یہ بچ کہ پہنچے تک ہوا کرتے کے علاوہ چوند وغیرہ

میں نیچے تک لیکن انگلیوں سے متوازن ہو۔ (۵) قرۃ بن ایاس فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلے

[illegible]

اسی حالت میں ان کو زیارت ہوئی۔ محبت کا لازمہ ہے کہ محبوب کی ہر ادا دل میں گھپ جائے غزوہ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ

کہتے ہیں کہ میں نے مویہ کو اور ان کے بیٹے کو کبھی بھی گریبان کی گھنڈی لنگٹے نہیں دیکھا گرمی ہو یا سردی ہمیشہ ان کی گھنڈیاں

له قال ابو عيسى الخوخى المصنف بهذا الكلام ان عبد المؤمن بن روى عنه الفضل بن موسى وزيد بن حبيب فقالا عن عبد الله بن بريدة عن علي بن مسلم ولم يذكر واسطة
 امر بريدة وروى عنه الترمذى ايضا لكن اختلف علي بن اسناد فروى عنه ابن حميد دون ذكر واسطة وروى عنه زائد بن الربيع واسطة الامم قانع زائد على

هذه الزيادة غير واضحة في وجودها السلطاني به. الرواية وحكي المصنف في جامعهم البخاري ابن مديني بن بريدة عن امرئ ام سلمة مع محمد بن سيار في سنة ١٣٠ هـ قال
البحر الذي ذكره العاصم ان قوله وهو صحيح فعول بن زعفران عمر الله ليس بفعل يزيد واذا قلنا تعسفا لمحا الزائدة والمعين على ذلك ان اما سلمة زميل في هذا الحديث

النقطه و هو ان جعل هذه الزيادة بعد قول من امر وقوله بعضهم ان المرعي هو قول من امر وجعل قوله وهو امر من كلام التبردي والحق على هذا ان ابائنا لم يزيدي هذا الاسناد لفظ من امر وهذا الاسناد الذي في نسخة يدعي امر لجمهور الاسناد الذي في نسخة طرأ له التقرير بعد الحديث المذكور. اوراد على ان قوله والاسناد في نسخة

معلوم ہاں سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے پاس کون سا ہتھیار تھا اور کون سا ہتھیار ان کے پاس نہیں تھا۔

[illegible]

رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهن من مزية النباية وإن قميصه المظن: أو قال زقميصه مطلقا

فادخلت يد في جيب قميصه فمست الخاتم حمل ثنا عبد بن حميد ثنا محمد بن الفضل انا حماد بن

سلمة عن جبيب بن الشهيد عن الحسن عن أنس بن مالك أن النبي صلى الله عليه وسلم أخرج وهو متكى

عَلَى إسماعيل بن زيد عليه ثوب قطري قد توشحه به فضلى بهما قال عبد بن حميد قال محمد بن الفضل سألنى
 الشيخ عن هذا وذكره في كتابه

يحيى بن معين عن هذا الحديث اول مجلس الى فقلت ثنا احمد بن سلمة فقال لو كان من كتابك ففهم

الخروج كما ينفذ على ثوبين ثم قال ^{عليه} فإني أخاف أن لا يقال قال فألميته عليه ثم أخرجت

كتابي فقرأت عليه حل ثنا سويد بن نصر أنا عبد الله بن المبارك عن سعي بن أياس الجعفي عن أبي نصر

کھلی روئی تھیں ان حضرات کے اسی عشق کی بدولت آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا امت کے پاس محفوظ ہے جہاں ہم

اللہ عنا وعن سائل الہ احسن الجواب (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن سرار الکحلیؓ کے مکان پر تشریف لائے اور یہاں سے ان کا رخصت ہوا۔

سہارا لگا ہے وہاں سے تشریف لے آ سو فی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایات کی تمغہ بخش پیر تعالیٰ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہوئے تھے پس حضور نے باہر تشریف لاکر صحابہ کو غار پھینکا۔ **ف** یہ قیامہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہماری کار کا

چنانچہ دافقطنی نے اسکی تصریح کی ہے اسی لئے حضور نے حضرت اسامہؓ پر سہارا لگا کر کھانا اور غالب یہ کہ مرض الوفا کا قصہ یہ کہ

اس قسم کے واقعات اس میں پیش آئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی تیسرے بڑے لنگانے کے باب میں بھی یہ حدیث آئے گی۔
اس حدیث کے متعلق ایک عکس تھوڑا مزید جڑ جڑ ملے گا، فقہانہ جہاز سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دورہ کیا

اس حدیث کی ساری روایات بیابانِ سند امام محمد بن اسماعیل سے لے کر تھیں۔ اب اس حدیث کے بارے میں جو علماء کرام نے بحث کی ہے، ان کا یہاں پر بھی ذکر کیا جائے گا۔

امام ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے کبار نے کہا ہے کہ انھوں نے دس لاکھ حدیثیں اپنے ہاتھ سے لکھی ہیں (بعض نے بیسٹھ ہی اس حدیث کو مجھ سے دریافت کیا۔

میں نے سننا نہ سزا دیا کہ وہ فرما لے کہ کاش اپنی کتاب سے سنا تے ملاز یادہ قابلِ تحسینان ہوتی۔ جو نر فصل کہتے ہیں کہ میں کتاب

اعتبار نہیں ممکن ہر کون میں ہر مل سکوں مل سکوں کتاب دیکھ کر دوبارہ نہ ادا دینا۔ محمد بن فضل کہتے ہیں کہ اویں میں نے حفظ سنا لی اور پھر کتاب

لکرو بارہ دیکھ کر سنائی۔ اللہ اکبر ان کو طرفین کی حیات کا اس قدر بھی اطمینان نہیں تھا کہ اندسے کے کتاب لانے تک زیست کا یقین ہو

اور دینیت کا سبب اس کے موت ہو جانے کا بعد نظر رکھی گواہانہ ہوا (۱۳۸۳ھ) میں میر تقی میر نے یہ شعر کہا کہ میر تقی میر

[illegible]

وانتفع في أسنانه اللوح كما في باب الحاء اصله شظية وكل من شظي كبر العات وسكون الطاء بعد اراء ثم يا النسب نسبة الى العطف والكل هو نوع عن البرود

وعليه أشمال مليونين كانا بمرسرا وقد نفقضا وفي الحديث قصة طويلة حل ثنا قتيبة بن

۱۱ می مصدوم غیتن

سَعِيدُ تَائِي شُرَيْنِ الْمُفَضَّلُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَثْمَانَ بْنِ خَثِيمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ

فت زعفران کے رنگے ہوئے کپڑوں کی حدیث میں ممانعت بھی آئی ہے، اسی لئے اس حدیث میں اس طرت اشارہ کر دیا کہ جو کہ اس زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا تاکہ ان احادیث سے اختلاف واقع نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پرانی دو یا دیریں پہننا تو وضع کی وجہ سے تھا اسی وجہ سے صوفیانے شکستگی کی حالت کو انتشار فرمایا کہ یہ تو وضع کی طرف لجانے والی ہوا و تباہی سے دور کرنے والی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو شکستگی کی حالت محمود نہیں۔ چہ جائیکہ بجائے اس نفع کے اور ضررت حاصل ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے کہ بسا اوقات اس انہار شکستگی کو انہار کمال کا ذریعہ بنا یا جاتا ہے اور وزن باطل سے سوال ہوتا ہے۔ حضرت ابوالحسن شاذلی قدس سرہ کا جو اکابر صوفیا میں ہیں قصہ یہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ نہایت عمدہ لباس میں تھے کسی شکستہ حال نے ان پر اعتراض کیا تو آپ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ میری یہ ہیئت حق تعالیٰ شانہ کو احد و شکر ظاہر کر رہی ہے اور تیری یہ حالت صورت سوال بن رہی ہے تو اپنی زبان حال سے لوگوں سے سوال کر رہا ہے۔ الغرض بہ نسبت تو وضع لباس فخرہ نہ پہننا افضل ہے بشرطیکہ کسی اور ضررت کی طرف نہ پہنچ جائے۔ اس کے باقیہ البتہ اگر کوئی دینی صلیحت یا عقلی حقیقت جو شانہ کی ہدایت دینے والے مخلص کی دلداری مقصود ہو یا اور کسی قسم کی دینی منفعت اسپر توجہ ہو تو عمدہ لباس پہننا بھی افضل اور مندوب ہو گا۔ تاہم اگر کسی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ شائستگی اونیٹیوں کے بدل میں ایک جوڑا خریدا یا اور پہنا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ ایک فتنی اور عارضی چیز تھی ورنہ عام لباس میرے آقا کا نہایت معمولی ہوتا تھا۔ اسی وجہ سے اکثر مشائخ تصوف کا یہی معمول رہا ہے البتہ حضرات نقشبندیہ اور شاذلیہ کا معمول اچھے لباس کا ہوا اور صورت سوال سے تحفظ کی رعایت اہم رہی جیسا کہ حضرت ابوالحسن شاذلی نے فرمایا ہے اگر کسی دیکو کہ سے احتراز دونوں جانوں میں ضروری ہے شکستہ حالت میں شہرت اور تو وضع کے انہار میں رہا اور عمدہ لباس میں تکبر و نخوت خطرناک امور ہیں۔ اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے جسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس سے کوئی تعلق نہیں تھا اسی لئے اہم نام نہ نہی نے اختصار کی وجہ سے ترک کر دیا۔ قصہ تقریباً دو ورق کا ہے شرح نے بھی اسکو اختصاراً چھوڑ دیا اس میں قیل کے ابتدائی اسلام کا قصہ اور اسکی کیفیت بالابتداء مشہور و آیات میں اتنا اور بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آنے لباس میں غریبانہ نشست کیساتھ تشریف فرما تھے ایک کچھو کی چھٹی حضور کے دست مبارک میں تھی، ایک شخص حاضر ہوئے اور حضور کی رفیع ازہریت و عکبر عرب کی وجہ سے کانپ کرے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی اس حالت کو خود ملا حظ فرمایا، پاسکی نے عرض کیا، اسپر حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ کون کون اختیار کیا کرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ان برسے رنج و غم و جا آ رہا بیض احادیث سے یہ قصہ خود قلمی یا معلوم ہوتا ہے۔ نیز اہل ماتم زوری نے حضور کی نشست کے بیان میں اس کا قصہ سادہ کر کے فرمایا ہے اور قلمی کی طین قصہ کی نسبت کی کہ جیسا کہ کھڑکی کی نشست کا بیان آ رہا ہے۔

[illegible]

باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثنا قتیبہ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ابوب عن محمد بن سائر قال کنا عند ابی ہریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فینتخط فی احدہما فقل یحییٰ بن یحییٰ یخط ابوہریرۃ فی الکتان لقد راٰ ینتی وانی اخرق فی منابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمہ عاتشہ مغشیا علی فیحیی الجانی فیضع رجله علی عنق یری انہ

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گزارہ کے بیان میں

ف یہ باب شمائل کے موجودہ نسخوں میں دو جگہ ملتا ہے ایک یہاں دوسرے اور آخر کتاب میں لیکن دو جگہ مذکور ہونے کی کوئی عام وجہ نہیں اسی لئے بعض نسخوں میں ہر دو باب کی احادیث کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے تاہم چونکہ اکثر نسخوں میں دو جگہ پایا جاتا ہے اس لئے یہ توجہ کی جا سکتی ہے کہ امام ترمذی کا مقصود اس جگہ صرف نفس تنگی کو بیان کرنا ہے اور اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی کی حالت میں جو چیزیں استعمال یا نوش فرمائی ہیں ان کا ذکر مقصود ہے اسی وجہ سے یہاں صرف دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں اور اس جگہ زیادہ۔ یہ ممکن ہے کہ یہاں اس چیز کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہو کہ گذشتہ باب میں تو اس میں بعض ایسی چیزیں گذری ہیں جیسا کہ تنگی یا تنگ آتین کا جبہ وغیرہ جو عام معمول کے خلاف تھا یہ اسوقت کی عام تنگ مالی کی وجہ سے تھا کہ ابتدا و عسرت زیادہ تھی پس الفاظ طرح کے اگرچہ ایک ہی لیکن مقصود ملکہ ہے۔ امام ترمذی نے اس باب میں دو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔

(۱) ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُن پر ایک تنگی اور ایک چادر تھی وہ دونوں کتان کی تھیں اور گروہی تنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ایک سے ناک صاف کیا پھر جو تپتے کہنے لگے کہ اللہ اللہ اللہ ابوہریرہ کتان کے کپڑوں سے ناک صاف کرتا ہے اور ایک دہرنا تھا کہ جب میں منبر نبوی اور حضرت عائشہ کے حجرہ کے دریاں شدت بھوک کی وجہ سے بیہوش پڑا ہوا ہوتا تھا اور لوگ بھوکے بخون بھکے میری گردن کو پاؤں سے دباتے تھے اور حقیقتہً مجھے جنون وغیرہ کچھ نہیں تھا بلکہ صرف شدت بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہو جاتی تھی۔ ف کتان ایک عمدہ قسم کا کپڑا ہوتا ہے صاحب لغات الصراح نے لکھا ہے کہ ایک بار ایک نم کا کپڑا ہے جو گھاس کے چھڑے سے بناتا ہے اور صاحب محیط اعظم نے لکھا ہے کہ کتان کو منہ میں اسی کہتے ہیں اس کی چھال سے کپڑے بنائے جاتا ہے حضرت ابوہریرہ کی گردن کو پاؤں سے دبانے کا سوجہ ہے تھا کہ اس زمانہ میں بخون کی گردن پاؤں سے علاحدہ ہوا جاتی تھی تاکہ آفات پائے اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں اسلئے ذکر کیا کہ ابوہریرہ جیسے خواص غلام کا جبہ حال تھا تو اس سے آپ کی تنگی کا حال خود معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات اہل صفہ حضور کے یہاں شمار ہوتے تھے اور کچھ آتا تھا وہ ان حضرات پر خیر ہوتا تھا حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عمرؓ سے ایک آیت کے متعلق کچھ تحقیق کیا وہ بتا رہے تھے اور میں ساتھ ساتھ چل رہا تھا کہ چل نہ سکا اور گر کر پیش ہو گیا۔ آج مسلمانوں کی تنگ مالی کا شور و زور و روی کا سوا لہجہ نہیں کہ اس کا خاطر خیر کہ مدد کی خواہش کر رہا جاسکتا ہے لیکن کیا ان حالات کے عشرتیں بھی ہمارے حالات میں اور یہ حضرات ان مصائب پر بھی کسی قسم کی دینی ممانعت برداشت کر سکتے تھے

باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثنا قتیبہ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ابوب عن محمد بن سائر قال کنا عند ابی ہریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فینتخط فی احدہما فقل یحییٰ بن یحییٰ یخط ابوہریرۃ فی الکتان لقد راٰ ینتی وانی اخرق فی منابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمہ عاتشہ مغشیا علی فیحیی الجانی فیضع رجله علی عنق یری انہ

حدیثنا قتیبہ بن سعید ثنا حماد بن زید عن ابوب عن محمد بن سائر قال کنا عند ابی ہریرۃ وعلیہ ثوبان ممشقان من کتان فینتخط فی احدہما فقل یحییٰ بن یحییٰ یخط ابوہریرۃ فی الکتان لقد راٰ ینتی وانی اخرق فی منابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجمہ عاتشہ مغشیا علی فیحیی الجانی فیضع رجله علی عنق یری انہ

میر اکرم احمد بن احمد بن منیع و یعقوب بن ابراهیم شاہ ابوالحسن الزبیری شاعری سے بن طہمان قال اخرج

الينا ان بن مالک غلین جروین لها قبالان قال فحدثني ثابت بعد عن انس انهما كانا نخل رسول الله

صلى الله عليه وسلم حدثنا اسحاق بن موسى الانباري قال اننا معن قال ثنا مالك ثنا سعيد بن المسيب

المقبور عن عبيد بن جريح انه قال لابن عمر رأيتك تلبس النعال السبئية قال اني رأيت رسول الله

صلى الله عليه وسلم يلبس النعال التي ليس فيها شعر ويتوضأ فيها فانا احب ان البسها احدنا اسحاق

ہیں۔ خدا کے معنی موجی کے ہیں۔ علمائے لکھا ہے کہ یہ صاحب خود موجی نہیں تھے لیکن نشست بڑا است اور تعلقات موجیوں تھے

اسلئے ان کا لقب خالد مویجی پڑ گیا تھا کہ اسی سے پہچانے جاتے تھے جس قسم کے آدمیوں سے تعلقات ہوتے ہیں ان کے ظاہری ادوار۔

اس کے بعد ثابت نے یہ بتایا کہ وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نغینین شریفین تھیں۔ ف اکثر ترجمے کو بغیر ہال اُن کے بھی عرب

میں جو تہ بنالیا جاتا تھا اسلئے راوی نے بالوں کا ذکر فرمایا۔ (۴) عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بغیر

بالوں کے چمڑے کا جو تہ پہنتے ہیں اسکی کیا وجہ ہو۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جو تہ پہنتے ہوئے

مک مک نعم و تدن ایسا نہ تھا اس لئے بالوں سمیت جھڑکے کا جو تہ عام طور سے بنایا جاتا تھا۔ اسی لئے بخاری شریف کی مفصل حدیث میں ہے کہ

عبدیہ حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ میں چند چیزیں آپ کے معمولات میں ایسی دیکھتا ہوں جو دوسرے صحابہ کے معمولات میں نہیں دیکھتا منجملہ

[illegible]

چونکہ نیکہ نہیں ہوتا نیچے جیتی اور تمہارے جو تہ پہنچے ہوئے بھی وضو ہو سکتی ہے اور بے تکلف پاؤں داخل کر سکتا ہے اسلئے حضور بھی یہی

تعلیم و جوہاز کے واسطے ایسا بھی کر لیتے تھے بعض علمائے اسیں وضو کا مطلب یہ بتایا ہے کہ وضو کے بعد فوراً غنیلین شریف پہن لیتے تھے

یادوں کے خشک ہونے کا انتظار فرمائے کبھی مالکیہ معلوم ہو جائے کہ نور ارباؤں میں جو تہہ پیسے سے دسویں کوئی شخص ہیں اس کا۔

ابن موسى كذا في النسخة قال المناوي وتبعه البيهقي الحق بن موسى كذا في النسخ وفي بعض النسخ الحق بن محمد وهو الصواب قال بعض النسخاء هذا هو الذي حثرت في النسخ لم يسبق
الحق بن موسى الذي حثرت في جامع عقول في التفرقة بين حق محمد بن أبي كلابها هذا أعزدي وبه مناهج الصريح الحق بن موسى كذا في النسخ الوجوده عند يوليويه كسب الرجال أيضا

کونان بن موسیٰ اذ ذکر اور ایاۃ الترمذی عن ابن موسیٰ بدون الحوا مطروحة عن ابن محمد بواسطه الترمذی ذکر وانی لم اجد فی معنی بن موسیٰ هذا ابن موسیٰ دون ابن محمد وکتبت بن محمد
بذلک فی ترجمۃ الترمذی فی الشیخ قال صاحب التعرّب فیما یجوز لعل یجوز فی آخر لونی حدیث الاختیار وانی حدیث فی باب جلستہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما ینفع العبد فی

[illegible]

هذه هي التي لا تشع عليها الشمس ولا يشعها القمر، بل هي التي لا تشع عليها النار ولا تشعها الأرض، بل هي التي لا تشع عليها السماء ولا تشعها البحار، بل هي التي لا تشع عليها كل شيء من خلق الله تعالى.

Handwritten signature

ابن منصور وشاذل بن الرزاق عن معمر بن ابن أبي ذئب عن صالح بن مولى التؤامة عن أبي هريرة قال قال النضر بن عبد الله

صلى الله عليه وسلم قال ان حدثنا احمد بن منيع ثنا ابو احمد اناسفين عن السدي حدثني من سمع عمر

۵۵۔ یعنی نازلہ لفظ یعنی
 چھوڑ دیا، بخار کی دھواں پڑا، گیس بڑا کی، یعنی بسندہ بخوہ کا جو التعارف اور

انا معن انا مالک عن ابی الزناد عن الزجر عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يمشیین احدکم

في نعل واحد لينعها جميعاً وليخفها جميعاً **حد ثنا قتيبة بن مالك عن أبي الزناد نحوه حد ثنا اسحق**

ابن موسى أنا مالك عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: «ياكل بعث الرجل بشماله»

او یمشی فی نعل احدکما حدیثنا قتیبة عن مالک ح وانا اسمع من موسی انما مالک وغازی الزبیدی

(۵) ابوہریرہؓ نے بھی یہی نقل فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نعلین شریف کے: (۶) عمرو بن حریثؓ نے

فرطے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوں میں لہاڑ پڑتے ہوئے دیکھا ہے جنہیں دوسرے جہاں اسلام ہوا تھا وہ جی
اسکا نام (دوسرے) تھا اور نبی دوتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ ارمیٹاس کے کٹر دشمن، کٹر مذکورہ جہاں کے کٹر دشمن، کٹر

(۷) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتہ ہنجر کوئی نہ حلقے یا دونوں ہنجر

علی یا دونوں کا لڑے۔ ف اس حدیث کو شائل میں ذکر کرنے سے مقصود ہے کہ حضور کی عادت شریفہ ایک۔ جو تہ پہننے کی نہیں تھی

اس لئے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کو نبی فرما رہے ہیں تو خود ایسا کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ بظاہر اس حدیث میں ممانعت مقصود دعاۃ الساکینہ ہے۔ لہذا اگر کسی ساریف کا جو مستحق ہے نبی ہونے والا ہے اور اس حدیث کے تحت اس کو نبی ہونے کی ممانعت

آ جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس حدیث کے ذیل میں علمائے ایک موزہ اور ایک آستین پہننے کو بھی داخل فرمایا جو غرض مقاد

طریقہ پر ہر چیز کو سمجھنا چاہیے۔ تکلف اور بے تیزی سے احترازا چاہئے۔ (۸) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے آپ کو سمجھنے کی خاطر دوسروں کو سمجھنے کی بات نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دس سال کی عمر عطا فرمائے گا۔

یہ ارشادات سنی مائیں یعنی ائمہ نہیں ہیں۔ لیکن بعض اصحابِ ظاہر نے ناجائز قرار دیا ہے۔

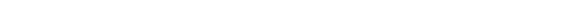
لله التواءة كالدرية فخرج منها وسكون واو فتح عزة بن امرأة لها محبة سميت بذلك لانها كانت مع اخت في بطن ١٣٥٣ السدي بقرعة مفهومة لبطون مشددة

مسوره سبعة الى السدة و هو باب الدار المسبب لبايعين بن علي بن ابي النعمان باب سبعة الكوفة وهو السدي الكبير وخليفة السدي الصغير والمراد بهنا الكبير ١٢٠
 منه من قال القططاني لم اذكره في كتابه عامه اشرع على انها كانت اخرو من حيث ضم طاق الى طاق لكن قال القاري وفي شرح

[illegible]

سأرى في ذلك من فوائد العلم بالسير في الدنيا والآخرة ما لا يحصى. والله أعلم بالصواب.

الملك كان للقدريين مجازة الضم والفتح وكان النعمان يمين الفتح ١٢ م كنه تقيت الجبال النازي مسند مرسل منقطع لاستعارة الموضع إلى مبررة اهد وتجو العجوى في ذلك



حل ثنا قتیبہ بن سعید وغیرہ واحد عن عبد اللہ بن وہب عن یونس عن ابن شہاب عن انس بن مالک قال کان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم من ورق وکان فضہ حبشیا حل ثنا قتیبہ انا ابو عوف عن ابی بشر عن نافع عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ خاتما من فضة فکان یختتم به ولا یلبسہ قال ابو عیسے ابو بشر اسمہ جعفر بن ابی وحشیہ حل ثنا محمد بن غیلان

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا ذکر !

ف اس باب میں امام ترمذی نے آٹھ احادیث ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا گوشہ حبشی تھا۔ ف چاندی کی انگوٹھی یہور کے نزدیک جائز ہے باقی میں لو جو وغیرہ کی حنفیہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداً انگوٹھی نہیں بنوائی تھی۔ مگر جب معلوم ہوا کہ مسلمانین عجم بغیر تہر کے خطوط کی قدر نہیں کرتے اور تبلیغ خطوط مسلمانین کے پاس ارسال کرنے شروع فرماتے تو سنہ چھ یا سب سے سات ہجری میں تہر بنوائی۔ آپس علماء کے اقوال مختلف ہیں کہ انگوٹھی کا حکم کیا ہے۔ بعض علماء نے مطلقاً سنت فرمایا ہے۔ بعض علماء نے بغیر سلطان اور قاضی کے لئے مکروہ بتلایا ہے۔ علماء حنفیہ (کہ اللہ تعالیٰ جمعہم وشرکہم سعیدہم) کی تحقیق شامی کے قول کے موافق یہ ہے کہ بادشاہ قاضی متولی وغیرہ غرض جنکو تہر کی ضرورت پڑتی ہو ان کے لئے تو سنت ہے اور ان کے علاوہ دوسروں کے لئے مائزہ ہے لیکن ترک کرنا افضل ہے۔ ابواس کی وجہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی وقت بنوائی جب مسلمانین کو خطوط لکھنے کے لئے اس کی ضرورت پیش آئی۔ چنانچہ حدیث آئی ہے میں آ رہا ہوں اور او شریف وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بادشاہ کے علاوہ کو انگوٹھی پہننے کی ممانعت بھی آئی ہے مگر چونکہ حضور کے سامنے اکثر صحابہ سے پہننا بھی ثابت ہے اور حضور کی اجازت بھی دوسری احادیث میں آئی ہے اس لئے اس ممانعت کو اسی غلط او لی جرح کر لیا ہے۔ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اس سے خطوط وغیرہ پر تہر فرماتے تھے پہنتے نہیں تھے۔ ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی کو پہننا روایات متعدده سے ثابت ہے اس لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی علمائے چند توجہات فرمائی ہیں۔ بعض نے یہ توجہ کی ہے کہ مقصود استحباب ہے کہ ہمیشہ نہیں پہنتے تھے۔ بعض کی رائے ہے کہ حضور کی دو انگوٹھیاں تھیں ایک تہر والی اسکو تہر کے کام میں لاتے تھے اور پہنتے نہیں تھے۔ دوسری پہننے کے استعمال میں لاتے۔ ایسے ہی اور بھی مختلف طرق سے جمع کیا گیا ہے لیکن بندہ کے نزدیک اہل بیت ہے کہ ہر وقت اسکو نہیں پہنتے تھے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے دایں ہاتھ

لے بیچ الواد وکسر الراء وکسر الخفاء فی فضولی الاصل النقرة الفروية وقيل النقرة سلطانا معزوة اولی الامر بحه فثبثت اولاد وکسر الفاقوس لم یصلح فی بعد الکسر لئلا یلغض معان کثرة والراء ہینا ما یثقی فیہ اسم صاحبہ ام کلثوم ای ہجر آخر بالی الحبش لازم معزہ وکس کان فطیغاً کما فی خبر وکس کان خبرنا و قال حبشاً لا یؤتی بہا من بلاد یمن وحوکہ فی المغتہ او معنی حبشی فی بعض النسخ او کان اسود علی لون الحبشہ او صانع غنقہ من الحبشہ وکس لیس حبشہ وینا ماسانی فی فضہ فتردہ ما فی شیت تعدد فتردہ فی رداء الخمار وکس ثم قال ابن عبد البر نہا ح قال القاری زاد النواوی او معصوماً کما یصنعون فکس فکس کس

ناقص بن عمر بن عبید هو الطائفي انا زهير عن حميد عن انس قال كان خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم من فضة فممنه حمل ثمانين اق من منصور انا معاذ بن هشام ثني ابي عن قتادة عن انس بن مالك قال لما اراد النبي صلى الله عليه وسلم ان يكتب الى العجم قيل له ان العجم لا يقبلون الا كتبا لعل عليه خاتم فاصطنع خاتما فكا في النظر الى بياضه في كفه حمل ثمانين محمد بن يحيى انا محمد بن عبد الله انصار ثني ابي عن ثمانية عن انس بن مالك قال كان نقش خاتم النبي صلى الله عليه وسلم محمد سطر ورسول

میں انگوٹھی تھی ناز میں اسپرنگہ ہڈی تو اس کے بعد سے پہننا چھوڑ دیا تھا۔ احادیث میں ایک منقش کپڑے کے متعلق بھی اس قسم کا واقعہ آیا ہے کہ ناز میں اسپرنگہ ہڈی تو حضور نے اسکو نکال دیا تھا اور اس کے بدل میں ایک معمولی کپڑا پہن لیا تھا انگوٹھی چونکہ ضرورت کی چیز تھی اسلئے مطلقاً تو اس کا ترک شکل تھا اسلئے عام طور پر اس کا پہننا ترک فرمادیا ہو یہ اقرب ہے چنانچہ دوسرے باب کی چھٹی حدیث میں آ رہا ہے کہ اکثر اوقات حضرت عقیقہ کے پاس رہتی تھی۔ (۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اس ہی کا تھا۔ ف یہ حدیث بظاہر اس روایت کے خلاف ہے جس میں حبشی نگینہ وارد ہوا ہے جو لوگ دو انگوٹھیوں کے قائل ہوتے ہیں وہ خود اس حدیث کو بھی دو ہونے پر قریب نہ بتاتے ہیں چنانچہ جتنی بھی وہ کہہ دیں گے یہ سب اے ہے ان کے نزدیک تو کوئی اشکال ہی نہیں لیکن جو حضرات ایک انگوٹھی کے قائل ہیں وہ ان دونوں میں اس طرح جمع فرماتے ہیں کہ حبشی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حبشی رنگ یا حبشی طریقہ کا تھا یا اس کا بناوٹ الہامی تھا۔ ہند کے نزدیک تعدد درجی اقرب ہے کہ مختلف اوقات میں مختلف انگوٹھیاں جو متعدد احادیث ثابت ہے کہ ایک انگوٹھی حضور نے خود بنوائی پھر مدینہ میں خدام نے نہ پیش کیں جیسا کہ جمع الوسائل کی مختلف روایات سے میضون ثابت ہوتا ہے۔ (۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل بن عجم کو تیلیقہ و نظوظا لکھنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں نے عرض کیا کہ عجم بلا ہر ملے غلط کو قبول نہیں کرتے۔ اسلئے حضور نے انگوٹھی بنوائی جس کی سفیدی گویا باب میری نظروں کے سامنے پھر رہی جو ف اس اخیر کے جملہ سے اس قصہ کے خوب یاد دہوں گے کی طوٹ اشارہ ہے اور سفیدی سے اس کے چاندی کی ہونے پر اشارہ ہے۔ (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا اس طرح کہ تمام ایک سطر میں تھا رسول دوسری سطر میں لفظ اللہ تیسری سطر میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس کی صورت (محمد رسول) تھی کہ اللہ کا پاک نام سب سے اوپر تھا مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر الفاظ سے (محمد رسول) معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ انگوٹھی بنوائی تھی۔ ۲۔ انگوٹھی بنوائی تھی۔ ۳۔ انگوٹھی بنوائی تھی۔ ۴۔ انگوٹھی بنوائی تھی۔ ۵۔ انگوٹھی بنوائی تھی۔

عقل ہے کہ بے عقل آدمی بزمِ لہرہ کے ہے) اور تاکہ اللہ کی حجت کا فروں پر پوری ہو جائے۔ (اور کل قیامت میں یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم کو علم نہ ہو سکا) تو اسلام لے آنا کہ مسلمان سے ہے ورنہ تیرے اتباعِ محسوس کا بھی وبالِ تعبیر ہوگا کہ وہ تیرا امتداد میں لگے اور تیرا کیا حضرت عبداللہ بن عذافونہ کو بیٹھ دیکر رواز فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ کسری کا گور جو جبرئیل میں بدست ہے اسکے ذریعے سے کسری تک پہنچا دیں چنانچہ اسی ذریعے سے وہاں تک خط لکھ کر پہنچے کسری نے یہ والا نامہ پڑھ کر استناد اور اسکو چاک کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دیا حضور کو اسلام لے آنا کہ مسلمان ہوا تو حضور نے اسکے لئے بد دعا فرمائی اور اسکے بیٹے شیر وینے بڑی طرح سے اسکو قتل کیا جس کا قصہ کتب تاریخ میں مذکور ہے۔ دوسرا والا نامہ جس کا حدیث بالا میں ذکر ہے قیصر کے نام تھا جو روم کا بادشاہ تھا جس کا نام مورخین کے نزدیک ہرقل ہے۔ یہ والا نامہ حضرت وحید کلپیؒ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ مسلمان تو قیصر بھی نہیں چھو لیکن حضور کے والا نامہ نہایت اعزاز و اکرام سے رکھا حضور کو جب ان دونوں واقعات کا علم ہوا تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ کسری نے اپنے ملک کے کلوں کو کرائے اور قیصر نے اپنے ملک کی حفاظت کر لی اس والا نامہ کا مضمون حسب ذیل تھا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں ہر قل کی طرف جو روم کا بڑا اور سردار ہے) سلامتی اس شخص کیلئے ہے جو ہدایت اختیار کرے حدودِ معلوۃ کے بعد میں جنگو اسلام کے کلمہ (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کی طرف دعوت دیتا ہوں تو اسلام لے آنا کہ مسلمان سے ہے ورنہ اور حق تعالیٰ شاہد اور اہل ترک و عطا فرمائے کہ اہل کتاب کیلئے دوسرا اسم ہے جس کا کلام پاک میں بھی سورہ حدید کے ستم پر اسکا ذکر ہے) اور اگر تو رومگردانی کرے گا تو تیرے ماتحت زراعت و شہدہ لوگوں کا وہاں بھی تعبیر ہوگا اسے اہل کتاب آؤ ایک ایسے ملک کی طرف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہو اور وہ تو حید ہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اللہ کا صاف اعلان کرتے ہیں اب تم ہا تو تھا را کام)

حضرت وحید جس والا نامہ کو لکھ کر لے اور قیصر کے سامنے پڑھا گیا تو اس کا بھیت بھی وہاں موجود تھا وہ نہایت غصہ میں پڑ گیا اور کہنے لگا کہ اس خط کو مجھے دو۔ چنانچہ قیصر نے کہا تو کیا کہے گا۔ اس نے کہا یہ خط پڑھنے کے قابل نہیں ہے اس میں آپ کے نام سے ابتداء نہیں کی اپنے نام سے کی ہے پھر آپ کو بادشاہ کے بجائے روم کا بڑا آدمی لکھا ہے وغیرہ وغیرہ قیصر نے کہا تو بے وقوف ہے یہ چاہتا ہے کہ میں ایسے شخص کے خط کو پھینک دوں جسکے پاس ناموس اکبر (یعنی حضرت جبرئیلؑ) آتے ہوں اگر وہ نبی ہیں تو انکو ایسے ہی لکھنا چاہئے اسکے بعد حضرت وحید کو بڑے اعزاز و اکرام سے شہر الیہ قیصر اسوقت سفر میں تھا واپسی پر اس نے اپنے اہل کا کافی امر و حکمت کو بھیج دیا اور جمع کر کے ان سے کہا کہ میں تم کو ایک ایسی بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں جو سراسر خیر و فلاح بردار و ہمیشہ کیلئے

تمہارے ملک کے بھگتا کر دھر ہو بیشک یہ نبی ہیں ان کا اتباع کرو اور انکی بیعت اختیار کرو۔ اس نے ایک بند مکان میں جہاں سب طرف کے کوڑبند کر دئے تھے اس مضمون پر ایک لمبی تقریر کی۔ وہ لوگ اسقدر متوحش ہوئے کہ ایک دم شور و غوغا ہو گیا۔ اور مردھر بھگنے لگے مگر کوڑبند سب بندھے دیر تک ہنگامہ برپا رہا۔ اسکے بعد اس نے سب کو چپ کیا اور تقریر کی کہ درحقیقت ایک مدعی نبوت پیدا ہوا ہے میں تم لوگوں کا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین میں اسقدر پختہ جواب مجھے اس کا اندازہ ہو گیا وہ لوگ اسکے سامنے اپنی عادت کے موافق جیسے میں گر گئے اسکے بعد ان کو شاباشی وغیرہ دیکر رخصت کیا بعض مدعیات میں جو کہ اس نے خدا کو پڑھ کر جو ہاں پر رکھا اور بیٹھی کپڑے میں بیٹھ کر اپنے پاس رکھ لیا اور پوپ کو طلب کیا اس سے مشورہ کیا اس نے کہا بیشک یہ نبی اخلازان ہیں جن کی بشارتیں ہماری کتاب میں موجود ہیں۔ قصیر نے کہا مجھے بھی اس کا یقین ہو گیا مگر شکال یہ کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور سلطنت جاتی رہے گی (اعلام السالین) جسوقت یہ والا نہر نکلتا میں قیصر کے پاس پہنچا تھا وہ اسوقت اپنی مذہبی ضرورت کیلئے بیت المقدس آیا ہوا تھا وہاں اس کو مکہ کا ایک بڑا تجارتی قافلہ بھی گیا ہوا تھا۔ اس نے تحقیق حالات کیلئے اس قافلہ کے سرداروں کو بھی طلب کیا تھا جس کا مفصل قصہ بخاری شریف میں موجود ہے یہ اس زمانہ کا قصہ ہے جب عمرہ مدینہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور اہل مکہ کے درمیان چند سال کے لئے ایک عہد نامہ اور صلح نامہ تیار ہوا تھا کہ آپس میں لڑائی نہ کیا جائے۔ ابوسفیان جو اسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے کہتے ہیں کہ اس صلح کے زمانہ میں ملک شام میں گیا ہوا تھا کہ اس اثناء میں قرآن کے نام حضور کا والا نہاں بھی گیا جسکو وہ چلی بیکر کر ہرقل کے پاس جب وہ گرامی نام پہنچا تو اس نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہاں اس شہر میں کوئی شخص اس کا واقف ہو جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہاں کچھ لوگ ائے ہوئے ہیں اسپر کار علی گئی ہوئی۔ چنانچہ میں قریش کے چند لوگوں کی ہمراہ اس کے پاس گیا اس نے تم سب کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ اس شخص کے ساتھ جو نبوت کا دعویٰ ہے تم میں سب سے زیادہ قریب رشتہ داری کس کی ہے میں نے کہا کہ میں سب میں زیادہ قریب ہوں۔ اس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور باقی راستہوں کو میرے پیچھے بٹھایا اور ان سے یہ کہا کہ اس سے چند سوالات کرنا ہوں تم سب غور سے سنئے رہنا اور جس بات کا جواب جھوٹ بتاؤ تم اسکو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان اسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور سخت ترین دشمن تھے کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر مجھے اپنی بڑائی کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ بعد میں مجھے جھوٹ سے بدنام کریں گے تو میں ضرور جھوٹ بولتا مگر خوفِ بدنامی نے مجھ بولنے پر مجبور کیا اگر بعد اس نے اپنے تروخان کے ذریعے مجھ سے حسبِ اہل سوالات کئے:-

س۔ یہ مدعی نبوت نیکے اعتبار سے تم میں کیسے شخص سمجھے جاتے ہیں؟ ج۔ ہم میں بڑا عالمی نسب۔ س۔ ان کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے؟ ج۔ کوئی نہیں ہوا۔ س۔ نبوت کے دعویٰ سے قبل تم کبھی ان کو جھوٹ بولنے کا الزام دیتے تھے؟ ج۔ کبھی نہیں۔ س۔ ان کے متبعین قوم کے شرفاء ہیں یا معمولی درجے کے آدمی؟ ج۔ معمولی درجہ کے لوگ۔ س۔ ان کے متبعین کا گروہ بڑا جبار ہے یا کم ہوتا جاتا ہے؟ ج۔ بڑھتا جاتا ہے۔ س۔ ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد اس سے بدل ہو کر دین سے پھر بھی جاتے ہیں یا نہیں؟ ج۔ نہیں۔ س۔ تمہاری ان کے ساتھ کبھی جنگ ہوئی ہے یا نہیں؟

س۔ وہ کبھی بدعہدی کرتے ہیں؟ ج۔ نہیں۔ لیکن آجکل ہمارا اور ان کا ایک معاہدہ ہے۔ نہ معلوم وہ اسکو پورا کرینگے یا نہیں۔ ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس ایک کلہ کے سوا کسی چیز میں بھی مجھے موقع نہ ملا کہ کچھ اپنی طرف سے ملا دوں۔ س۔ اس نے کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ ج۔ نہیں۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ ہر قتل نے پوچھا کہ بدعہدی کا کیوں خوف ہو تو ابوسفیان نے کہا کہ میری قوم نے اپنے ملیفوں کی اسکے ملیفوں کے خلاف مدد کی ہے۔ اسپر ہر قتل نے کہا کہ جب تم ابتداء کر چکے ہو تو قہراً زیادہ بڑھو۔ اسکے بعد ہر قتل نے از سر نو سلسلہ شروع کیا اور کہا کہ میں نے تم سے ان کے نسب کے بارہ میں سوال کیا تم نے مالی نسب بتایا۔ انبیاء اپنی قوم کے شریعت خاندان ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ ان کے بڑوں میں کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے تو کہا کہ نہیں۔ مجھے یہ خیال ہوا تھا کہ شاید اس بہانہ سے اس بادشاہت کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ میں نے ان کے تبعین کے بارہ میں سوال کیا کہ شرفا میں یا کمزور لوگ۔ تم نے جواب دیا کہ کمزور لوگ ہیں۔ میرے شرف سے انبیاء کا ابتداء کر نیوالے ایسے ہی لوگ ہو کرتے ہیں۔ ذکر شرفا کو اپنی نخوت و دوسروں کی اطاعت سے روکتی ہر ای میں نے سوال کیا تھا کہ اس کا دعویٰ سے قبل تم درود ملو گی کا الزام اپنے لگاتے تھے یا نہیں تھے انکار کیا میں نے یہ سمجھا تھا کہ شاید لوگوں کے متعلق جھوٹ بولتے بولتے اللہ پر بھی جھوٹ بولنا شروع کر دیا ہو مگر جو شخص لوگوں کے متعلق جھوٹ بولنا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا جھوٹ بول سکتا ہے؟ میں نے سوال کیا تھا کہ اسکے دین میں داخل ہو کر اس سے ملاضام ہو کر کوئی مرتد ہوتا ہے تم نے اس سے انکار کیا۔ ایمان کی یہی خاصیت ہے کہ اسکی بشتادت دلوں میں گھس جائے۔ میں نے پوچھا تھا کہ وہ لوگ بڑھتے رہتے ہیں یا کم ہوتے جاتے ہیں تم نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں۔ ایمان کا خاصہ یہ ہے کہ حتیٰ کہ دین کی تکمیل ہو جائے۔ میں نے اس جنگ کے بارے میں سوال کیا تھا تم نے کہا کہ یہ وہ غالب کسی ہم غالب۔ انبیاء کے ساتھ ہمیشہ یہی برتاؤ رہا لیکن بہتر انجام انھیں کے لئے ہوتا ہے۔ میں نے بدعہدی کے متعلق سوال کیا تھا تم نے انکار کیا یہی انبیاء کی صفات ہوتی ہے کہ وہ بدعہدی نہیں ہوتے۔ میں نے پوچھا تھا کہ ان سے قبل کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تم نے اس سے انکار کیا میں نے خیال کیا تھا کہ اگر کسی نے ان سے قبل یہ دعویٰ کیا ہو گا تو میں کہوں گا کہ یہ اسی قول کی تقلید کرتے ہیں جو ان سے پہلے کہا جا چکا ہے۔ اسکے بعد ہر قتل نے ان لوگوں سے پوچھا کہ انکی تعلیمات کیا ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ نماز پڑھنے کا، صدقہ کرنے کا، ملہ رحمی کا، عفت و پاکدامنی کا حکم کرتے ہیں۔ ہر قتل نے کہا اگر یہ سب امور سچ ہیں جو تم نے بیان کئے تو وہ بے شبہ نبی ہیں۔ مجھے یہ تو یقین تھا کہ اگر یہ سچ پیدا ہونے والے ہیں مگر یقین نہیں تھا کہ تم سے ہونگے۔ اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں ان تک پہنچ سکتا ہوں تو ان کے ملنے کی خواہش کرتا اور اگر اپنے قتل اور سلطنت کے زوال کے خوف سے جا نہیں سکتا، اور میں ان کے پاس جوتا تو ان کے پاؤں دھو تا بلاشبہ ان کی سلطنت اس جگہ تک پہنچنے والی ہے جہاں میں ہوں۔ ہر قتل کے اور بھی بہت سے قصے حدیث کی کتابوں میں ہیں۔ یہ اپنی کتاب کا بھی ماہر تھا اور نجوم میں بھی مہارت رکھتا تھا اسلئے اسکو پہلے سے اس قسم کے خیالات ہو رہے تھے اور تحقیقات کر رہا تھا بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ اس نے اس والا نامہ کو نہایت احتیاط سے صندوق میں گھسنے کی ایک ننگی میں محفوظ رکھا جو نسل ابعد اس کی طرح اسکی اولاد میں منتقل ہوتا چلا آیا۔

تیسرا والا نامہ جس کا حدیث بالامین ذکر ہے نجاشی کے نام تھا۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حبشہ کے بادشاہ کا لقب نجاشی ہو

حضور کے زمانہ میں دوبارہ ہمیشہ میں گذرے ہیں پہلے کا نام احمد تھا یہ مسلمان ہو گئے تھے بھلا اسلام میں صحابہ کرام نے کی سلفیت
ہمیشہ میں اس وقت ہجرت کی تھی جبکہ یہ مسلمان بھی نہ ہوئے تھے جس کا قصہ حکایات صحابہ کے پہلے باجکے منظر پر کچھ مختصر لکھنا چکا
ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عربوں اور امیہ غمری کے ہاتھ ان کے پاس بھی خط بھیجا تھا جس کا مضمون یہ تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم
رسول الله الى البغاضي ملك الحبشة
انت فاني احب اليك الله لانى لا اله الا
هو الملك القدوس السلام المؤمن
المهيمن والشهيد لا يعبس بن مراد
شرح الله وكلمته الفاها الى من يود التو
الطبعة المحبسة تحت به خلقه من
روح ونفخ كما خلق آدم بلاء واني
ادعوك الى الله وحده لا شريك له و
المواظبة طاعة وان تتبعني و
تومن بالذي جاءني فاني رسول الله
واني ادعوك وجنودك الى الله عز وجل
وقد بلغت وصفت فاقتبلوا نصيحتي
والسلام على من اتبع الهدى۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حبشہ کے بادشاہ
نجاشی کے نام تم صلح پسند ہو میں اس اللہ کی تعریف تمہارے پاس پہنچا تا ہوں
جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر وہ بادشاہ ہر سب عیسویوں سے پاک ہر ہر قسم کے
نقص سے محفوظ ہے (یا بندے اسے ظلم سے محفوظ ہیں) اس میں ہے والا ہر گہسان
دکر بندہ کی آفات سے حفاظت فرماتا ہے اور میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ حضرت
عیسیٰ اللہ کی ایک روح اور اسکے وہ کلمہ تھے حکم اللہ جل شانہ نے پاک و صاف
کنواری مریم کی طرف بھیجا تھا پس وہ حاملہ بن گئیں۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت
عیسیٰ کو اپنی ایک خاص روح سے پیدا کیا اور ان میں جان ڈال دی جیسا کہ حضرت
آدم کو (دخیر باجکے) اپنے دست مبارک سے پیدا فرمایا میں تمہیں اسی وصاف
لا شریک لہ کی بندگی کی دعوت دیتا ہوں اور اس کی اطاعت پر تعاون کی طرف بلاتا

ہوں اور اس بات کی طرف بلاتا ہوں کہ تم میرا اتباع کرو اور جو شریعت میں لیکر آیا ہوں اس پر ایمان لاؤ۔ بلاشبہ میں اللہ کا رسول
ہوں اور اللہ کی طرف تم کو اور تمہارے سارے لشکروں کو بلاتا ہوں۔ میں حق بات تم تک پہنچا چکا ہوں اللہ نصیحت کر چکا تم
میرے نصیحت قبول کرو اور اسلام (یا اسلامی) اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے۔

محدثین کی ایک جماعت کی تحقیق یہ ہے کہ یہ نجاشی پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔ اس والا نام پر انھوں نے اپنے اسلام کا
انہار کیا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسی وقت مسلمان ہوئے بہر حال انھوں نے اس والا نام کے جواب میں ایک خطیفہ لکھا جس
اپنے ایمان کا اقرار کیا اور اس کا اقرار کیا کہ اپنے حضرت عیسیٰ کے متعلق جو کچھ لکھا وہ حرف برف صمیم ہے اور اپنے لشکر کے
ساتھ ساتھ نفرت کی ایک جمیعت کے ساتھ اپنا خطیفہ خدمت اقدس میں بھیجا مگر انفسوس کہ راستہ میں وہ کشتی سمندر میں غرق
ہو گئی اور ان میں سے کوئی بھی خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکا خود ان نجاشی کا وصال بھی حضور کی حیات ہی میں ہو گیا تھا
اور حضور نے غائبانہ ان کے جنازہ کے نماز پڑھی (غائبانہ نماز کا مسئلہ ایک فقہی بحث ہے جسکی یہ جگہ نہیں ہے ہر سب و جودہ
سے حنفیہ کے نزدیک انکی خصوصیت تھی) ان کے بعد ان کی جگہ دوسرا نجاشی ہوا۔ اس کے پاس بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
نے والا نام ارسال فرمایا جو حسب ذیل ہے۔

هذا الكتاب من النبي صلى الله عليه وسلم
الى النجاشي عظيم الحبشة سلام على
من اتبع الهدى۔

یہ خط اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نجاشی کے نام جو حبشہ کا نژاد
سر دار جو سلام اس شخص پر جو ہدایت کا اتباع کرے اور اللہ پر اور اسکے رسول کو
ایمان لائے اور اس کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ذات ہے۔

اسحاق بن منصور ابنا سعيد بن عامر والحجاج بن منهال عن همام عن ابن جريح عن الزهري عن ابن

والاولى ان يولى الله عليه السلام كان اذ ادخل الخلافة بعده خاتمه حصل منها اربعين منصوباً لعبد الله بن مبراز لعبد الله بن عمر

عن نافع عن ٨ ابن عمر -

نہ کوئی اسکا شریک نہ بیوی ہے اسکے لئے اولاد۔ اور اس کا اقرار کرے کہ محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے اور اسکے رسول ہیں۔ میں اللہ کی پکار یعنی کلمہ لا الہ

اللہ محمد رسول اللہ کی تجکو دعوت دیتا ہوں تو مسلمان ہو جا سلامتی سے رہیگا

اے اہل کتاب آؤ ایسے کلکیطیف جو ہم میں اور تم میں مشترک ہو وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی

دوسرے کی پریشانی کریں اللہ کا کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو

رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔ اگر اس کے بعد بھی اہل کتاب روگردانی کریں تو مسلمانوں

یہیں (بے دھڑک اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں) اے نباشی اگر تو میری دعوت کے

دوہ اس کے کہ وہ تیرے قبیح ہیں (تجربہ پر ہوگا۔ فقط

اس خط میں غالباً حسب معمول بسم اللہ بھی ہوگی مگر میں نے جہاں سے نقل کیا ہے اس میں نہیں ہے۔ ان نجاشی کے متعلق یہ

محقق نہیں ہو سکا کہ یہ اسلام لائے یا نہیں ان کا کیا نام تھا۔ اکثر محدثین کی رائے یہ ہے کہ حدیث بالا میں تیسرا خط جو نجاشی کے

نام ہو وہ بھی نجاشی ہیں چنانچہ بعض روایات میں نجاشی کے نام کے ساتھ یہ لفظ بھی ہو کہ وہ نجاشی نہیں ہیں جسکے جنازہ کی نماز

حضور نے پڑھی۔ اور یہی صحیح ہے اگرچہ بعض محدثین نے صرف پہلے ہی نجاشی کے خط کا ذکر کیا اور بعض نے صرف دوسرے کا۔

(۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلا تشریف لیا کرتے تو اپنی انگلیوں کی نکال کر

تشریف لے جاتے۔ ف چونکہ اس میں اللہ جل جلالہ علم نوالہ کا اسم شریف لکھا ہوا تھا اسلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہنچے

ہوئے استغیثہ جلاتے تھے۔ اسی بنا پر علمائے اس انگوٹھی کو پہنے ہوئے پاخانہ جانے کو مکروہ لکھا ہے جس میں کوئی متبرک نام یا عبارت ہو۔

(۸) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی حضور کے دست مبارک میں رہی۔ پھر حضرت

ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ پھر ان ہی کے زمانہ میں

بیراریس میں گرگئی تھی۔ اس انگوٹھی کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ فیراریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے۔ یہ انگوٹھی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں چھ برس تک اُن کے پاس رہی اسکے بعد اتفاق سے اس کنویں میں لکڑی بھرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے ہر چند اس کنویں میں تلاش فرمائی تین دن تک اس کا پانی نہ نکلا یا کمر ملی نہیں۔ علمائے لکھا ہے کہ اس کنوئیں

کے کرتے ہی وہ فتن اور حوادث شروع ہو گئے تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اخیر زمانہ میں بکثرت ظہور پذیر ہوئے ہیں

له فتح ما بهلة وتشديد الجيم الاواني ومنها ل بكر اليم فسكون نون ١٢ اق ٥٥ هـ ام بقشيد اليم الاواني ابن يحيى بن ديتار تعلق الشيخان على الاحتجاج به وثقة غير واحد

[illegible][illegible]

کان یختم فی بیمنہ حل ثنا محمد بن حمید الرازی شاذلی عن محمد بن اسحاق عن الصلت بن عبد
 اللہ قال کان ابن عباس یختم فی بیمنہ ولا ۱۸ خالہ الا قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یختم فی بیمنہ
 حل ثنا ابن عمر اناسفین عن ایوب بن موسیٰ عن نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اتخذ خاتما من فضة وجعل فیه معالی کفہ ونقش فیه محمد رسول اللہ ونہی ان ینقش احد علیہ
 وهو الذی سقط من معقیب فی بئر اریس حل ثنا قتیبہ بن سعید قال انا ہاتھ از اسمعیل

(۵) صلت بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ میں انگلی پھنکا کرتے تھے اور مجھے جہاں تک
 خیال ہے یہ کہہ سکتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داپنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ ف امام ترمذی نے اس حدیث کو مختصر
 نقل کیا جو ابو داؤد و شریف میں در تفصیل سے ہوا، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے صلت کو دایں ہاتھ کی سبب چھوٹی انگلی کھینچی
 جسکو چھوٹا انگلی بھی کہتے ہیں، میں نے دیکھا میں نے اسکے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی
 اللہ عنہما کو ایسے ہی پہنتے دیکھا اور اسکے نگیں کو اوپر کی جانب تک رکھا تھا اور جہاں تک خیال کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر
 کرتے تھے کہ آپ بھی ای طرح پہنتے تھے۔ اس حدیث میں دو مضمون ہیں ایک یہ کہ نگیں کو اوپر کی جانب تک رکھا تھا۔ ثانی الجہود میں
 مرقاة الصدو سے نقل کیا ہے کہ نگیں کا ہاتھ کے اندر کے حصہ یعنی تھیلی کی طرف رکھنا زیادہ صحیح ہے اور اکثر روایات میں فار ہے۔
 چنانچہ شامل میں بھی آئندہ روایت میں آ رہا جو علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ یہ بھی اصل ہے اس نگیں کی حفاظت بھی ہوا اور رب و کبر
 سے حفاظت بھی ہے۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ انگلی کو سبب چھوٹی انگلی میں پھنکا امام نووی نے اسکے سنت ہونے پر اجماع نقل
 کیا ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ انگلی اسی انگلی میں ہونا چاہئے اور نگیں مردوں کی انگلی میں تھیلی کی طرف ہونا چاہئے اور
 عورتوں کی انگلی میں اوپر کی جانب کہ ان کا پھنکا زینت کے لئے ہوتا ہے۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگلی بنوائی اس کا نگیں تھیلی کی جانب میں رہتا تھا اس میں محمد رسول اللہ کنندہ کہا تھا
 اور لوگوں کو منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنی انگلی پر یہ کنندہ نہ کر لے۔ یہ وہی انگلی تھی جو معقیب حضرت عثمان کے زمانہ میں
 بر اریس میں گر گئی تھی۔ ف حضور نے اوروں کو اسے منع فرمایا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کمال نبی اس گریز کنندہ کہ الیست تو
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر و سروں کی قبر کے ساتھ غلو یہ ہو جاتی۔ معقیب ایک معالی تھے حضور سرور کائنات
 صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے انگلی کی حفاظت تھی۔ حضور کے زمانہ میں بھی جن اوقات میں کہ حضور انگلی پہنتے ہوئے نہیں

ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں انگلی پھنکا کرتے تھے اور مجھے جہاں تک خیال ہے یہ کہہ سکتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی داپنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ ف امام ترمذی نے اس حدیث کو مختصر نقل کیا جو ابو داؤد و شریف میں در تفصیل سے ہوا، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے صلت کو دایں ہاتھ کی سبب چھوٹی انگلی کھینچی جسکو چھوٹا انگلی بھی کہتے ہیں، میں نے دیکھا میں نے اسکے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے ہی پہنتے دیکھا اور اسکے نگیں کو اوپر کی جانب تک رکھا تھا اور جہاں تک خیال کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر کرتے تھے کہ آپ بھی ای طرح پہنتے تھے۔ اس حدیث میں دو مضمون ہیں ایک یہ کہ نگیں کو اوپر کی جانب تک رکھا تھا۔ ثانی الجہود میں مرقاة الصدو سے نقل کیا ہے کہ نگیں کا ہاتھ کے اندر کے حصہ یعنی تھیلی کی طرف رکھنا زیادہ صحیح ہے اور اکثر روایات میں فار ہے۔ چنانچہ شامل میں بھی آئندہ روایت میں آ رہا جو علامہ مناوی نے لکھا ہے کہ یہ بھی اصل ہے اس نگیں کی حفاظت بھی ہوا اور رب و کبر سے حفاظت بھی ہے۔ دوسرا مضمون یہ ہے کہ انگلی کو سبب چھوٹی انگلی میں پھنکا امام نووی نے اسکے سنت ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ علامہ شامی نے لکھا ہے کہ انگلی اسی انگلی میں ہونا چاہئے اور نگیں مردوں کی انگلی میں تھیلی کی طرف ہونا چاہئے اور عورتوں کی انگلی میں اوپر کی جانب کہ ان کا پھنکا زینت کے لئے ہوتا ہے۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چاندی کی انگلی بنوائی اس کا نگیں تھیلی کی جانب میں رہتا تھا اس میں محمد رسول اللہ کنندہ کہا تھا اور لوگوں کو منع فرمایا تھا کہ کوئی شخص اپنی انگلی پر یہ کنندہ نہ کر لے۔ یہ وہی انگلی تھی جو معقیب حضرت عثمان کے زمانہ میں بر اریس میں گر گئی تھی۔ ف حضور نے اوروں کو اسے منع فرمایا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کمال نبی اس گریز کنندہ کہ الیست تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر و سروں کی قبر کے ساتھ غلو یہ ہو جاتی۔ معقیب ایک معالی تھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے انگلی کی حفاظت تھی۔ حضور کے زمانہ میں بھی جن اوقات میں کہ حضور انگلی پہنتے ہوئے نہیں

لہ بشیر و احاد البلاء مفتوحہ و سکون الامام ۱۲۴۰ھ امارہ جو بکر الزمرۃ فصیح من قیام القیاس الفصح وقیل انانی نفع فی القاموس الفصح و ہوا فی الحال
 الیک حکم بحال ای لاظن و الظاہر ان مقولہ العسل و کثیر النکون و احد من قبلہ و لم یؤد بہ اجماع فی بعض الماصول قال القاری و الحدیث اخیر ہوا
 روایت یونس بن بکر بن ابن اسحاق و فی آخرہ قال یونان قال ابن عباس لاقا کاندہ یکران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان یکران ۱۲۴۰ھ طریقی و فی
 ہذا النقش لیس فیہ شتمہ صلی اللہ علیہ وسلم بختم الغیر و قبل ان نقش خاتمہ حازند کان کما لکنا علی قبل التہنئ لولہم بعد و فی صلی اللہ علیہ وسلم و ہذا ک
 علی تقدیرہ و الاہولہ ثبت عند الخیرین مرہ بہ البیہودری قال النادی و کل علی الخصوصہ و قال ابن ہمامہ و الزن العالی نظر ان الہی خاص بکثیر

حدث غريب لا نعرفه من حديث سعيد بن أبي عريشة عن قتادة عن النس عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه إلا من هذا الوجه وروى بعض أصحاب قتادة عن قتادة عن النس أن النبي صلى الله عليه وسلم تختم في يأسره وهو حديث لا يصح أيضاً حدثنا محمد بن عبيد المحمدي ثنا عبد العزيز بن أبي حازم عن موسى بن عقبة عن نافع عن ابن عمر قال أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتماً من ذهب فكان يلبسه في يمينه فأخذ الناس خواتيم من ذهب فطرحه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال لا يلبسه أحد فطرح الناس خواتيمهم

لوگوں نے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بایں ہاتھ میں انگلی پھینکتے تھے۔ وف امام ترمذی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ روایتیں صحیح نہیں ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت انس کی حدیث میں ہاتھ کی تعین نہیں ہے یہ یحییٰ بن یحییٰ کی غایت احتیاط ہے کہ وہ حدیث کے ہر ہر کلمے پر گہری نظر ڈالے ہیں کہ کوئی حدیث میں کوئی اضافہ نہ ہو۔ ورنہ صحیح ہے اور کونسا ایسا ہے جو اس حدیث میں صحیح نہیں ہے۔ دوسری حدیثوں میں اگر صحیح طور پر ثابت ہو۔ یہی وہ چیز ہے جس کی بدولت حدیث شریف کا فن آج تک نہایت پختگی اور نورانیت و چمک کے ساتھ دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انگلی دایں اور بائیں دونوں ہاتھوں میں پہننا روایات متعدد سے ثابت ہے۔ داہنے ہاتھ کی روایات اس باب میں گنیز چکی ہیں۔ اور بایں ہاتھ کی روایات بھی ابوداؤد و مسلم وغیرہ میں موجود ہیں۔ چنانچہ نووی نے دونوں قسم کی روایات کو صحیح بتایا ہے۔ لیکن یحییٰ بن یحییٰ کا قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود من حدیث کے صحیح ہونے کے اگر کسی خاص طریقہ سے قواعد محدثین کے موافق صحیح نہیں ہو تو اس خاص طریقہ پر کلام فرمانے میں اسے امام ترمذی نے کلام کیا ہے۔ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگلی بنوئی جب کو اپنے داہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے صحابہؓ نے بھی اتنا مانوس نہ کی انگلیاں بنوائیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد وہ انگلی پھینکی اور فرمایا اگر میں اس کو کبھی نہیں پہنڈا۔ وف سونا ابتداء اسلام میں جائز تھا پھر مردوں کیلئے حرام ہو گیا۔ اس کی حرمت پر جہود کا اتفاق ہوا۔ امام نووی نے اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔ فقہی بحث اس مسئلہ میں طول ہے جس کا قائل نہیں۔

له في بني عمرو وبنو كندة وكندة وسبيل بني محارب قبيلة من العرب ومحمود بن عيب يابسون إضافة إلى اسم الجلالة ١٣٠ قال الزبير العلوي
مكتوف بن السبيعي قال الأوب وهذا هو الذي كان فخره حباً قال ابن جرير هو أبا جحجح فخره حباً قال السدي لم يكن الأعرابي السبيعي وقد كان ذهاباً في جرير ومرو
وقال ذهان بن زهران في ذكره ما قيل من الأعرابي السبيعي فخره حباً قال السدي لم يكن الأعرابي السبيعي فخره حباً قال السدي لم يكن الأعرابي السبيعي فخره حباً
السوداء اعتباراً لمخلة من غنفة غلبا بسبب الذهب على التي تعلقت بالفضة قال السدي فخره حباً قال السدي لم يكن الأعرابي السبيعي فخره حباً
توسيع لعل الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم
العرابي لا يجمع لعل الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم
قرن من قال كبرية التبريد وهو ستره لعل الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم وذكره الأعرابي من أعرابهم
أدراك في بني السبيعي السدي وعلوهما كان ورق يونا وأدفعه ابن السبيعي السدي وعلوهما كان ورق يونا وأدفعه ابن السبيعي السدي وعلوهما كان ورق يونا

صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد درعان فہص الی الصخرة فلم یستطع فاقعد طلحة تحته فصعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی استوی علی الصخرة قال فسمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحة حل ثنای ابن ابی عمشاش سفین بن عیینة عن یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیہ یوم احد درعان قد ظاہر بینہما

زیر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ طلحہ نے (جنت کو یا میری شفاعت کو) واجب کر لیا۔ و جب جنگ اُمدیں لڑائی کی حالت نہایت خطرناک تھی۔ حتی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وہ بعض لوگوں کو ہو گیا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس اونچی جگہ اسلے تشریف لے گئے تھے تاکہ سب صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں۔ اور بعض اکابر نے لکھا ہے کہ کفار کے دیکھنے کے لئے چڑھتے تھے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُمدیں کیل شجاعت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ دیا تھا حتی کہ صحابہ بے خوفہ اُمدہ کا ذکر فرماتے کہتے تھے کہ یہ دن تمام کا طلحہ کا ہی حضرت طلحہ نے اپنے آپ کو حضور کی دھال بنا رکھا تھا۔ اتنی سے زائد رحم ان کے بدن پر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ نہیں چھوڑا حتی کہ ان کا ہاتھ بھی شل ہو گیا تھا۔ (۲) سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر جنگ اُمدیں روز ریں تھیں جنکو اوپر نیچے پہن کر رکھا تھا۔ و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وزرہ پہننا نیز حضور کی آل کوئی کے منافی نہیں۔ اسلے کہ اول تو مکمل سلوک خود صوفیہ کے یہاں بھی جو سالی البدایت سے ہی عام معاملات میں عام لوگوں جیسا برتاؤ ہو لیکن شریعت کی پابندی طبیعت بنجائے۔ دوسرے یہ بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں اس قسم کے امور امت کو تعلیم کے لئے جو کرتے ہیں اور یہ ظاہر بات جو تیسری بات یہ بھی ہے کہ اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے یا ایہا الذین امنوا اخذوا حد ذکھ فانکم انبات او انکم اجمیعاً (سورہ نسا رکوع ۱۰) اور امان والو کا فروں کے مقابلے میں اپنی تواضع اور رکھو (یعنی ان کے داؤ گھات سے بھی ہوشیار رہو اور مقابلہ کے وقت ممانہ بتیار رکھو حال وغیرہ سے بھی درست رہو) پھر (ان سے مقابلہ کے لئے) متفرق طور پر یا مجتمع طور پر (جیسا موقع ہو) بکھلو۔ (ریان القرآن) اسلے حفاظت کا حسب موقع سامان لینا آیت شریفہ کا امثال ہے اور حضور سے زیادہ اللہ جل جلالہ کا ارشادات پر عمل کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اسی سلسلہ میں زرہ خود وغیرہ جملہ اہم سامان کا استعمال ہے۔

لہ قالہ کہ ہر ذات الفضل والفضل کما وہ بعض اہل السیرین مورخین سلسلہ ۱۳۵۱ھ ای تو جالیہا لیسعلیہا فی ذلک الناس فی یلمن سباً و یجہون منہ ۱۳۵۱ھ ای نفسہ لہیزہ او انفسہ او الشریۃ العظیۃ یصلو فیہ او یصلو ذلک الیوم جبکہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لیا جن ماجہ برعایہ ہر شام بن ہمار شافعیان میں عیینہ عن یزید بن خصیفة فیہ و آخرہ ابوداؤد بالرقع لفظہ تثنائہ و یسیدان قال بیت الی سمعت یزید بن خصیفة فیہ ۱۳۵۱ھ خصیفة بخا زجر و صا دھلہ معنفہ و یزید بن عبد اللہ بن خصیفة مسوئی فی جہدہ ۱۳۵۱ھ سائب الحدیث میں قال سائب لم یکن فی امرہ من جزا وادع ۱۳۵۱ھ و جو ان جہ سنین قال القاری و قد فرغ ابوداؤد عن رجل و یسطرغ فی البذل الکمل علی ہذا لہیزہ ناسخ الیہ ۱۳۵۱ھ کا ہر اہل سیرین اسدھا فوق الاخری فی تعلیم و اشعار بان التوفی من الامار لابان فی التوکل و الرضا و التسلیم و قد روی عنہ صلی اللہ علیہ وسلم و علیہ و علیہ ۱۳

باب ماجاء فی صفة انظر رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا احمد بن منيع ثنا اسمعيل بن ابراهيم ثنا ايوب عن حميد بن هلال

وعطية كذا عن عبد بن كرم صلى الله عليه وسلم انه منبر يشرع ليكفي كوني خطبة فربما - اس میں انصار کی مراعات کا خاص طور پر حضور نے ذکر فرمایا۔ ان کے محاسن اور احسانات گنوائے اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ جو تم میں سے کسی چیز کا بھی امیر بنا جاوے وہ ان کی خاص طور سے رعایت کرے۔ اس وقت حضور کے سر میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے پٹی کا باندھنا بھی موجبے اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تیل کی زیادہ مالش ہوتی تھی، مہیا کا آئندہ آنے والا ہے۔ اسلئے اس پٹی کا چکنا چڑنا بھی قرینہ قیاس ہے اور سیاہ عمامہ تو ظاہر ہے اس میں کسی قسم کا جھڑبھیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تھی ہی غرض علما اس کے مطلب میں دونوں طرف گئے ہیں کہ بعض علما نے سیاہ عمامہ کا تجربہ فرمایا ہے اور بعض نے مٹی کی گا اور دونوں صحیح ہیں کہ غلط بھی دونوں کو محتمل ہے اور رسول بھی دونوں کے موافق ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی ابن اہل میں جو حضرت حذیفہ بن یمان کے اولاد ہیں، حضرت حذیفہ کا لقب النعلک ہر گنا تھا جس کا ترجمہ فرشتوں کا نعل دیا ہوا ہے، ان کا عجیب واقعہ گذرا ہے کہ جس وقت امدک لڑائی کے لئے کوچ ہوا ہے اور روانہ ہوئی کا اعلان ہوا تو یہاں البیہ کے ساتھ مشغول تھے اس حالت میں شور مچانا معلوم ہوا کہ قافلہ روانہ ہو رہا ہے یہ بھی خبر سنتے ہی ساتھ ہو گئے اور اتنی جہالت نہ ہوئی کہ نعل سے فراغت پاتے وہاں پہنچ کر تہید ہو گئے۔ چونکہ تہید کو نعل نہیں دیا جاتا اسلئے ان کو بھی نعل پہننے یا گائے گریز کرنا ضروری تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فرشتے ان کو نعل دے رہے ہیں اسلئے تحقیق فرمایا اور وہی پراگئی البیہ سے یہ سارا حال معلوم ہوا۔ درحقیقت ان حضرات کے نزدیک دین پر مرنے والے اسکے لئے قربان دیدینا اتنا ہی اہل تھا بہت نام لوگوں کو اپنی خواہشات دنیوی میں مشغول و متہکک ہو جانا آسان ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ تسبیح کی پانچ سو تیس بار پڑھتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف ذیہ علامہ بخاری کی تحقیق کے موافق راجع قول پہننے کا عدم ثبوت ہے البتہ یہ صحیح کہ حضور کے پاس موجود تھا حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ اس کے بعد کر کے بھی سنتا تھا۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ حضور نے فرما دیا ہے ہی اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کے لئے فرمایا ہے اسکے علاوہ متعدد احادیث میں حضور کا پہننا بھی وارد ہے اور صحابہ کرام تو حضور کی اجازت سے پہننے ہی تھے (راۃ الدعا) البواکہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ اہل کتاب تسبیح نہیں پڑھتے یا جاہل پہننے میں حضور نے فرمایا تم لوگ ان کا خلاف کرو یا جاہل بھی پہن لو گئی بھی یا جاہل اور پھر ایک طویل حدیث کے سلسلہ میں کہتے ہیں میں نے حضور سے پوچھا آپ کبھی یا جاہل پہننے میں حضور نے فرمایا پہننا ہوں مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے لیکن محمد بنی نے اس حدیث کو تضعیف بتایا ہے (نیل الاطوار) حضور کا معمول تسبیح پانچ سو کا اور چار سو تھے کا اکثر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار چار ہاتھ لائی اور اڑھائی ہاتھ۔ اور ایک قول کے موافق چھ ہاتھ لائی اور تین ہاتھ اور ایک ہاتھ چوڑی بتائی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسبیح چار ہاتھ

الزرك فانه اتقى وأبقى فالتقت فاذا هو رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله انما هي
 بدوة محله قال امالك في اسوة فنظرت فاذا الزرك الى نصف ساقيه حل ثنا سويد بن نصر ثنا
 عبد الله بن المبارك عن موسى بن عبيدة عن اياس بن سلمة بن الاكوع عن ابيه قال كان
 عثمان ياتر الى انصاف ساقيه وقال هكذا كانت اذن فرحا جى يعنى النبي صلى الله عليه وسلم
 حل ثنا قتيبة انا ابو الاحوص عن ابى امحاق عن مسامير بن نذير عن حذيفة بن
 اليمان قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بعضه ساقى او ساقه فقال هذ اموضع
 الزرك فان ابنت فاسفل فان ابنت فلاحق للزرك في الكعبين

باب ما جاء في مشيئة رسول الله صلى الله عليه وسلم

حدثنا قتيبة بن سعيد، أنا ابن لهيعة عن أبي يوسف عن أبي هريرة قال ما رأيت شيئا أحسن من رسول الله صلى الله عليه وسلم كالشمس تجري في وجهه وما رأيت أحدا أسرع في مشيئة من رسول الله صلى الله عليه وسلم كما انما الارض تقول له انا لنجهد انفسنا وانه لغير مكررت حدثنا علي بن حجر وغيره احدثنا عيسى بن يوسف عن عمر بن عبد الله مولى عوف بن ثعلبة عن ابراهيم بن محمد عن ولده علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال كان علي اذا وصف النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا مشى تقلع كأنما ينحط في صلب حد ثنا سفيان بن كيع قال انا ابى عن المسعودي عن عثمان بن مسلم بن هجر عن نافع بن جبير بن مطعم عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا مشى تقلع كأنما ينحط في صلب

باب حضور اقدس صلى الله عليه وسلم في رقتار کا ذکر

ف حلیہ شریف کی روایات میں بھی حضور کی رقتار کا ذکر تھا گزرتا ہے جو اس باب میں صرف رقتار کی کیفیت کو مستقلاً بیان کرنا مقصود ہے اس باب میں تین روایتیں مصنف نے ذکر کی ہیں۔ (۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا چمک اور روشنی گویا کہ آفتاب آپ ہی کے چہرہ میں چمک رہا ہے میں نے آپ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا زمین گویا پلٹ جاتی تھی کہ ابھی چند منٹ ہوئے یہاں تھے اور ابھی وہاں ہم لوگ آپ کے ساتھ چلے میں مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپ گویا اپنی سموتی رقتار سے چلتے تھے۔ (۲) ابراہیم بن محمد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب آپ کا ذکر فرماتے تو یہ فرماتے کہ جب آپ چلتے تھے تو بہت اور قوت سے پاؤں اٹھاتے سموتوں کی طرح سے پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اونچائی سے اتر رہے ہیں۔ (۳) یہ حدیث پہلے حلیہ شریف میں مفصل گزر چکی ہے۔ (۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لیجئے تو کچھ جھک کر چلتے تھے گویا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ (۵) یہ بھی گذشتہ احادیث میں چند جگہ آچکا ہے۔

لہ مشیئة بالسر کسر و ما یقارہ الانسان من المشی و فی ہذہ المشی تا لا المناوی ۱۳۵ ابو یوسف اظہر ان ہذہ المکذبة فی الرجال خست نفوا والمراد ہناک علیہ بن جبریل امیر ۱۲۵ شہ جبران الخس فی تفسیر بیان اس دورہ فی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم کسک انشیدہ بانو وخص الوجہ لک لاند الذی یظہر الحاس لان حسن البدن تلمیح فاما ۱۲۵ فی تفسیر لفظ المصدر و جویع الیم بلانا را ای کی تفسیر مشیہ قال العاری ۱۲۵ صخر الاکثر اث الیافا و لہ ۱۲۵ ملل السلام غیر مرصع بحیث ۱۳۵ غیر و اعظم احمد بن عبدہ و محمد بن حسین کما تقدم ذکر ہائی اول الکتاب فی الحدیث جرد من فترہ المصنف فی الموضع لسانہ الرجز ۱۳۵ غیرہ بنظر المفسر کما تقدم فی اول الکتاب ۱۳۵ قطع لفظ الام الشدة من کل الشدة فانما من بطلانی فی بقرة لان قطع من الرجز من الامن بقرة ۱۳۵ فی المسعودی جو عبد الرحمن بن عبد اللہ بن بقرہ بن عبد اللہ بن مسعود و محمد بن عوف فی الباب الاول من الشہداء بروایہ الی غیر من المسعودی و فی مقدمہ ۱۲۵ بضم الما و الیم غیر معروف ۱۲۵ فی

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَكَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حد ثنا عباس بن محمد الدقیری البغدادی انا اسحاق بن منصور عن اسیریل عن یساک بن حرب عن جابر

بن سمر قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم متکذا علی مسادة علی یساک حد ثنا حمید بن مسعدة

رضی الله عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوشت مار کر تشریف رکھتے تھے وہ گوشت

مار کر پیش کیا کرتا تھا جو کہ دونوں گھٹنوں کو کھڑک کر کے سرین کے بل بیٹھے اور دونوں ہاتھوں سے پندلیوں پر ملنے کر لے بسا وقتا

جائے ہاتھوں کے کپڑے لنگی عامہ وغیرہ اس طرح پیش کیا کرتا تھا کہ کمر اور پندلیوں پر لپٹ جائے۔ یہ بہت تواضع اور مسکنت کی

نشست ہے اسلئے حضور بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی لیکن مقصود نہیں کہ ہمیشہ

ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسلئے اب ابوداؤد کی اس روایت سے کچھ غلاف نہیں رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بعد بطور ع آفتاب تک مسجد میں جازا تو تشریف رکھتے تھے۔ ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی غلاف نہیں رہا جو

اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اس طرح بیٹھے میں علاوہ تواضع اور انکسار کے راحت بھی ہے اس لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ گوشت

مار کر بیٹھا عاب کی دیواریں ہیں یعنی جگہ میں جو کہ دیواریں نہیں ہوتیں جس سے سہارا ہو سکے اسلئے یہ قائم مقام دیوار کے برابر ہوتا تھا

جائے ہاتھوں کے کپڑے لپٹ لیا جاتا ہے جو مزید راحت کا سبب ہوتا ہے۔

بَابُ حُضُورِ اَقْدَسِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمِ کَافِیَ الذِّکْرِ

ف مصنف نے اس باب میں چار صد غنیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) جابر بن سمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک تکیہ پر ٹیک لگتے ہوئے دیکھا جو بایں جانب دکھا ہوا تھا۔ ف تکیہ دائیں اور بایں دونوں جانب میں جائز ہے حدیث

میں بایں جانب کا لفظ کسی شخصیت کی وجہ سے نہیں اتفاقی امر ہے لیکن قواعد حدیث کے لحاظ سے بایں کا لفظ یہاں مشہور و آیا

میں نہیں ہے اس لئے اہم نرہری نے باب کے ختم پر اس لفظ پر کلام کیا ہے۔

حد ثنا یساک بن محمد الدقیری البغدادی انا اسحاق بن منصور عن اسیریل عن یساک بن حرب عن جابر بن سمر قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم متکذا علی مسادة علی یساک حد ثنا حمید بن مسعدة

رضی الله عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں تشریف رکھتے تھے تو گوشت مار کر تشریف رکھتے تھے وہ گوشت

مار کر پیش کیا کرتا تھا جو کہ دونوں گھٹنوں کو کھڑک کر کے سرین کے بل بیٹھے اور دونوں ہاتھوں سے پندلیوں پر ملنے کر لے بسا وقتا

جائے ہاتھوں کے کپڑے لنگی عامہ وغیرہ اس طرح پیش کیا کرتا تھا کہ کمر اور پندلیوں پر لپٹ جائے۔ یہ بہت تواضع اور مسکنت کی

نشست ہے اسلئے حضور بھی اکثر ایسے ہی تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی لیکن مقصود نہیں کہ ہمیشہ

ایسے ہی تشریف فرما ہوتے تھے۔ اسلئے اب ابوداؤد کی اس روایت سے کچھ غلاف نہیں رہا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بعد بطور ع آفتاب تک مسجد میں جازا تو تشریف رکھتے تھے۔ ایسے ہی اور ان مختلف احادیث سے بھی غلاف نہیں رہا جو

اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ اس طرح بیٹھے میں علاوہ تواضع اور انکسار کے راحت بھی ہے اس لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ گوشت

مار کر بیٹھا عاب کی دیواریں ہیں یعنی جگہ میں جو کہ دیواریں نہیں ہوتیں جس سے سہارا ہو سکے اسلئے یہ قائم مقام دیوار کے برابر ہوتا تھا

جائے ہاتھوں کے کپڑے لپٹ لیا جاتا ہے جو مزید راحت کا سبب ہوتا ہے۔

[illegible]

(۲۱) ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کیا تم لوگوں کو کبیرہ گناہوں میں سے کسی گناہ بتاؤں صحابہ نے عرض کیا کہ ضرور یا رسول اللہ ارشاد فرمائیں حضور نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور اللہ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کرنا۔ راوی کو شک ہو کر ان دونوں میں سے کوئی بات فرمائی تھی۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز پر بیک لگا گئے جوئے تشریف فرما تھے۔ اور جھوٹ کا ذکر فرماتے وقت اہتمام کی وجہ سے ٹھہر گئے اور بار بار فرماتے رہے حتیٰ کہ ہم لوگ یہ تنا کر کرنے لگے کہ کاش اب حضور سکوت فرمائیں بار بار ارشاد فرمائیں ف حضور کے بار بار ارشاد فرماتے پر سکوت کی تنہا یا تو اس شوق و محبت کی وجہ سے ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمیعین کے حضور کے ساتھ تھے کہ حضور کو بار بار فرماتے پر تپ ہوگا اور ہم لوگوں کیلئے ایک بار فرمنا بھی کافی ہے اور ممکن اس خوف سے ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر راسخی اور غصہ کے آثار جنوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس خطرہ سے ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ کوئی نظر ایسا ارشاد فرمائیں کہ جو امت کیلئے باعث خسران بن جائے جن لوگوں کو کسی دینی یا دنیاوی بار کی حافری میں سر مٹوئی ہے وہ اس حالت سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اور حضور کا بار بار ارشاد فرمنا شہادت اہتمام کی وجہ سے تھا کہ جھوٹ کی وجہ سے آدمی زینا، قتل وغیرہ بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے حضور کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس کے منہ کی بدلو کی وجہ سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں حضور کا ارشاد ہے کہ مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کہ جھوٹ ایمان سے دور رہتا ہے۔ (اعتدال) اس حدیث شریف میں کبیرہ گناہوں کا ذکر ہے۔ شریعت میں گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں ایک صغیرہ کہلاتے ہیں جو دھنونا زورہ حج وغیرہ سے معاف ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرے کبیرہ گناہ یعنی بڑے سخت گناہ کہلاتے ہیں جن کے تعلق ضابطہ یہ ہے کہ وہ بغیر توبہ کے ہرگز معاف نہیں ہوتے البتہ حق تعالیٰ شانہ کسی کی رعایت فرما کر اپنے فضل سے معاف فرمادیں تو یہ امر آخر ہے مگر ایسی چیز یہی ہے کہ وہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ اس اختلاف کے ذکر کبیرہ گناہ کیسے ہیں علماء نے مستقل تصانیف ان میں تحریر فرمائی ہیں۔ علامہ ذہبی کی ایک کتاب میں مضمون مستقل ہے

الاحوال الزورده سبها لقا الزور من مخطف الفاص على النعام ۱۱۱

جس میں چار سو کبیرہ گناہ گنوائے ہیں۔ علامہ ابن حجر مکی نے بھی دو جلدوں میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو عمر میں چھپ گئی
اوس میں ناز و زہج زکوٰۃ معاملات وغیرہ ہر باب کے کبیرہ گناہ مستقل گنوائے ہیں اور کل مجموعہ چار سو و ستر حصہ مفصل
شمار کر لئے ہیں۔ ملا علی قاری نے شرح شامل میں مشہور کیا مگر کو گنویا ہے جو حسب ذیل ہیں:-

آدمی کا قتل کرنا۔ زنا کرنا۔ اٹھام بازی۔ مشرب پینا۔ چوری کرنا۔ کسی کو تہمت لگانا۔ سچی گواہی کا چھپانا۔ جھوٹی قسم
کھانا۔ کسی کا مال چھین لینا۔ بلا ذکر کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ سودی معاملہ کرنا۔ یتیم کا مال کھانا۔ رشوت لینا۔ قبول لینے
والدین وغیرہ کی نافرمانی کرنا۔ قطع رحمی کرنا۔ جھوٹی حدیث بیان کرنا۔ رمضان کا روزہ توڑ دینا۔ تپ تول میں کمی کرنا۔ عرض
نما کو وقت سے آگے پیچھے پڑھنا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ جسملان کو یا کسی کا فرقہ جس سے معاہدہ ہوا اس میں مارنا۔ کسی صبا کی شان
میں گستاخی کرنا۔ غیبت کرنا۔ بالخصوص کسی عالم کی یا حافظ قرآن کی کسی ظالم سے غلطی کھانا۔ دیوث پن کرنا یعنی اپنی بیوی
بیٹی وغیرہ کے ساتھ کسی کی فتنہ لعلی کو گوارا کرنا۔ گرم سازی یعنی بغض و این کرنا۔ کراہی مرد عورت یا اس قسم کے دوسری ناجائز
تعلقات میں کمی کرنا۔ آمر و المعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینا یعنی نیک کامی حکم اور بری باتوں سے روکنے کو باوجود قدرت
کے چھوڑ دینا۔ جادو کا سکھنا یا سکھانا کسی پر جادو کرنا۔ قرآن پاک پڑھ کر بھلا دینا۔ بجا مجبوری کی جاندار کو خلافت۔ اللہ تعالیٰ کی
رحمت سے ناامید ہونا۔ اور اس کے عذاب سے ڈرنا۔ عورت کا خاوند کی نافرمانی کرنا یا کسی خواہش پر بلا وجہ انکار کرنا یا بھتی کھانا۔
ملا علی قاری نے مثال کے طور پر ان کو نفل کیا ہے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف کے شروع میں کبار کا مستقل باب ہے،
اس میں بھی ان کو اور اس قسم کے اور چند گناہوں کو گنویا ہے اس میں لکھا ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک خواہ اسی
ذات میں کسی کو شریک کہے یا عبادت میں یا اس سے استعانت حاصل کرنے میں یا علم میں یا قدرت میں یا تصرف میں یا
پیدا کرنے میں یا پھارنے میں یا کہنے میں یا نام رکھنے میں یا ذبح کرنے میں یا نذر ماننے میں یا لوگوں کے اسکی طرف امور پھرنے
میں اپنی جیسے اللہ جل شانہ کے سب کام سپرد ہیں اسی طرح اور کو بھی جانے۔ نیز امور ذیل بھی اس میں ذکر کئے ہیں:-

گناہ ہر امر الکی نیت رکھنا۔ شہ کی چیز چینا۔ اپنے محرموں سے نکاح کرنا جو کھینا۔ کفار سے دوستی کرنا۔ باوجود قدرت کے
جہاد نہ کرنا۔ مرد اور کوا گوشت کھانا۔ نجومی اور کافروں کی تصدیق کرنا۔ قرآن پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کو برا
کہنا یا ان کا انکار کرنا یا صبر بکرا مکر کرنا۔ بیوی اور خاوند میں لڑائی ڈلوانا۔ اسراف کرنا۔ فساد کرنا۔ کسی کے سامنے دھکا ہونا
یعنی بیوی کے علاوہ بخل کرنا۔ پیشاب اور منی سے پاک نہ کرنا یعنی اگر لگ جائیں تو نہ دھونا۔ تقدیر کو جھٹلانا۔ تکبر کی وجہ سے
پانچ بخشوں سے نیچے کرنا۔ فوج کرنا۔ برا طریقہ ایجاد کرنا۔ عمن کی ناشکری کرنا۔ کسی مسلمان کو کافر کرنا۔ حالفہ سے صحبت کرنا۔ غلہ
کی گرائی سے غش ہونا۔ جانور سے بدغی کرنا۔ امر کو شہوت سے دیکھنا۔ کسی کے گھر میں جھانکنا۔ عالموں اور عاقلوں کی حقارت
کرنا۔ اگر ایک سے زیادہ یہ بیان ہوں تو ان کے درمیان مساوات نہ کرنا۔ امیر سے عہد شکنی کرنا وغیرہ وغیرہ بتائے ہیں۔
ان کبار میں بھی درجات ہیں اسی وجہ سے حدیث بالا میں کبار کے بڑے گناہ فرمایا گیا ہے اور مختلف احادیث میں موقع کے
مناسب مختلف قسم کے گناہوں کا ذکر فرمایا ہے علامہ نے لکھا ہے کہ اگر ان کرنے سے صغیر گناہ بھی کبیرہ بن جائے اور وہ سب متفقاً

بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَكْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ ابْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ ابْنِ أَبِي نَجْدٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ ثَلَاثًا ^{بِهِ} قَالَ أَبُو عِيْسَى وَرَوَى غَيْرُ مُحَمَّدَ بْنِ بَشَّارٍ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ كَانَ يَلْبِقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ ثَنَا عَفَّانُ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنُ زَيْدٍ الْأَصْدِيُّ الْبَغْدَادِيُّ ثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اسْمَاعِيلَ يَعْنِي الْحَضْرَمِيَّ أَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَفِيَّانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ

بَابُ حَضُورِ أَقْدَسِ صَلَواتِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا نَأْتِيهِمْ فَرَمَانِيكَ طَرِيقَةً

وَفِيهِ كَمَا نَأْتِيهِمْ فَرَمَانِيكَ كَمَا بَيَّانَ - اس باب میں پانچ حدیثیں مذکور فرمائی ہیں (۱) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے کھانے کے بعد وہ دھوئے پٹا انگلیاں چٹایا کرتے تھے البتہ اس بات کی بنا پر بعض کہہ دیتے ہیں کہ یہ سبجہ ملائی تھا تو کبھی کبھی تین مرتبہ اور نہیں بلکہ تین انگلیاں چٹاتا اور یہ جیسا کہ دوسری روایت میں آتا ہے چنانچہ اسی باب میں خود کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہی روایت آگے آرہی ہے لیکن بعض شرح حدیث نے فرمایا کہ یہ مستقل ادب ہے کہ تین مرتبہ چٹتے تھے بالکل صحابی ہو جاتی ہے اور تین انگلیاں خود دوسری روایت میں کہ رہا ہے مستقل ادب ہے (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے وہ حضور کی عادت شریف تھیں ہی انگلیوں سے کھانا ٹوٹ کر فرملے کی تھی۔ اگرچہ بعض روایات سے پانچوں انگلیوں سے کھانا بھی معلوم ہوتا ہے لیکن تین انگلیاں جن میں انگوٹھ مسجد اور وسطی ہے اکثر روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ تین انگلیوں سے کھانے کی مصلحت تھیں کہ چھوٹا ہونا ہے تاکہ زیادہ مقدار میں نہ کھایا جائے۔ امام نووی نے لکھا ہے کہ ان احادیث سے تین انگلیوں سے کھانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے لہذا چوتھی یا پانچویں انگلی بلا ضرورت نہ شامل کرے البتہ اگر ضرورت ہو یعنی کوئی ایسی چیز جو جبکہ تین انگلیوں سے کھانے میں دقت ہو تو مضافاً لے نہیں ہے۔ ملائی قاری نے لکھا ہے کہ پانچوں انگلیوں سے کھانا ضروریوں کی علامت ہے اور فقہیہ کے بڑا ہونے کی وجہ سے بسا اوقات فہم معذہ پر بوجہ اور خلق میں ایک جائزہ سبب بھی ہو جاتا ہے۔

لے اکل یلغ البرۃ افعال البرۃ افعال الطہر والشراب افعال المایۃ وکیل الماکل افعال شئی من نعم الیہ یصل بقصد الاستغفار والاولی ۱۲ اولی ۱۲ اولی ۱۲
ابراہیم بن الصواب فی فی بعض نسخ سعید بن ابراہیم بن سعید بن الکاتب قال القاری قلت ولین فی الرواۃ احمد وسعید بن ابراہیم بن سعید بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن ابی نعیم فی الزمری ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴

عن ابی حنیفۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما ان افلا اکل متکئا حل ثنا محمد بن بشائر ثنا عبد الرحمن مہدی
ثنا سفین عن علی بن الاثیر نحوہ حل ثنا ہرقل بن اسحاق الہمدانی ثنا عبد بن سلیمان عن ہشام بن
عرقۃ عن ابن الکعب بن مالک عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل باصابعہ الثلاث بلعقہن
حل ثنا أحمد بن منیع ثنا الفضل بن لکین ثنا مصعب بن سلیمان قال سمعت انس بن مالک
یقول انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتر فرأیتہ یاکل وهو موقع من الجوع
بیسرۃ لعلہ

(۳۴) ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ یہ حدیث ایک
باب پہلے گذر چکی ہے۔ (۳۵) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تشریف میں بیکسوس
کھانا تناول فرماتے تھے اور ان کو پچاس بھی لیا کرتے تھے بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی جاتے تو اس کے
بعد شہادت کی انگلی اسکے بعد گٹھوٹھا یہی تین انگلیاں تھیں جن سے کھانا تناول فرمایا معمول میرے آقا کا تھا۔ اس ترتیب میں
بھی ملانے متعدد مصداق بیان فرماتے ہیں ایک یہ کہ انگلیاں چلنے کا دور اس طرح دایں کو چلتا ہے کہ شہادت کی انگلی درمیانی
انگلی کے دایں جانب واقع ہوگی دوسرے یہ کہ بیچ کی انگلی لایں ہونے کی وجہ سے زیادہ طوٹ ہوتی ہے اس لیے بھی اس سے ابتداء کرتے
خطا کرتے ہیں بعض بیوقوف انگلیاں چلنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو تو عقل نہیں کہ انھیں بوجھنا کھانا لگا ہوا ہے
وہی بوجھنا ہی دیر سے کھایا جا رہا تھا اسی میں کیا نئی چیز ہوگی۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے فعل کو قبیح سمجھے تو اس کے متعلق کلام کیا
ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو قیاس کی طرف منسوب کرے اسے اندیشہ کفر ہے (وہاں الوسائل) وحققت ایسے امور کو
کوڑا دینا ہوتا ہے جو حکومات ہوتی ہے ان کو اتفاقات بھی نہیں ہوتا اس لیے اگر کسی کو کراہت ملے اپنے اس فعل سے ہو بھی تب بھی عادت کی
کوشش کرنا چاہیے۔ بندہ جب عاجز گیا تھا تو وہاں کے بعض جہانگیروں نے بھی نہیں آئے تھے مجھ سے ہمارے ہی عجب اور ڈری حرکت
یہ بوجھنا تمام نے سنا کہ ہندوستان میں کوئی کھل آم کھاتا ہے اسکے متعلق ایسی گندی بات سنی جو کحیرت ہوتی ہے اسکو متین میں لیکر چوسا
جاتا جو پھر باہر نکالاجاتا ہے پھر اسکو متین میں لیکر چوسا جاتا ہے پھر اسکو نکال کر دیکھتے ہیں پھر متھ میں لے لیتے ہیں پھر اس میں اذانت سے وہ
گھنڈاٹ سے تعبیر کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو اس تذکرہ سے تھوہر جاتی لیکن کسی ہندی کو کراہت کا خیال بھی
نہیں آتا۔ ایک ایسی پر کیا سو فتنہ و فیر سے لکچر سارا متین میں لیلیا جاتا ہے پھر اسی لحاکب کھیرے ہوئے کو کراہی میں دالیا جاتا ہے پھر دوبارہ
اور بارہ ایسی طرح اور سیکڑوں مناظر ہیں کہ ان کے عادی ہونے کی وجہ سے کراہت کا وہ ہمہ بھی نہیں ہوتا۔ (۵) انس بن مالک رضی اللہ

ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔ یہ حدیث ایک باب پہلے گذر چکی ہے۔ (۳۵) کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تشریف میں بیکسوس کھانا تناول فرماتے تھے اور ان کو پچاس بھی لیا کرتے تھے بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی جاتے تو اس کے بعد شہادت کی انگلی اسکے بعد گٹھوٹھا یہی تین انگلیاں تھیں جن سے کھانا تناول فرمایا معمول میرے آقا کا تھا۔ اس ترتیب میں بھی ملانے متعدد مصداق بیان فرماتے ہیں ایک یہ کہ انگلیاں چلنے کا دور اس طرح دایں کو چلتا ہے کہ شہادت کی انگلی درمیانی انگلی کے دایں جانب واقع ہوگی دوسرے یہ کہ بیچ کی انگلی لایں ہونے کی وجہ سے زیادہ طوٹ ہوتی ہے اس لیے بھی اس سے ابتداء کرتے خطا کرتے ہیں بعض بیوقوف انگلیاں چلنے کو ناپسند اور قبیح سمجھتے ہیں حالانکہ ان کو تو عقل نہیں کہ انھیں بوجھنا کھانا لگا ہوا ہے وہی بوجھنا ہی دیر سے کھایا جا رہا تھا اسی میں کیا نئی چیز ہوگی۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے فعل کو قبیح سمجھے تو اس کے متعلق کلام کیا ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کو قیاس کی طرف منسوب کرے اسے اندیشہ کفر ہے (وہاں الوسائل) وحققت ایسے امور کو کوڑا دینا ہوتا ہے جو حکومات ہوتی ہے ان کو اتفاقات بھی نہیں ہوتا اس لیے اگر کسی کو کراہت ملے اپنے اس فعل سے ہو بھی تب بھی عادت کی کوشش کرنا چاہیے۔ بندہ جب عاجز گیا تھا تو وہاں کے بعض جہانگیروں نے بھی نہیں آئے تھے مجھ سے ہمارے ہی عجب اور ڈری حرکت یہ بوجھنا تمام نے سنا کہ ہندوستان میں کوئی کھل آم کھاتا ہے اسکے متعلق ایسی گندی بات سنی جو کحیرت ہوتی ہے اسکو متین میں لیکر چوسا جاتا جو پھر باہر نکالاجاتا ہے پھر اسکو متین میں لیکر چوسا جاتا ہے پھر اسکو نکال کر دیکھتے ہیں پھر متھ میں لے لیتے ہیں پھر اس میں اذانت سے وہ گھنڈاٹ سے تعبیر کر رہے تھے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو اس تذکرہ سے تھوہر جاتی لیکن کسی ہندی کو کراہت کا خیال بھی نہیں آتا۔ ایک ایسی پر کیا سو فتنہ و فیر سے لکچر سارا متین میں لیلیا جاتا ہے پھر اسی لحاکب کھیرے ہوئے کو کراہی میں دالیا جاتا ہے پھر دوبارہ اور بارہ ایسی طرح اور سیکڑوں مناظر ہیں کہ ان کے عادی ہونے کی وجہ سے کراہت کا وہ ہمہ بھی نہیں ہوتا۔ (۵) انس بن مالک رضی اللہ

عن شہر بن حوشب عن ابی جریس قال طلعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قد راوکان یجبه الذراع فناولته الذراع ثم قال ناولنی الذراع فناولنی الذراع فقلت یا رسول اللہ وکمل للشاة من ذراع فقال والذراع بینک لوسکت لنا والذراع ما دعوت حل ثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا یحییٰ بن عیسیٰ بن سلیمان

کہ نہیں لیا اور دونوں صبح میں جیسا کہ اصل واقعہ سے معلوم ہو گیا۔ اسی صورت میں شرفا قصاص واجب ہوتا ہے یا دیت وغیرہ یہ فقہی مسئلہ ہے جو اگر میں مختلف ہے اور علی بحث ہے اسلئے ترک کر دی گئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا اگر گناہ یہ ہے کہ ہونے نہ پہلایا تھا یہ ان کے خیال کی بنا پر ہے نظر ہر ان کو محقق نہیں ہوا۔ ورنہ اصل واقعہ محقق ہو چکا اور ہونے نہ خود اقرار کیا کہ ہم نے یہ کیا کیا جیسے کہ دوسری اس حدیث میں مفصل مذکور ہے۔ (۱۸) ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ہانڈی پکائی جو کہ آقائے نامدار کو بونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا اسلئے میں نے ایک بونگ پیش کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طلب فرمائی میں نے دوسری پیش کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اور طلب فرمائی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بکری کے دہ دی ہو گئیں ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا ایں ذات پاک کی قسم جس کے بقصد قدرت میں میری جان ہے اگر توجیب رہتا تو میں جب تک مانگتا رہتا اس دہ دی سے بونگیں بختی رہتیں۔ و حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا۔ منداحمہ میں اس روایت کے ہم معنی ابورافع سے منقول ہے خواہر ہے کہ یہ قصد دونوں کے ساتھ پیش کیا۔ ایں کچھ مستحباب نہیں۔ اس قسم کے واقعات حضور کی سوانح حیات میں بکثرت ملتے ہیں جہاں وہ تھیں قاضی عیاض نے شفا میں ذکر کئے ہیں حضرت ابوالباب انصاری نے ایک مرتبہ حضور کی اور حضرت ابو بکرؓ کی دعوت کی اور ان کا کھانا پکایا کہ جو وہ آدمیوں کو کافی ہو جائے حضور نے اُن سے فرمایا کہ شرفا انصاریں سے میں آدھیوں کو بلاؤ۔ وہ بلا کر آئے اور ان کے کھانے کے بعد حضور نے فرمایا اب ساتھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ۔ اور ان کے فاضل ہونے کے بعد اوروں کو بلا یا عرض ایک سو آٹھ نفر کو یہ کھانا کافی ہو گیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور مرغ سے لیکر ایک تک جمع آنا رہا اور اُن سے کھانا ہا حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس دانوں سے کچھ زیادہ تھیں حضور نے اُن سے دریافت فرمایا کچھ کیا ہو ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں حضور نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سی نکالیں اور انکو چبایا اور دھاڑی اور فرمایا کہ دس دس نفر کو بلائے رہو اور کھلاتے رہو۔ پھر پورے لشکر کو کافی ہو گئیں اور جو ہمیں وہ حضرت ابو ہریرہؓ کو پیش کر دی گئیں اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے کھا کر کھاتے رہنا اسکو آٹھ لکھائی نہ کرنا چنانچہ یہ ہمیں سے نکال کھا کر کھاتے رہتے ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کے زمانہ میں حضرت انسؓ وغیرہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں کھا کر کھائی۔ اور متفرق اوقات میں ایں سے کھا کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا جس کی مقدار کتنی من ہوگی ہوگی لیکن حضرت عثمانؓ کی خدمات کے عائد کے وقت وہ کسی نے عمر سے زبردستی جین کی اور مجھ سے جانی ہی حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور کو ایک ولیم میری والدین طبعہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں سیرک ہاتھ حضور کئی مدت میں بھی حضور نے فرمایا کہ اس پیالہ کو کھدو اور فلاں فلاں شخص کو بلاؤ اور جو تمہیں ملے اسکو بھی بلا لیں ایں ان لوگوں کو بلا کر لایا اور جو ملے اسکو بھی بھیجتا رہا جس کی تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پُر ہو گئی حضور ارشاد فرمایا کہ دس دس دی ملو بنا کر بیٹھے رہیں اور کھاتے رہیں جب سب شکم سیر ہو گئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھا اور حضرت

عن شہر بن حوشب عن ابی جریس قال طلعت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم قد راوکان یجبه الذراع فناولته الذراع ثم قال ناولنی الذراع فناولنی الذراع فقلت یا رسول اللہ وکمل للشاة من ذراع فقال والذراع بینک لوسکت لنا والذراع ما دعوت حل ثنا الحسن بن محمد الزعفرانی ثنا یحییٰ بن عیسیٰ بن سلیمان

ابوبکر بن عیاش عن ثابت ابی حمزۃ الثمالی عن الشعبي عن أم هانئ قالت دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عندی شئ فقلت لا اکذب یلبس خل فقال هانی ما افسر بدت من آدم فیہ خل حل محمد بن ثناء المثنی قال حل ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبۃ عن عمرو بن مَرْثَہ عن مَرْثَہ الہمدانی عن ابی جعفر النعمان صلی اللہ علیہ وسلم

شروع: ابی میں متعدد روایات سے گزر چکا ہے۔ (۲۲) حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا (حضور کی چچا زاد ہیں) فرماتی ہیں کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نخ مکین) میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سوکھی روٹی اور سرکہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اووہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔ ف یہ قصہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں جسکو یحییٰ نے تخریج کیا ہے زیادہ مفصل ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ نخ مکہ میں حضور اگر مسمی اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کچھ کھانے کو بھی رکھا ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور سوکھی روٹی ہے جسکو پیش کرتے ہوئے شرم آتی جو آپ نے فرمایا کہ انہیں لے آؤ، وہ لے آئیں حضور نے ان کے ٹکڑے کئے اور پانی میں جھگوڑنگ بلایا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا فرمایا کچھ سالن بھی ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ سرکہ سو اور کچھ نہیں۔ آپ نے منگایا اور سپردا کر لکھ نوش فرمایا اور اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ام ہانی جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ گھر سالن سے خالی نہیں۔ اللہ اکبر کیا سادہ زندگی تھی حضور کی کاش حق تعالیٰ خا اپنے لطف اور اپنی نبی کے طفیل سے ہم لوگوں کو بھی اس سادگی کا اتباع نصیب فرماتا جس سے یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں کھا اپنا صرف بظطر اور مجبوری ہی کا درجہ رکھتا تھا ضرورت کے وقت جو چیز سیرجوا میسا موجود ہو انوش فرمایا کہ کھانا زندگی ضرورت تھا نہ یہ کہ ہم لوگوں کی طرح سے زندگی کھانے پینے کی ضرورت ہے جس میں اہل تصدیق کا پانا بنجائے اور دینی مشاغل مدائن میں شاربو جائیں۔ وہاں تنہا زندگی دین کی اشاعت اور اسکو سرسبز کرنا تھا اور یہ ضروریات بشریہ مجبوری کے درجہ میں پوری کر لی جاتی تھیں۔ نیز حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جہاں بے تکلفی ہو تعلقات و مسیح ہوں سوال میں بھی مضا آتھیں (۲۳) ابو موسیٰ آخری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ ٹرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہوا۔ اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر بھی ثابت ہوتی جو اور شریکی فضیلت تمام کھانوں پر بھی نکلتی ہے۔ نیز فرماتے ہیں جیسے کہ ٹرید کو کتے ہیں جن میں علاوہ لذت و وقت کے سہولت و سہولت مفہم جلد طیار ہو جائے اور وغیرہ منافع ہیں عرب میں مکہ و مدینہ تھا اور کھانوں میں افضل شاربو تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بہت سی روایات آئی ہیں اس روایت میں مکار کا اختلاف ہے عورتوں سے مراد سب عورتیں ہیں یا کچھ شے ہیں ای بنارہیں اختلاف ہے کہ حضرت عائشہ کی فضیلت حضرت فدیہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بھی ہو یا نہیں کسی نے حضرت عائشہ کی فضیلت بتائی جو اور کوئی حضرت فاطمہ کی فضیلت کا قائل ہو کوئی حضرت فدیہ کی فضیلت کا قائل ہو لیکن ہر دو کے نزدیک ان میں کوہر ایک کسی خاص فیصلہ کے لحاظ سے سب سے افضل ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقاہت اور محبوبیت ساتھ اس میں بھی برتری ہوئی جس کو دینی ان کے لباس میں نازل ہو جاتی تھی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید وغیرہ بہت ہوا کہ بنا پر فیصلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جگر گوشہ و جگر بنی کہ ہر داروغہ و غلاموں میں سب سے افضل ہیں

۱۔ ابی حمزہ عن ابن جریج قال قال القاری قلت و اطاعہ الاول و ہوا ثابت بن ابی صلیت اٹھال ۱۲۵۱ اٹھال بصر الشیخ و ختمہ الیہ منسوب الی خا و لقب بھوت (ابن اسلم) عدا و ابی حمزہ لقب لہ لکن شہرہ ملین ثناء ابی رضوانہ قال القاری ۱۲۵۲ ہانی با شات الیہ و بیعتہ اموا با و اس قال ہسم ۱۴

ابن مالک قال اولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صفیۃ بترہ سویق حد ثنا الحسن بن محمد البکری ثنا الفضل بن یسعلان حدثنی قال مولی عبد اللہ بن علی بن ابی نافع مورو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حد ثنا عبد اللہ بن علی عن جداتہ سلمی ان الحسن بن علی وابن عباس وابن جعفر اتواہا فقالوا لہا صنع لنا طعاما ممایا کان یحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحسین اکلہ فقالت یا بنی لا تشبہیہ الیوم قال بی اصعبہ لنا قال فقال فخذ شیئا من الشعیر فطحنہ ثم جعلہ فی قدیر وصبت علیہ شیئا من زیت ودقت الفلفل والتوابل فقہرہ الیہم فکانت ہذا ممایا کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحسین اکلہ حد ثنا محمد بن غیلان ثنا ابو احمد ثنائسفیان عن الشوری بن قیس عن نبیہ العتازی عن جابر بن عبد اللہ قال انا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلنا فذبحنا لہ شاة (۲۷) سلمی رضی اللہ عنہا کہی ہیں کہ امام حسن اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس تشریف لگے اور یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھا نا پسند تھا اور اسکو رغبت سے نوش فرماتے تھے وہ ہیں پکا کر کھلاؤ سلمی نے کہا کہ آپ کا یہ آپ وہ کھا نا پسند نہیں آئے گا (وہ تنگی میں پسند ہوتا ہے) انھوں نے فرمایا کہ نہیں ضرور پسند آئے گا۔ وہ انھیں اور تھوڑے جو کھر لڑائی میں ڈلے اور اس پر دسایتون کا تیل ڈالا اور کچھ مہین اور زیرہ وغیرہ مسالیکر ڈالا اور پکا کر لار کھا کہ حضور کو پسند تھا۔ (۲۸) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم کے گھر تشریف لائے تو ہم نے حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلدار کی کیے انہا مرست کے طرز پر) فرمایا کہ بظاہر ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ میں گوشت مرغوب ہے ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابو یحییٰ قصہ یہ جو کھر مختصر کر دیا گیا۔ **ف** کہتے ہیں کہ یہ وہ قصہ ہے جو کتب حدیث میں غزوہ خندق کے قصہ میں مذکور ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سحیر کا بھی ذکر ہے۔ وہ یہ کہ جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جھوک کا اثر محسوس کیا۔ مگر میں جاکر جو کھا کر کچھ کھانے کو بھیجی ہے معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ جو اور تھیلی میں تھوڑے جویں۔ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور دیوے نے جویں کر آٹا گونڈھا گوشت دیکھی میں نے کئے کیلئے اور کھڑے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھا نا موجود ہے آپ اور جنہ رفق آپ کے ساتھ تشریف لے چکے ہیں حضور نے یہ سکر تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرمایا کہ جابر کے یہاں دعوت ہے سب چلیں۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اتنے میں ڈاؤں دیکھی کو جو سے سے دہ تازا اور دروئی پکانا جب حضور تشریف لگے تو آئے اور دیکھی پر دم کیا کہ کچھ اس قدر برکت ہوئی کہ اس دیکھی میں سے برابر سان بھٹکار ہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکی رہیں۔ خدا کی قسم ایک ہزار آدمی کھا کر پیچھے گئے اور دیکھی میں سان جوش مارتا رہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکی رہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

لہ الحسین بن عمرو فی تفسیرہ بن عمر قال یرک وہی غلطہ ان سہان بن محمد لم یذکر فی الرواۃ اذ علقت ولما ذکرہ الرواۃ فی ہذیرہ سلمی الفضل بن محمد ففتح تفسیرہ فی بعض نسخ التفسیر قال صلی اللہ علیہ وسلم کان فی الخندق وجہ غلطہ وہو الفضل بن محمد ففتح تفسیرہ فی بعض نسخ التفسیر فی بعض نسخ الرواۃ سلمی بن جابر قال حدثنی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حد ثنا الحسن بن محمد البکری ثنا الفضل بن یسعلان حدثنی قال مولی عبد اللہ بن علی بن ابی نافع مورو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حد ثنا عبد اللہ بن علی عن جداتہ سلمی ان الحسن بن علی وابن عباس وابن جعفر اتواہا فقالوا لہا صنع لنا طعاما ممایا کان یحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحسین اکلہ فقالت یا بنی لا تشبہیہ الیوم قال بی اصعبہ لنا قال فقال فخذ شیئا من الشعیر فطحنہ ثم جعلہ فی قدیر وصبت علیہ شیئا من زیت ودقت الفلفل والتوابل فقہرہ الیہم فکانت ہذا ممایا کان یحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و یحسین اکلہ حد ثنا محمد بن غیلان ثنا ابو احمد ثنائسفیان عن الشوری بن قیس عن نبیہ العتازی عن جابر بن عبد اللہ قال انا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی منزلنا فذبحنا لہ شاة (۲۷) سلمی رضی اللہ عنہا کہی ہیں کہ امام حسن اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے پاس تشریف لگے اور یہ فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھا نا پسند تھا اور اسکو رغبت سے نوش فرماتے تھے وہ ہیں پکا کر کھلاؤ سلمی نے کہا کہ آپ کا یہ آپ وہ کھا نا پسند نہیں آئے گا (وہ تنگی میں پسند ہوتا ہے) انھوں نے فرمایا کہ نہیں ضرور پسند آئے گا۔ وہ انھیں اور تھوڑے جو کھر لڑائی میں ڈلے اور اس پر دسایتون کا تیل ڈالا اور کچھ مہین اور زیرہ وغیرہ مسالیکر ڈالا اور پکا کر لار کھا کہ حضور کو پسند تھا۔ (۲۸) جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم کے گھر تشریف لائے تو ہم نے حضور کے لئے بکری ذبح کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (دلدار کی کیے انہا مرست کے طرز پر) فرمایا کہ بظاہر ان لوگوں کو یہ علم ہے کہ میں گوشت مرغوب ہے ترمذی کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابو یحییٰ قصہ یہ جو کھر مختصر کر دیا گیا۔ **ف** کہتے ہیں کہ یہ وہ قصہ ہے جو کتب حدیث میں غزوہ خندق کے قصہ میں مذکور ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سحیر کا بھی ذکر ہے۔ وہ یہ کہ جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جھوک کا اثر محسوس کیا۔ مگر میں جاکر جو کھا کر کچھ کھانے کو بھیجی ہے معلوم ہوا کہ ایک بکری کا بچہ جو اور تھیلی میں تھوڑے جویں۔ میں نے بکری کے بچہ کو ذبح کیا اور دیوے نے جویں کر آٹا گونڈھا گوشت دیکھی میں نے کئے کیلئے اور کھڑے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نیچے سے عرض کیا کہ تھوڑا سا کھا نا موجود ہے آپ اور جنہ رفق آپ کے ساتھ تشریف لے چکے ہیں حضور نے یہ سکر تمام اہل خندق کو جو تقریباً ایک ہزار آدمی تھے اعلان فرمایا کہ جابر کے یہاں دعوت ہے سب چلیں۔ اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اتنے میں ڈاؤں دیکھی کو جو سے سے دہ تازا اور دروئی پکانا جب حضور تشریف لگے تو آئے اور دیکھی پر دم کیا کہ کچھ اس قدر برکت ہوئی کہ اس دیکھی میں سے برابر سان بھٹکار ہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکی رہیں۔ خدا کی قسم ایک ہزار آدمی کھا کر پیچھے گئے اور دیکھی میں سان جوش مارتا رہا اور آٹے سے برابر روٹیاں پکی رہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

باب ماجاء في قول رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الطعام بقل ما يفرغ منه

حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ابن لهيعة عن يزيد بن ابی جبيب عن راشد بن جندل اليا فعي عن جبيب بن اوس عن ابی ايوب الانصاري قال كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم افقر رب اليه طعام فلم ارطعا ما كان اعظم بركة منه اول ما اكلنا ولا اقل بركة في اخره قلنا يا رسول الله كيف هذا قال انا ذاك يا اسم الله حين اكلنا ثم قعد من اكل ولم يستر الله تعالى فاكل معه الشيطان حدثنا يحيى بن عيسى ثنا ابو داود ثنا هشام بن اسد السوائي عن بديل العقيلي عن عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابي كلثوم عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اكل احدكم فمسه ادين كراسم الله تبارك وتعالى على طعامه فليقل بسم الله اوله واخره حل ثنا عبد الله بن الصبح الاحمسي البصري ثنا عبد الاحل عن معمر بن هشام بن عروة عن ابي عبد الله عن عمر بن ابي سلمة

باب ان كلات كا ذكر جو حضور اقدس صلي الله عليه وسلم کھانے قبل اور کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے

ف یعنی جو دما میں وغیرہ کھانے سے پہلے کھانے کے بعد پڑھنے کا حضور کا معمول تھا ان کا ذکر اس باب میں امام ترمذی نے سات شبیں ذکر فرمائی ہیں (۱) ابویوب انصاری سے فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ حضور کھیت میں حاضر تھے کھانا سامنے لایا گیا میں نے کج عیا کھانا کرجا بتدرا یعنی کھانے کے شروع کے وقت نہایت بابرکت معلوم ہوتا ہوا اور کھانے کے ختم کے وقت بالکل برکت ہو گیا ابوسبی ہیسی بیان تھا اسلئے حیرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شروع میں ہم لوگوں نے بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کیا تھا اور اخیر میں فلاں شخص نے بدون بسم اللہ پڑھے کھایا اس کے ساتھ شیطان بھی شریک ہو گیا۔ ف شیطان کا کھانا جہنم کے نزدیک حقیقت پر معمول ہے اور اس کوئی اعمال بھی نہیں ہے کہ شیطان کھانا پیتا ہو۔ اس حدیث میں صرف بسم اللہ کا ذکر ہے اس وجہ سے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر فقط انہی کلمہ یعنی صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے لیکن بہتر اور اچھے پوری بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ہے۔ علمائے کھانے کہ بسم اللہ کو روانہ ہے پڑھتا ہو تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ ہے تو یاد آجائے۔ (۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کھانا کھائے اور بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کھانے کے دیران جنت یاد آئے جسو اللہ اولڈ و آجیو کا کہے۔ (۳) عمر بن ابی سلمہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھیت میں حاضر ہوئے حضور کے

لے الحافض فیہ البانی و جوامع حوض اوقیاس میں میں نے مانی القاموس ۱۲ قاری کے اول نصیر علی الخافریہ و ما صدرتہ و اورید لہ فی باب التہلیل التہلیل اللہم اللہ البانی فی زمان النعم و کل من زمان قبل الفی فی فیض بزرگ خدا جان فی خزوة القدوس ۱۲ سے السنوئی نے لے انوار الیوم من الہوا زنب الیہ لکان بیع التہلیل الی توجب ثوابا کے قبل القاری لہ و حال التکوین بانو کہ اڈا تکرر حال کل لاجدہ مل ما علی بعض الشرائع لان التہلیل انما شریعت لہ فی شیطاں جہ الارض فانت کلمہ کج بعض فلا ذلالتون شریعت لہ فخرت الشرائع ما کلمہ فی بعض جن اڈا تکرر حال الاستعمال بعد ابع الطعام و لو بعد الاکل و العذر قرعہ میں اڈا بعد ما انقضت التہلیل تہلیل اھ ۱۲ سے لے یہاں مل خافریہ می فی اولہ و آخرہ میں مل جیس اجزاء فلا تعالی ذکر ما یخرج الوسط و کمن ال یقل المراد بالاول الصف الاول و بالآخر الصف الثاني و اولہم افضل من ثانیہ ذلک ای اکلت اولہ و آخرہ مستعینا به و اور وہ علیہ اذنی اولی اکلت لیس مستعینا به و اجیب بان مستعین مکان حال التوس و شاذ اڈا مستعین برقی جمع و حوالہ اڈا تکرر اکم اللہ اڈا زنا یا تہو مع عذو یدل علی ان انسان فی ترک التہلیل عمال الذبح مستعین انہا شریعت لک و کت و ہی تکرر ہوتا تھا القاری و قال النادی ان ما یشرع جلا لشار

شمارنا و بارک لنا فی مدینتنا و بارک لنا فی صاعنا و فی مدنا اللہم ان ابراہیم عبدک و خلیلک و نبیک و انی عبدک و نبیک و انہ دعاک لملکہ و انی ادعوک للہد بنہ بمثل ما دعاک بہ لملکہ و مثله معه قال ثعلبہ عواصف لیث یراہ فیعطیہ ذلک الثمر حل ثنا محمد بن حمید الرازی ثنا ابراہیم بن المختار عن محمد بن اسماعیل عن ابی عئیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیع بنت مَعُوذ بن عفرہ قالت بعثتہ معاذ بن عفرہ یفتی من رطب و علیہ اجر من قتال زُعَیْب و کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحب القتال فأتیتہ بہ و عندہ حلیۃ قد قد مت علیہ من الخمرین فملأئدہا منہا فاعطانیہ حل ثنا علی بن حجر الشافعی عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع بنت مَعُوذ بن عفرہ قالت اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفتی من رطب اجر زُعَیْب فاعطانی ملائکہ حلایا و ات ذہباً

(۶) ربيع رضی اللہ عنہا کہی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفرہ نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جن پر چھوٹی چھوٹی روئیں دارگوں کا بھی تھیں لیکر حضور کی خدمت میں بھیجا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو کی مرغوب تھی۔ میں جس وقت کراں لیکر حاضر خدمت ہوئی ہوں حضور والا کے پاس بھرن کے کچھ زیورات آئے ہوئے رکھے تھے حضور نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا۔ **ف** کدو کھجور کے ساتھ ملا وہ مذکورہ فوائد کے بدن کو فربہ بھی کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری چھوٹی کے وقت میری والدہ کو خیال ہوا کہ اس کا بدن کچھ فربہ ہو جاوے تاکہ اُٹھان کچھا کچھا ہو جائے تو مجھے کدو کی تازہ کھجور کے ساتھ کھلائی جس سے میرے بدن میں اچھی فربہی آگئی۔ ایک ضعیف حدیث میں حضرت عائشہ سے یہ بھی نقل کیا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کدو کی نکستے نوش فرمایا کرتے تھے۔ اس میں کوئی مانع نہیں کہ کسی نکستے تناول فرماتے ہوں کبھی کھجور کے ساتھ کہ بخت کسی وقت میٹھے کی ہوتی ہے کیسوت نکستیں کی۔ (۷) ربيع ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دارگوں کا لیکر گئی۔ تو حضور نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا دیودر مرحمت فرمایا۔ **ف** یہ وہی پہلا قصہ ہے اس حدیث میں مختصر کر دیا۔ سونے اور زیور میں کسی راوی کو شک ہوا۔ لہذا وہ کہہ دیا کہ یہ سونہ یا دیودر ہے۔ یہ وہی پہلا قصہ ہے

لہ الرادب الطعام الذی یقال بالعیسان والاداد فیکون دعا بہم بالبرکۃ فی اوقاہم فی عموم اوقاہم قال القاری وقال التاوی فی ما زادنا من بحیث یحکم المکیا لیس من لایکتبہم من اضافہ فی ہذا قائم قال اوتیل اشکان البرکۃ الذکرۃ فی العریضۃ وینیز وہی ما یصل بہذا المقادیر من حقنۃ تفرق فی الرکۃ و الکفارات ۱۲ اقلہ توسل بعبودۃ و نبوتہ و قدیم الاداء لا لا شرف علی منہا و لم یقل غلبہ و کان ورد فی عدۃ الاخبار فی بعض انعام الخیرۃ الاربع من مقام الخلق لا فی حق التواضع و الذل الا فی مقام العادۃ و لا فی ما سیر الخلق کذا فی التاوی ۱۳ و شمس موعی احوک ضعیف ما دعاک غلبہ ابراہیم علیا صلواتہ و سلامہ و لا یجوز فی الحدیث علی سیرۃ الخیرۃ فی تحریر المیرزا کہ تری ۱۴ اقلہ براہوئی روایت ہے کہ حضور نے لہذا نقل ہے کہ روایتیں التاوی میں ہیں لہذا روایت ہے کہ میں نے اول قول راوی لکھو میں و میں الراویں اہل بیتہ و انظار غندی فی الجمع بینہما ان ذلک بحسب ما اتفق لہن حضور صغیر و دعا ما دعین اہل قرابتہ و جرح العنبر لکبارۃ شدة حریم و کثرہ تملہم ۱۵ شہ ابی حنیفہ نے زیادہ اتنا کہ فی آخرہ فی فی بعض نسخ میں مذکور ہے کہ ۱۶ اقلہ الربیع بنہم الراوی و فی الموعودۃ و شہد ما تواتر فیہ المکسبۃ من سواد تشرید و لا و تھی علی الاثر و جزم او قشی از باکسر ۱۷ اقلہ جرحہ ابتر و سکون اکرم و راویوں میں سے جرحہ بر و جرحہم و جرحہ العنبر من کل شیء لکل و لا یجوز و الراوی ما دعاک التاوی کہ وہ میں من البیانۃ فی ذہ الراوی قال القاری ۱۸ شہ زہب علم الراوی و سکون الخیرۃ جمع از عنب من الرطب بافتح ہومن الراوی الاول مانع ہے ما علی القادس من الرطب ۱۹

فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ يَجْزِي مَكَالَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ قَالَ أَبُو عِيسَى هَكَذَا رَوَيْنَاهُ

ابن عيينة عن الـحدیث عن معمر بن الزهري عن عروة عن عائشة رضي الله عنها ورواه عبد الله بن المبارك وعبد
 وهو الحديث الاول ۱۳

وغیر و احد عن معمر بن الزهری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رسولہ لم یذکر وافیہ عن عروۃ عن عائشہ وھذا رو

يونس وغير واحد عن الزهري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو عيسى وانما اسند ابن عيينة من يزن لنا

قال أبو عيسى وميمونة بنت الحارث زوج النبي صلى الله عليه وسلم هي خالة خالد بن الوليد وخالة ابن عباس رضي الله

عنهم حالة يريدون الاصل واختلف الناس في رواية هذا الحديث عن علي بن زيد بن جدعان فروى بعضهم عن

على بن زيد عن عمر ابنه حرمة وروى شعبة عن علي بن زيد فقال عن عمرو بن حرمة والصحيح عمر بن الحرمة.

بَابُ مَا فِي صِفَةِ شَرِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حدثنا احمد بن مكيه ثنا هشيم انا عاصم الاحول ومغيرة عن الشعب عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم

تو یہ دعا پڑھنی چاہئے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَعْصِمْنَا خَيْرَ اَمْنِهٖ (اے اللہ تو اس میں برکت عطا فرما اور اس سے بہتر چیز عطا فرما)

اور جب ہی موسیٰ کو اسے دودھ دکھایا تو فرمایا: یوہ دغا پر مہیا ہے اللہ تعالیٰ کا لطف یہ ہے کہ وہ دغا نہ دے (اسے اللہ میں برکت ملے)

کی دعا اسلئے تعلیم فرمائی کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ کے علاوہ اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو کھانے اور پانی دونوں کا کام دیتی ہو۔

ف حضور نے دودھ چھرت فرمے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حق اسے فرمایا کہ وہ دایں جانب تشریف فرماتے اور خالد بائیں جانب اور

یاد کا دوا و نصیب اس قدر دروایات میں یاد ادا ہی باب میں چاہئے۔ اور حاکم الدین رجب کو اسے اس قدر فرمایا کہ وہ عمر میں برس گزیرا بن عباس
تعلیم مقصود تھی اگر حق اگر ان کا گھر خود ان کو رہا ہے کہ کڑے کی ترجمہ کی عمر است کر س لیکن حضرت ابن عباسؓ کیلئے حضرت کے جھٹلنے کی

اہمیت اور اس کا شغف غالب ہوا جو حضور کے ساتھ غایت عشق کا ثمرہ تھا۔

باب۔ ان احادیث کا دلزمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کا طرز وارد ہوا،

ف اس باب میں مصنف نے دس حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ (۱) ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے

سنة قال ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من سئل عن رجل من بني النضير أو غيره من بني النضير ما أسلموا في السنة الحادية عشرة لله

[illegible]

غزايان عظيمى كى ابنى ابنى اولاد و حوجو عليهم ساهبا كالت فرهاد و ذكر با خا تى زيروين الامم هم طرا اقامه النفاذ و تم در نظام الامم كى خدا الهديت و تلمود و جعلت ان اس كى و حواس
ان تلامذه على بن زيروين جده مان اخلفوا لى بيان انتم بشو قزوئى بنضم عمر بن الى حمزه بنون الاولاد و روى بنضم عمرو بن حمزه بنكر اولاد و منعت لفظه الى ابو خلفه بن جهمين و العصبه

عزمت إلى كرمه: يرون أبو بوبكر رطفاً أسمى نال العاري أحمق في المؤمنين كما ذكره ابن أبي عمير قال: عظماء وداود الشافعي إلى على النخبة اه قال النصف في هاجس وندروى: جميعهم فاعلموا

عن الزَّالِ بْنِ سَيْرَةَ قَالَ أُنِيَ عَلَى بُكُوزٍ مِنْ مَاءٍ وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا فغسل يَدَيْهِ وَمَضْمَضَ

بلغ فسكون!

استنشق و مسح وجهه و ذراعیه و رأسه ثم شرب منه و هو قائم ثم قال هذا اوضوء من لم يجد هكذا

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّ حُلَّتَنَا أَقْبِيَّةَ بَنِ سَعِيدٍ وَنُوسَفَ بْنَ حَمَادٍ وَالْأَحَدَ عَبْدَ الْوَارِثِ

عنه وعن أبي عبد الله عليه السلام أن الله عز وجل قال يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل

بن سیدنا ابی عبد اللہ بن اسحاق بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

بیتا بن بن سوری
کشتن کون جبره کسکین ۱۲

(۴) نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جبکہ وہ مسجد کوفہ کے میدان میں (جو ان کا دارالقضا تھا) تشریف

فرماتے ایک کوزہ پانی لایا گیا۔ انھوں نے ایک غلیویانی لیکر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور پھر اپنے منہ پر اور ہاتھوں پر سر مسح کیا

یہ کھڑے ہو کر بانیِ پیا اور فرمایا کہ یہ اس شخص کی وضو ہے جو پہلے سے با وضو ہو۔ ایسے ہی میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے

ہم نے دیکھا۔ یہ حدیث مختصر ہے مفصل مشکوٰۃ شریف میں بروایت بخاری منقول ہے اس حدیث میں یہ بھی احتمال ہے کہ مُنہ تاتھ

وغیرہ پر حقیقتہً مسخ کیا ہو۔ اس صورت میں اس کو وضو کہنا مجاز ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے اسکو وضو کہنا یا چنانچہ پاؤں کا ذکر نہیں

ہے ہی نہیں یہ قرینہ اس احتمال کا ہے۔ دوسری توجیہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس حدیث میں ہلکے سے دھونے کو مجازاً مسیح سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اور پاؤں کا دل اس حصہ میں بعض روایات میں کہا ہے اس توحید فی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سچ (۱) کے بعض روایات میں منہ

ہاتھ دھوئے کاؤ فرمے اس صورت میں اس حدیث سے تجدید و صوم راہے اور یہی نوجوب بندہ ناجائز کے نزدیک اولیٰ جہاں حدیث سے

معلوم ہوا کہ صو کا بچا ہوا پانی لھرے ہو کر لینا جانتا ہے۔ جب فقیہ اس کے لھرے ہو کر پینے کے جواز کی تصریح ہے بلکہ

علامہ شامی نے لاؤ سنوور کا پانی کھڑے ہو کر پیئے تو جس برہنوں سے معافا ہوا اس کیلئے علانِ جرب عمل لیا ہے اور ملائی فاری کے سر

سہا لیں اس کا احجاب مل گیا۔ (۱۵) حضرت اس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پیسے میں بن کر عربہ

[illegible]

اور اگر لکھ بھرتہ کہ جس سے ﴿۱﴾ رضی اللہ عنہ فو اتر ہم کہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم انی نوشت زونا تار و نوشت

[illegible]

قال في الغرب لما نرى على فانه كان وسط مسجد الكوفة وكان على من يعبد فيه ويعطاه قتل وقد تقدم من ان امة النساء بالواحدة امة قال القدرى اى مسلما عسما خطبا

[illegible]

عليه وسلم لما كان في مكة على النبي عليه السلام بديان الجواز كان تركه نفس الله عليه السلام في عصام كسر الدابة في شتات ما هم وهو ضعيف قالوا بخاري قلت اختلف الرواة في ذكر هذا

من اني قتادة انه عليه السلام نهى عن تعسف في الامانة فاعني انه كان يشرب ثلث اقداح في كل ذكته بين الامانة فيه فيتعسف ثم يعود الى النهي عنه هو التعسف في الامانة

بدون الابانة ويدل عليه قولها ان قال القرطبي اما لم ينضم اجراء الحديث على ظاهره وانه فعله ببيان الجواز لكنه الاستغناء عنه شيئا فغير صحيح ليس بقية الحديث وهو قوله (انما)

فقد روي في نسخة اخرى ان الكوفيين لم يسموا بـ الكوفيين بل كانوا يسمونهم الكوفيين

$\frac{1}{2} \times 100 = 50$

قيس بن ابي حازم عن جرير بن عبد الله قال قال مجيب رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ سلمت
ولا راني الا مضحك حل ثنا احمد بن منيع ثنا معاوية بن عمرو ثنا زائدة عن اسحق بن ابي خالد
عن قيس عن جرير قال قال مجيب رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ سلمت ولا راني الا تبسم
حل ثنا هناد بن السري ثنا ابو معاوية عن الاعشى عن ابراهيم عن عبيدة السمانى عن عبد الله
ابن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاعرف الا خراهل النار
خروج رجل يخرج منها زحفا فيقال له انطلق فادخل الجنة قال فيذهب ليدخل الجنة

(۵۶)۔ جریر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مسلمان ہونے کے بعد سے کسی وقت مجھ کو حاضری سے نہیں روکا اور جب مجھے دیکھتے تھے تو ہنستے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ تبسم فرماتے تھے **ف** یہ دوسری روایت اسی نئے ذکر کی گئی تاکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ پہلی حدیث میں تبسم کے تبسم فرمانا ہی مراد ہے۔ اور یہ ہم اہل اسرت کیلئے ہوتا تھا کہ خندہ پیشانی سے ملنا دوسرے کیلئے انبساط کا سبب ہوتا ہے میں نے اپنے اکابر کو دیکھا ہے کہ بسا اوقات آنیوالوں کے ساتھ ایسی بشاشت اور خندہ پیشانی سے ملتے تھے جس دن ان کو محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے ان کی بڑی خوشی ہوئی (۶) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے اخیر آگ سے نکلے گا وہ ایک بسا آدمی ہوگا کہ زمین پر گھسٹتا ہو اور زخ سے نکلے گا کہ جنم کے عذاب کی سختی کی وجہ سے سیدے ملین پر بھی قادر نہ ہوگا۔ اُس کو کلمہ ہوگا کہ جانت میں داخل ہو جاؤ وہاں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام نگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے سب شخصیں بڑھ چکی ہیں لوٹ کر بارگاہِ اہی میں اس کی اطلاع کرے گا۔ وہاں سے ارشاد ہوگا کیا دنیوی مسائل کی حالت بھی یاد ہے ذک جب جگر پر ہو جاؤ تو آواز اٹھائی گئی فاش نہ ہو اور پہلے جانو اسے جتنی جگہ پر جا ہی قبضہ کر لیں اور بعد میں آئے والوں کیلئے جگہ نہ رہے۔ اس عبارت کا ترجمہ اکابر علما نے یہ ہی تحریر فرمایا کہ رندۂ ناچیز کے نزدیک اگر اس کا مطلب یہ کہا جاوے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کیا دنیا کی دست اور فرامی بھی یاد ہے کہ تمام دنیا کی بڑی تھی اور یہ اسلئے یاد دلایا کہ ہندہ تمام دنیا سے دس گنا زیادہ اس کو

[illegible]

یابا عیلم فعل النبی لان کان له نعلین فلیعب به فمات فخرن الغلام علیہ فذاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا اعدی
ما فعل النعلین حد ثنا عباس بن محمد لدری قال قال نافع بن الحسین بن شقیق انا عبد اللہ بن المبارک عن اسحاق بن زید
عن سعید بن مقبری عن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تدعنا قال لا اذ اذحت
تدعنا یعنی تارخنا حد ثنا قتیبہ بن سعید ثنا خالد بن عبد اللہ عن حمید بن النضر بن مالک ان رجلا استخمس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی حاملک علی النکۃ فقال یا رسول اللہ ما اصنع بولک النکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وہل تلد الابن الا النوق حد ثنا اسحاق بن منصور ثنا عبد الوہاب ثنا معمر بن ثابت عن انس بن مالک
ان رجلا من اهل البادية کان اسمہ زاهرا وکان یهدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہدیۃ فمات
فیجہرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یخرج فقال للنبی صلی اللہ علیہ ان زاهرا یا دینا ونحن حاضرہ
یہ جانور کو غذاب دینا اور ستانا ہوا اور جانور کو غذاب دینے کی حدیث میں مانت آئی ہوا اسکا جواب یہ کہ عرض ہند کرنا یا اس پر دل
بہلا نا اور کھیلنا غذاب دینا نہیں ہوتا نا اور غذاب دینا دوسری چیز ہے اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جانور کا رکھنا کسی کو جائز ہے
جو اسکو ستا نہیں کسی غیر خبر رحم اور جو بچہ یا بچہ ہو یا بخت ل ہو کہ جانور کو تکلیف پہنچا تا ہو اس کی جائز نہیں ہے (م) ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم کو مذاق بھی فرمادیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہاں ہاں مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا۔ ف صحابہ کو سوال کیا کہ کیا یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق فرما
نا بھی فرما رکھا ہوا ویسے بھی بڑی بڑی کے شان کے خلاف ہے کہ یہ وقار کو گرا تا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ میری خوش
طبعی اس میں داخل نہیں ہے چنانچہ شریعہ باب میں اسکی تفصیل گزر چکی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرما دیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اونٹنی کا بچہ تم کو
دینگے سائل نے عرض کیا کہ حضور پروردگار کو کیا کرو گادجو تو سواری کیسے جانتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اونٹ کی اونٹنی
کا بچہ ہوتا ہے۔ ف سائل نے کہا کہ گاناں یہ ہو کہ وہ چھوٹا ناقابل سواری ہوگا اس حدیث میں علاوہ مزاج کے اس طرف بھی اشارہ
ہو کہ آدمی کو گنگوئیں دوسرے کی بات کمال غور و فکر کی سنی اور سمجھنی چاہئے (۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص
جھگڑے کے بعد دو بچے نام زاہر بن حرام تھا وہ جب حاضر خدمت ہوئے جنگ کے دہایا سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ جب مدینہ منورہ میں واپس جانیگا ارادہ کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
شہری سر سامان کے دلوش کا انکو عطا فرماتے تھے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جھگڑے پر اور ہم اسکی شہر میں

۱۰ علی بن الحسن کہ اس پر المناوی والقرطبی قال فی تفسیر تالیف الیہ فی التفسیر قال یزید بن ہریرۃ قلت ویس فی الرواۃ احمد علی بن الحسن بن شقیق
۱۱ تاجنا۔ حدیث من کلام المصنف او احادیث دیگر کہ وہ یسیرہ و ہوالال والعین المصلین و الیہ المودۃ قال القشیری الدعا یہ کا لکھتے ہیں والمراۃ
معدن فی الصباح و جب کہ مرتبہ زنا موسیٰ ۱۲ م ۱۱ ای سالہ ان یکل علی وایہ والمراد ان علیہ حملہ یہ کہ ۱۲ م ۱۱ کہ توہم ان المراد بولہا ہر
التفسیر من اولادہا کا ہوا المتبادر الی العلم ۱۲ م ۱۱ ای صفت او کبریت والحق با لکھد ہا جیسا ۱۲ م ۱۱ انق۔ یعنی انون مع انقہ وہی انقہ لای راعا
ان صج الاول ولدا نہ تہ تفسیر ان او کبر ۱۲ م ۱۱ ہوا بن حرام النبی شہد بدر ۱۱ م ۱۱ ای حال میں ہا ماہو جد نبیہاں الا زہار والاشارہ والنات ۱۲
۱۲ ہا دیتا۔ ای مستقیم تہ بایستفادہ بن ہا دیتہ من افواض انبیاء فصا کا نہ ہا دیتہ من افواض انبیاء علی الال او علی مذات الصنات ہی کہن
ہا دیتہ کا محقق فی الدلیل المقریہ وقیل تارہ لغالبہ ویوہ ہا مانی بعض النسخ ہا دیتہ البادیہ ہا دیتہ ۱۲ م ۱۱

عَجُوزٌ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعِ اللَّهَ أَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ
فَقَالَ يَا أُمَّ فُلَّانٍ إِنَّ الْجَنَّةَ لَا تَدْخُلُهَا عَجُوزٌ قَالَ فَوَلَّتْ تَبْكِي فَقَالَ اخْبِرْوهَا هَذَا
لَا تَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوزٌ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ إِنَّمَا أَشْأْنَا هُنَّ إِنِّشَاءً
فَجَعَلْنَا هُنَّ أَبْكَارًا

باب ما جاء في صفة كلام رسول الله صلى الله عليه وسلم في الشعر
حدثنا علي بن حجر ثنا شريك عن المقلاب بن شريك

فرمایا کہ جنت میں بوڑھی عورت داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ عورت روتی ہوئی ٹوٹے لگی حضور نے فرمایا اُس کی کہہ دیکھ جنت
میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ حق تعالیٰ جل شانہ سب اہل جنت عورتوں کو نو عمر کنواریاں بنا دیں گے
اور حق تعالیٰ جل شانہ کے اس قول انا انشاءناھن انشاءً فجعلناھن ابکاراً۔ (الابکار) کی بیان کا جس کا ترجمہ اور مطلب
یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے انکو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں دبیان القرآن میں ہمیشہ کنواریاں
ہی رہی ہیں صحبت کے بعد پھر کنواریاں بن جاتی ہیں

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات در باب اشعار

ف۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جن اشعار کو پڑھنا یا سننا روایات میں آیا ہے ان کا ذکر۔ شعر اُس کلام کو کہتے ہیں جو
قصداً متقنی و موزون بنایا گیا ہو یعنی ارادہ شوخ کی طرز پر بنایا گیا ہو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر عربی ہونا قطعی ہے
کلام اللہ شریف میں صاف طور پر مذکور ہے بلکہ کلام کے ان مقولہ کو جو وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جا دو گویا
شاعر یا مخمون ہونا بیان کرتے تھے نہایت تعجب سے ذکر کیا گیا اور آپ کی شاعری کے متعلق صاف ارشاد فرمایا دعا علیکنا اشعر
و ما یبغی لہ۔ ہم نے انکو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعری کا علم نہیں دیا اور یہ علم شاعری انکی شان کے مناسب بھی نہیں
پھر حضور کے کلام میں کہیں کہیں کلام موزون پایا جاتا ہے وہ بلا قصد پر معمول ہے اور کلام میں بلا قصد موزونیت اگر آجائے تو
وہ شعر نہیں کہلاتا۔ بندۂ ناجیز کے نزدیک درحقیقت یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شعر عربی ہونا بجز کی وجہ
نہیں ہے اس لئے کہ جس شخص کے کلام میں بلا ارادہ موزونیت آجاتی ہو وہ اگر قصداً موزون بناوے تو کس قدر بے تکلف اور آسان

سہ جز۔ ای امرأۃ کبیرۃ السن و لا تلقی حموزۃ و ای لفرۃ و یت علی بائی القاموس قبل اسبابا صفیۃ بنت عبد المطلب ام الزہیر بن العوام و عن ابی ہریرۃ
علیہ وسلم قالہ اشعر ۱۲ **ع** فلان قال ہرادی فی الامم الذی جری علی لسانہ صلی اللہ علیہ وسلم قالہ فلان مقارہ قالہ القاری قت و لہام و قال
یا ام الزہیر بن صفیۃ بذہ امر کما تقدم ۱۳ **ع** اختلفوا فی تفسیر لایۃ کما یسط فی عملہ و مما یتاسب المقام ما فی جمیع الوسائل اذ قال و فی الحدیث بین
العوالم فیض فی دار الدنیا مما یتزلف من المشرع و المکرر فطعن عذاری تحفظت الی آخر ما یسط ۱۴ **ع** قبل اصلہ اشعر یعنی و فی اشعر عرا
لغضنہ و قد معوزت فی الشعر فی الاصل علم لکلام الدقیق و صار فی المتعارف انما طوزون المقطع من الکلام و انما طوزون المقطع بضماء عکما قالہ الراغب قبل اشعر
ہو کلام موزون متقنی قصداً و قد افرج بہذا التقدیم صدرہ صلی اللہ علیہ وسلم من الکلام الموزون و اما ما یقع فی الکتاب المکتون فلا شک انہ معرون بالارادۃ و المشیقہ

عن ابیہ عن عائشة قالت قبل لها هل كان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتعمل شئ من الشعر
 قالت کان یتعمل بشعر ابن ربیعہ ویتعمل ویقول ویاتیک بالخبار من لہ تز ودحل ثنا
 محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن بن مہدی قال ثنا سفین عن عبد الملك بن عمیر ثنا
 ابوسلمة عن ابن ہريرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اصدق كلمة
 قالها الشاعر كلمة لبيد الاكل شئ ما خلا الله باطل

جنا سکتا ہے لیکن حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کی شان کو اس سے بہت ارفع بنایا تھا اس پر کبھی اس طرت تو جہ نہیں فرمائی۔ اشارہ کرتے ہیں
 اور مذمت کے بارہ میں روایات مختلف آئی ہیں۔ بعض روایات معلوم ہوتا ہے کہ شعر اچھی چیز ہے اور بعض معلوم ہوتا ہے کہ شعر
 اور برے ہے لیکن قول فیصل بھی ایک حدیث میں خود ہی وارد ہو گیا ہے کہ نفس شعر میں کچھ بھلائی یا بُرائی نہیں ہے؛ مضمون صواب و مفید
 ہو تو شعر اچھی چیز ہے اور مضمون جھوٹ یا غیر مفید ہے تو جو حکم اُس مضمون کا ہے وہی حکم شعر کا بھی ہے جیسی جس درجہ میں وہ مضمون
 ناجائز ہو یا مردود ہو یا خلاف لہٰی ہے اُسی درجہ میں شعر بھی ہے لیکن بہتر ہوگی صورت میں بھی اس میں انہماک اور کثرت و تشوخی
 منوع ہے۔ اس باب میں مصنف نے نو حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی نے پوچھا کیا حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کبھی شعر بھی پڑھتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ ہاں مثال کے طور پر کبھی عبد اللہ بن رواحہ کو کوئی شعر بھی پڑھتے
 تھے اور کبھی کسی نبی اور شاعر کو بھی، چنانچہ کبھی طرہ کا یہ مصرعہ بھی پڑھ دیا کہ تھو۔ دیا تیلک بالخبار من لہ تزود۔ یعنی تیرے
 پاس خبریں کبھی و دشمن بھی لا آتا ہے جسکو تو نے کسی قسم کا معاوضہ نہیں دیا یعنی واقعات کی تحقیق کیلئے کسی جگہ کے حالات معلوم کرنے
 کیلئے تنخواہ دینا پڑتی ہے سفر خرچ دیکر آدمی کو حالات معلوم کرنے کیلئے بھیجنا پڑتا ہے مگر کبھی گھربٹھے بھٹائے کوئی اگر خود ہی سارے
 حالات سنا جاتا ہے تو کسی قسم کا خرچ بھی اُس کیلئے نہ کرنا پڑتا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مثال ارشاد
 فرمائی کہ ہاں اس اجرت اور معاوضہ کے گھر بیٹے جنت و دوزخ آخرت قیامت پچھلے انبیاء کے حالات اور آئندہ آنوائے واقعات
 سنا تا ہوں پھر بھی یہ کافر قد نہیں کرتے اس حدیث میں دو شاعر دن کا ذکر ہے حضرت عبداللہ بن رواحہ تو مشہور صحابی ہیں حضور
 کی ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے اور حضور کے سامنے ہی غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے طرہ عرب کا مشہور شاعر ہے ادب کی مشہور
 کتاب سیدہ معلقہ میں دوسرا معلقہ اسی کا ہے اس کو ظلم کا زنا نہیں ہے (۱۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

لہ قالت ای عائشہ قال قال لعلیہ شعر ۱۲۔ یعنی شاعر نے شعر کہا۔ ۱۳۔ یعنی شاعر نے شعر کہا۔ ۱۴۔ یعنی شاعر نے شعر کہا۔ ۱۵۔ یعنی شاعر نے شعر کہا۔
 من الیث ان ہذا البیت من کل عام رواۃ ویدہ شکلانی فی حقۃ آخری بلطف و تیل لہو قد انتقد علی ان ہذا البیت من کل عام طرہ و اجواب ان قولہ
 تیل کل عام مستانف و لعلیہ الجرد فی قولہ لہو راجع الی القائل و الشاعر فہو معاویہ بن عبد اللہ بن ابی سہل و قال لعلیہ فی حقۃ آخری تیل کل عام
 بشعر ابن رواحہ و احیاناً یتیل بقول الشاعر ہذا ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔

مجمع جس میں مہاجرین و انصار اور فتح مکہ کے نو مسلم شریک تھے نیز ایک جماعت کفار کو کی بھی شریک تھی جو اجماع تک مسلمان نہیں ہوئی تھی۔ ان کی بعض لوگ غیبت کے لالچ کی شریک ہوئے تھے اور بعض لوگ محض لڑائی کا نظارہ دیکھنے گئے تھے حضور اس لشکر کی ساتھ ہر سوال شدہ کو جنین کی جانب روانہ ہوئے مسلمانوں کو جنین تک پہنچنے کیلئے ایک نہایت سخت لڑائی گذرنا پڑتا تھا۔ دشمنوں نے اپنی لشکر کو ان پہاڑوں میں پھیر رکھا تھا یہی مسلمان وہاں کو گذرے انھوں نے دفعۃً تیروں کا نشانہ بنایا۔ مسلمان اس بے خبری کے حملہ پر سخت گھبرائے اور پریشان ہو کر دھڑ دھڑ متفرق ہو گئے بخاری کی روایت میں ہے کہ مسلمانوں کی ابتدائی حملہ میں کفار کو ہزیمت ہوئی اور وہ نیچے بھاگے یہ لوگ غیبت جمع کرنے میں لگ گئے کہ دفعۃً ان لوگوں نے جو پہاڑیوں کے درمیان چھپی ہوئے تھے چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ یہ مجمع نہایت پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ بجز حنظلہ کا برصا حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت عباسؓ وغیرہ وغیرہ چند حضرات کو کوئی بھی نہیں رہا تھا اس پریشانی کی حالت میں بعض ضعیف الاسلام کو لوگوں کا عقیدہ بھی متزلزل ہوا۔ اور بعض نے آواز دے اور فکر کا شریعت کو بعض لوگ بھاگ کر مکہ واپس آئے اور مسلمانوں کی مغلوب ہو جانیکا مرزدہ ان لوگوں کو مٹانا جو مسلمان نہ ہوئے تھے یا ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا حضور کا ہاشمی خون اس وقت جوش رہتا تھا اپنے اس خوف ناک نظر میں اپنی سواری کی ترکر یا پیادہ انا البنی لا کذب کہتے ہوئے دشمنوں کی فوج کا رخ کیا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مہاجرین انصار اور اصحاب شجرہ کو علیحدہ علیحدہ ایک ایک آواز دی کہ کہاں جا رہے ہو ادھر دو اڑا کہ سننا تھا کہ پریشان حال لشکر جماعت لپک لپکتی ہوئی ایسی جوش محبت میں لونی جیسے اونٹنی اور بچہ کی طرف لونی ہے مسلمانوں کا لڑنا تھا کہ طرفین میں ایک گھسان کی لڑائی ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی کچھٹی لنگریاں وغیرہ اٹھا کر شاہد الوجہ ہوتے مقابل پر بھیجی۔ تھوڑی دیر لڑائی کا یہ نظر ہاڑ سکے بعد لڑائی کا رخ ایسا پھر کہ جس میدان میں مسلمان پریشان نظر کر رہے تھے۔ اگلے ہی بجو اس بھاگتے ہوئے نظر آنے لگے۔ اور اپنا مال متاع اپنی عیال مسلمانوں کیلئے مال غنیمت بنا کر ایسی بھاگے کہ ادھر کون بھی نہ پکڑا قصہ ضرورت مختصر طور پر لکھا گیا جو صاحب مفصل دیکھنا چاہیں کسی اردو اسلامی تاریخ میں دیکھیں۔

یہاں پر ایک امر یہ تنبیہ شد ضروری ہے اور وہ یہ کہ کسی واقعہ کے متعلق صرف ایک دور وایت دیکھنے کی قسم کا اتکا لیا کر لینا یہ علم کی کوتاہی ہے کسی ایک دو حدیث میں اکثر واقعہ کی پوری تفصیل نہ آسکتی ہے نہ مقصود وہی ہے ہر واقعہ کے متعلق اگر کوئی رائے قائم کرنا ہو تو جب تک اُس واقعہ کے پورے حالات سامنے نہ ہوں رات زنی بے محل کی سی جنگ جنین کے متعلق کسی مختصر تاریخ کو دیکھ کر ایک دو حدیثوں کا ترجمہ دیکھ کر یہ خیال کرنا کہ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجماع کی ساری جماعت یا یہ پورا لشکر دس ہزار کا بھاگ گیا تھا اور بجز دو چار نفر کے حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں رہا تھا واقعہ کے خلاف ہو کر علاوہ عقل سے بھی دور ہے۔ کفار کی جماعت جو میں ہزار سے زیادہ تھی ان کو کچھ شکل تھا کہ دو چار لشکر کا محاصرہ کر لیتے جبکہ سب بھاگ چکے تھے چہ جائیکہ ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضورؐ تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا زیادہ تعجب ان لوگوں پر ہے جو لڑائیوں کے حالات واقف ہوتے ہیں لشکر کی ترتیب اور حملہ کے حالات پر بصیرت رکھتے ہیں وہ کسی ایسی روایت کو متعجب یا متاثر ہوں۔ لشکر کی عام ترتیب کے موافق یا انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کی بھی ترتیب فرمائی تھی

مقدمۃ الجیش (لنگر کا اگلا حصہ) ہمیشہ میسرہ (دایاں بایاں حصہ) قلب یعنی درمیانی حصہ جس میں امیر لشکر کی حیثیت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھے اور پانچواں حصہ لنگر کا پچھلا حصہ اس کے علاوہ ہر جماعت کا مستقل حصہ تھا جیسا کہ ایک امیر مستقل جھنڈہ لے ہوئے تھا اُس کی جماعت اُس کے ساتھ تھی۔ مہاجرین کا جھنڈہ حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور حضرت علیؓ کریم اللہ و جہر سعد بن ابی وقاصؓ سید بن خبیرؓ خباب بن منذرؓ وغیرہ وغیرہ حضرات ایک ایک جماعت کے امیر بنے ہوئے اپنی اپنی مقررہ جگہ پر مامور تھے مقدمۃ الجیش میں تبیلہ بنی سلیم کی جماعت تھی جس کا جھنڈہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں تھا یہ جماعت لنگر کا اگلا حصہ تھا اسی جماعت کے ساتھ یہ قلعہ پیش آیا کہ جب یہ گھاٹیوں کے درمیان سے نکلے تو دشمنوں نے اول پہ پانی اختیار کیا جسکی وجہ سے ان کو آگ بڑھنے اور اپنے کو غالب سمجھ کر مال غنیمت کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ملا اور بھیڑ ہوئے دشمنوں نے چاروں طرف تیر بربسا شروع کر دیا اسی صورت میں اس جماعت کی پہلی بھی فطری بغیر غمی اور ان کی پہلانی سے تمام لشکر میں تشویش انتشار اوجھڑا دھر اوجھڑا کیا تو وہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور سارا ہی لشکر بھاگ گیا تھا پورے حالات پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے چنانچہ عبدالرحمن ایک شخص کا بیان نقل کرتے ہیں جو اُس وقت کا لڑ تھا کہ ہم نے جب مسلمانوں پر چین میں حملہ کیا اور ان کو پیچھے ہٹنا ناشرع کیا تو وہ ہمارے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور پیچھے ہٹے رہے ہم لوگ ان کا قلعہ قبضہ کرتے رہے اور آگے بڑھتے رہتے بڑھتے ہم ایک ایسے شخص تک پہنچے جو سفید خچر پر سوار تھے اور نہایت حسین چہرہ والے۔ لوگ ان کے گرد جمع تھے۔ انھوں نے ہم کو دیکھ کر شہادت الوجود ارجو اکہایہ کہنا تھا کہ ہم مغلوب ہونا ناشرع ہو گئے اور وہ جماعت ہم پر چڑھ گئی۔ اسی بنا پر حضرت برائے شامل کی روایت میں جو اوپر گذری یہ کہا کہ حضور نے سُنہ نہیں پھیرا بلکہ کچھ تیز رو لوگ جو تیروں کی برداشت نہ کر سکے بھاگے تھے اس کے ساتھ ہی یہ قلعہ بھی پیش آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جس راستے سے بڑھ رہے تھے اُس کو ترک کر دیا میں جانب کو بڑھنا شروع کیا غور کی بات ہے کہ اس انتشار کی حالت میں لشکر کے اکثر حصہ کو کیسے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ حضور نے اس وقت کس جانب کو بڑھنے کا ارادہ کیا اعلیٰ حالت میں حضور کے قریب ایک وقت میں سو آدمیوں کا رہ جانا جیسا کہ ایک روایت میں وارد ہے۔ اور ایک موقع پر اسی کا رہ جانا جیسا کہ دوسری روایت میں وارد ہے حتیٰ کہ جب حضور نے فجر کو تیزی سے بڑھایا تو سانسے سی لوگ ٹھوکر اور صرنا بارہ آدمی رہ گئے اور اس کے بعد صرنا وہ چار شخص رہ گئے جو فجر کی باگ اور رکب تھا سے ہوئے تھے یا رکب تیسرہ بیکڑے ہوئے تھے حتیٰ کہ جب فجر کی حضور کی انتشار کے موافق نہ بڑھ سکا تو حضور اُس پر سے اتر کر تنہا لنگریوں کی ایک ٹھنی لیکر انکی طرف بڑھ گئے یہی وقت ہے جب کو بجاری شریف کی روایت میں اس سے تعبیر کیا کہ حضور تنہا تھے کوئی بھی ساتھ نہ تھا اس کی ساتھ ایک اہمالی مضمون اپنے ذہن میں یہ ہونے سے کہ اس جنگ میں لوگ بھاگ گئے تھے جو بزرگ لڑنا کے سارے ہی صحابہ حضور کے علاوہ بھاگ گئے تھے۔ پورے واقعات پر نظر نہ ہونے کا ثمرہ ہے۔ چونکہ پورے لشکر میں انتشار تھا اور یقیناً بہت سے لوگ بھاگ بھی رہے تھے بلکہ بعض لوگ اس ہزیمت سے خوش بھی ہو رہے تھے جیسا کہ مفصل واقعات میں مذکور ہے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی جیسا کہ انتشار کے وقت کا لازمی نتیجہ ہے اس لئے حضور نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو نہایت بلند آواز سے لوگوں کو آوازیں لوائیں اور مہاجرین انصار اصحاب شہرہ وغیرہ جماعتوں کو علیحدہ علیحدہ آواز دلائی جس کے سُننے پر وہ سب پھر حضور کے گرد جمع ہو کر

صلى الله عليه وسلم دخل مكة في عمرة القضاء وابن رواحة يمشى بين يديه وهو يقول خلوا بيني وبين ربي ^{عبد الله} ^{عبد الله}

فقال له عمر يا ابن رواحة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم وفي حرم الله تعالى تقول أشعر أ فقال النبي

ف سترے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو کا ارادہ فرمایا تھا لیکن کفار مکہ نے حضور کو موضع حدیبیہ میں روک دیا تھا اس وقت

[illegible][illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم خلی غنہ یا عمر فلی ائمر عہدہم من نفعہ النبل ^{ای ری اسم} حد ثنا علی بن حجر بن ابنا شریک عن ملک
ابن حریب عن ثجا بن مکر قال جالست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من مائۃ مرۃ وكان اصحابہ یتناسلوا
الشعر یتدن اکرون الشیاء من امر الجاہلیۃ دھو ساکت و ربما یتسمم ^{ثنا} حد ثنا علی بن حجر بن ابنا شریک عن
عبد الملک بن عمیر انی سئل عن ائی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال شعور کلمۃ تکلک بہا العز کلمۃ
لبدل لاکل شیء ما خلا اللہ باطل ^{صفا ۱۳} حد ثنا احمد بن منیع ثنا مروان بن معویۃ عن عبد اللہ بن عبد الرحمن الطائفی

احترام کی رعایت سے ابن رواحہ کو منع فرمایا لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامی اور وقتی مصلحت سے کہ
اشارہ بھی لسانی جا رہا ہے اس کو باقی رکھا ایک حدیث میں آیا کہ حضرت کعبہ حضور سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن
پاک میں شعر کی مذمت نازل فرمائی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں تو اس کی بھی جہاد کرتا ہوں اور زبان سے بھی اور یہ زبانی
جہاد بھی ایسا ہی ہے گو یا کہ تم تیرے سارے ہو۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اشارہ بھی جہاد کے حکم میں ہیں مگر شرائط اور قوا
کی رعایت میں کہ اس جہاد میں ضروری ہے اس میں بھی ہے (۶) جابر بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ستر مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہ اشارہ پڑھتے تھے اور جاہلیہ کے زمانہ
کے قصص و قصائص نقل فرماتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم (ان کو روکے نہیں تھے) خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی
ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ یعنی ان تذکروں میں کوئی ہنس کی بات ہوتی تو حضور بھی ہنس فرماتے جس سے
معلوم ہوا کہ وہ سکوت اور خاموشی نا راضی یا گرائی سے نہ تھی بلکہ توجہ باطنی کی وجہ سے ہوتی تھی اس لئے کوئی بات ایسی
ہوتی تو حضور بھی ہنس فرماتے حضرت زید بن ثابت کا تب وحی فرماتے ہیں کہ میں حضور کے پڑوس میں رہتا تھا جب وحی نازل
ہوتی تو مجھے طلب فرما کر اس کو کھنڈا دیا کرتے تھے ہم لوگ جب دنیا کے تذکرہ کرتے تو حضور بھی دنیا کا تذکرہ فرماتے
تھے اور جب ہم آخرت کے متعلق تذکرہ کرتے تو حضور بھی آخرت کا تذکرہ فرماتے جب ہم کھانے کا کوئی تذکرہ کرتے
تو حضور اسی نوع کا تذکرہ فرماتے مطلب یہ کہ جس نوع کا تذکرہ صحابہ کرام کرتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کمال شفقت و رأفت کی وجہ سے اسی نوع کے تذکرے ان کی دلہاری کے لئے فرماتے یہ نہ تھا کہ حضور کی مجلس میں صرف
دین ہی دین کا تذکرہ ہوا کوئی تذکرہ حضور کی مجلس میں نہ آئی کہ ان مختلف انواع کے تذکروں سے حضور کیسے تھمت
اور موانعت بڑھتی تھی اور جب ایک ہی نوع کا ذکر ہر وقت رہے تو لبس اوقات تو خوش کا سبب بن جاتا ہے بالخصوص اجنبی
کے لئے کہ اجانب کو دینا دی اغراض لیکر آتے ہیں اور یہی تذکرے ان کے تعلقات اور موانعت کا سبب بنتی ہیں۔

(۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ شاعران ملک کلام میں بہترین کلمہ لبیک کا یہ
لے کالرسن و تحنیت الخیم ۱۲ ۱۳ ای یطلب بعضہم بعضا ان یخبر الشریعہ و لا یخبروا ان یخبروا فی بعض الشیخ یناشدون بن ابی العلامۃ
قال القاری و قال الشافعی و التائیدۃ قرأۃ لبعض علی بعض شعر اہ ۱۲ ۱۳ علی عی مادیۃ الشریعہ کا مقدم فی باب کلام صلی اللہ علیہ وسلم
من حدیث ابن ابی ہریرہ و کلام کا طریق لکھت لایکھن فی خبر ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای احسبوا و انہما و ہما

كان الحديث حديث خرافة فقال اندلسون ما خرافة ان خرافة كان رجلا من عذرة اسرته

الجن في الجاهلية فهدك فيهم دهر أثمر دؤوه إلى الألف في كأن يحدث الناس

بہار ائی فیہم من الاعاجیب فقال الناس حدیث خرافۃ حدیث اُمر زرع حدیثا

علي بن حرقال أنا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن أخيه عبد الله بن عروة عن عروة

پاس رکھا بھر لوگوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانہ قیام کے عجائبات وہ لوگوں سے نقل کرتا تھا تو دوحیرت سے اُس کی بد

سے لوگ ہر حیرت انگیز قسم کی حدیث خرافہ کہنے لگے۔ ف۔ ممکن ہے کہ اس شخص کا نام کچھ اور ہو اس کے قصوں کو لوگ جھوٹ اور

من کھڑت بچو تھے اس کو وہ خاص خرافہ کی شہور ہو گیا۔ زمانہ جاہلیت میں جنات کا نہایت غلبہ اور زور تھا وہ نہایت کثرت کی

کے بعد ان کا زور دھم گرجا کر موصوفی لوگ، تو اس کے قیام سے گئے کہ ذات کا جو یہودیت سے نہیں نیکو، صمیم نہیں، اللہ صمیم

ہے کہ ان کا وہ زور نہیں رہا۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عالم میں تشرفِ آدری کے وقت کے واقعات اور حیات

کی حیرانی پریشانی اور گریہ و لوہ کے واقعات اس کے شاہد ہیں بخاری شریف میں حضرت عمرؓ نے انیک کا ہن کی محبوبہ جنیہ کے

حسرت بھرے اشعار اور جنات کی ذلت و کسرت کا حال ذکر کیا ہے سیوطی نے خصائص کبریٰ میں بہت سے واقعات

اس کے ذکر کے ہیں (۲) حدیث ام زرع)۔ یہ باب مذکور کی دوسری حدیث کی لیکن چونکہ اس کا قصہ طویل ہے اور

مشہور ہے چنانچہ اس پر سب سے تفصیل تصانیف بھی کی گئی ہیں اسلئے امام ترمذی نے بھی اسکو ذرا اعتبار نہ کر دیا۔ اس حدیث کو امام

جیٹا کھلے جس طرح سہو را نام بی ہے چو کہ قصہ طویل ہے اس نے ہر ہر صورت کا قصہ عجیبہ و غریب جمع اسے فائدے

عائد کا اور اور مال تھا سبحان کردیں کچھ عیساؑ نہیں۔ ف۔ ان گیارہ مہر توں کے نام معجز روایات ہی ثابت نہیں

اگرچہ بعض روایات میں بعض کا نام آتا ہے عورتیں یعنی یا مجازی تھیں انکے ناموں میں بہت اختلاف ہے اس لئے نام حذف

بعض الخبيثين والذين لا يخطئون إلى كفاي الصواب في معرفة الله تعالى ان يزيد به الخرافات الموضوعة من حديث الليل قال ابن جرير وفيه السناد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بلق علی کل ما یکذونه من الاحادیث وعلی کل ما یستعمل ویتجنب منه علی ما فی النہایہ فاستعمل ہسنا علی المعنی الثانی فذا اشکال الی ۱۳۵۷ اندرون مذکر

مثلاً با حدیث فی الکذب عبر انہی سے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت احمد ۱۲۷۵ عذرا بغیر عین مہملہ وسکون وال معنیہ قبیلہ مشہورۃ عن ابن امیہ وہی تسلسل

[illegible]

يقولون لا نكف عن الاذنين السهال لنرى شدة في نواكف سماه الخفة العددية قال الحافظ ابن جرير في هذا الحديث من كلامه لبعضها موقوف وبعضها مرفوع

فصل الثانی +

عن عائشة ^{عليها السلام} قالت جلست إحدى عشرة امرأة فتعاهدن وتعاقدن أن لا يكتفن من
 أخبار امرؤ وجههن شيئا فقلت الأولى ^(١) زوجي الحمير جمل غنم على رأس جبل
 وعير لا سهل فيرتقي ولا سهين فينتقي ^(٢) قالت الثانية ^(٣) زوجي لأبى خبيرة أنى أحاف
 أن لا أذره أن أذره أذكر عركه وجركه ^(٤) قالت الثالثة ^(٥) زوجي لعشيق

کر دینے گئے ان کے خاوند دوسری مجلس پر اپنی ضروریات میں گئے ہوئے تھے یہ خالی مجلس دل بہلانے کو باتیں شروع ہو گئیں اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ ہر عورت اپنے خاوند کا صحیح معنی حال بیان کرے۔ (ت ۱۷) ایک عورت اُن میں بولی کہ میرا خاوند کارہ دہے اونٹ کے گوشت کی طرح ہو گویا بالکل گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں زندگی باقی ہی نہیں رہی اور گوشت بھی اونٹ کا جو زیادہ مرغوب بھی نہیں ہوتا اور گوشت بھی سخت و شوارنگہ اہل کی چوٹی پر رکھا ہو کہ نہ ہڈا نہ راستہ سہل نہ جس کی وجہ سے وہاں چڑھنا ممکن ہو اور نہ وہ گوشت ایسا ہے کہ اسکی وجہ سے سوز و قند اٹھائے اس کے اتارینگی کوشش کی ہی جائے اور اسکو اختیار کیا ہی جائے۔ ف مطلب یہ کہ وہ ایک بیکار رہتی ہے جس کو کسی کو جانی یا مالی نفع نہیں ہوا اور پھر اس کے باوجود وہ تکبر اور بدخلق بھی اُس کے درجہ کا ہے کہ اُس تک رسائی بھی مشکل ہے۔ نہ بنے بن پڑے نہ چھوڑے بن پڑے کسی مصروف کی دعا نہیں ہے بیکار محض اور بدخلق اور سخت مزاجی کی وجہ سے اُس تک رسائی بھی مشکل ہے۔ (ت ۱۸) دوسری بولی کہ میں اپنے خاوند کی بات کہوں تو کیا کہوں اُس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتی مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر اُس کے عیوب شروع کروں تو پھر خاتمہ کا ذکر نہیں اگر کہوں تو ظاہر ہی اور باطنی عیوب سب ہی کہوں۔ ف مقصود یہ کہ میں اُس کے عیوب کو گنواؤں تو کہاں تک گنواؤں سر اچھا عیب ہے کسی میں دو چار عیوب ہوں تو انکو گنوا بھی لئے اور جس میں عیوب ہی عیوب ہوں کہاں تک گنوائے کہ کس کو جتنے اتنی لابی داستان ہے کہ سننے والے اکتا جائیں۔ بعض مشر نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ اس معاہدہ کے خلاف اپنے خاوند کی بات کہنے سے انکار کرو یا اگر صحیح یہ ہو کہ اس نے مختصر الفاظ میں سب ہی کچھ کہہ دیا کہ وہ مجھ سے عیوب اُس کے عیوب شمار سے باہر ہیں۔ (ت ۱۹) تیسری بولی کہ میرا خاوند نہ دھیک ہے یعنی بہت زیادہ لانے قد کا آدمی ہے اگر میں کبھی کسی بات میں بول پڑوں تو فوراً طلاق اگر چہ رہوں تو دوسری نکاحی رہوں۔ ف اس کے زیادہ لانے ہونے کو یا تو اس نے ذکر کیا کہ مشہور قتل کے موافق یہ بد وقت کی علامت ہوتی ہے اور گنا گنا کام اُس کی بے وقوفی کا بیان ہے یا اس نے ذکر کیا کہ بد صورت بھی ہر سنا کر طے لانا جو بلا مناسب مثال کے بد نہا ہوتا ہے اور بدخلق بھی ہو کہ اگر کوئی بات بھی زبان سے نکالیں

بیان دوات ارادت الطول داخل الغالب و میل السطح ۱۲ سنای ۶

اشْتَفَتْ وَإِنْ اضْطَجَعَ اللَّفْظُ دَلَّ عَلَى الْكُفِّ لِيَعْلَمَ الْبَيْتُ قَالَتِ السَّابِقَةُ زَوْجِي عِيَالِي كَمَا غَنِيَانِي

طَبَاكَ كُلِّ دَلِيلٍ دَاءٌ شَجَّكَ أَوْ فَلَّكَ أَوْ جَمَعَ كَلَّا لَكَ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِي الْمُسْتَقْسِمُ الرِّبُّ وَالزَّمْعُ

زَوْجِي زَوْجِي رَفِيعُ الْعِمَادِ عَظِيمُ الرِّمَادِ طَوِيلُ الْخِجَادِ قَرِيبُ الْبَيْتِ مَزَالِدَاد

نے کہا تو مطلب یہ کہ جب کھانا تو سب کچھ کھاتا تو کہیں سوہ جات ہیں کہیں بھل ہی مختلف انواع کے کھانے ہیں۔ اور جب بیچ کا
نہرا تا ہو تو کبھی دودھ ہے کبھی شراب شربت ہے غرض سب کچھ پیتا ہے ہر قسم کی چیزیں اس کے دسترخوان پر ہوتی ہیں خیر کفر و
وہ بخوش بخیل نہیں کہ وہ اپنے دل سے تو گوشت نہیں دیا بی بی ہے تو دودھ نہیں جھگڑاؤں سے علیحدہ رہتا ہے دوسروں کی بچھن میں لگتا
نہیں ڈالتا بی بی عیوب کی تفتیش نہیں کرتا تو تباہوں کو تلاش کرتا نہیں پھرتا اور اگر مذمت ہے جیسا کہ اکثر کی رائے ہے تو مطلب یہ ہے
کہ جب کھانا کھانے کا بغیر کرتے تو جو کچھ سامنے ہو سب منشاوے گھرا لوں گے بچے بچھین کی طرح ساری کو ذرا ختم کرے پینے کا بغیر کرے
تو سارا کھوان چڑھا جائے غیر دل اور جہنیوں کی طرح الگ اپنی چادر میں لپیٹ کر سو جائے مجھے پسینا تو درکنار کبھی بدن کو ہاتھ بھی نہیں
لگاتا کہ میرے دکھ درد کی کوئی خبر لے یا میرے بدن کی گرمی سردی کا کچھ پتہ لے۔ ت (۷) ساتویں کہنے لگی کہ میرا خاوند
صحبت سے عاجز نامرد اور اتنا بے وقوف کہ بات بھی نہیں کر سکتا دنیا میں جو کوئی بیماری کسی میں ہوگی وہ اس میں موجود ہے اخلاق
ایسے کہ میرا سر پھوٹ دے یا بدن زخمی کرے یا دونوں ہی کر گذرے۔ ت (۸) آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھوٹے سے
خروگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہوا ہے۔ اس عورت کا نام نامہ شروہ بنت اسد بتلایا جاتا ہے اس کی
تعریف کا حاصل یہ کہ وہ نرم مزاج ہے سخت اور بد خو نہیں اس میں لذت جسمانی و روحانی دونوں موجود ہیں کہ نازک بدن ہے پسینے کو دل
چاہے یا نرم مزاج ہے کہ غصہ کا نام ہی نہیں اسکو ساتھ خوشبو میں مہکتا رہتا ہے بعض روایات میں اسکی بیان ایک جملہ ادبی ہے جسکا ترجمہ
ہے کہ میں اس پر غالب رہتی ہوں اور وہ لوگوں پر غالب رہتا ہے یعنی میرا غالب رہنا اس کے عاجز تار کا رہ جونیکی وجہ سے نہیں ہے
اسنے کہ وہ سب پر غالب رہتا ہے بلکہ میری محبت یا اس کی شرافت کی وجہ سے اس میں غالب رہتی ہوں۔ ت (۹) نویں نے کہا
کہ میرا خاوند درجہ الشان بڑا اہمان نواز اور نیکو مکان والا بڑی راگھ والا ہے دراز قد والا ہے اسکا مکان مجلس اور دار المشورہ کی
قریب ہے۔ اس عورت نے اپنے اس کلام میں بہت سی تعریفیں کی ہیں۔ اول تو یہ کہ اسکا گھر اونچا ہے اس کی اگر حقیقت میں

۱۱ اشتفت ای شرب استفاضة لعلم الشرب بی بقیۃ المار فی قمری ای یقتنی المار ولا یدفع فی الی انار شرباً واداء المرح بنی یاکل کل صنوف الطعام ویشرب مع
المرکل الشرب ولا یخول فی لحد بعد ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴

ابو نزع والاوطاب فخصه فلقى امرأه معها ولدان لها كالفهدين يلعبان من تحت خصرها وباتت تظلم
فتمكها فنفكت بعد رجلا سريرا فاشركها واخذ خطيبا دارا لله على نعمتها واغواني من كل راحة زوجها
وقال كل ام نزع وميراثي اهلك فلو سمعت كل شئ اعطانيه ما بلغ اصغرا نية ابي نزع قالت عاشت فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم كنت لك كابي نزع لا نزع ع

باب ما جاء في صفة نوم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اس عورت کے دونوں بستان مرلا ہیں، پس وہ کچھ ایسی پسند آئی کہ مجھے طلاق دیدی اور اُس کی نکاح کر لیا (طلاق اسلے دی کہ سو کن ہونکی بوج سے اُس کو بچ نہ ہو اور اُس کی وجہ سے مجھے طلاق دیدینے سے اُس کے دل میں اونیس کی وقت ہو جائے)، ایک روایت میں ہے اُس سے نکاح کر لیا نکاح کی عقد بچا نکاح دینے پر امر کرتی رہی آخر بچ طلاق دیدی اُسکے بعد اُس نے ایک اور مرد اور مشرف آدمی کو نکاح کر لیا جو شہسوار و اور سپہ گری۔ اُس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں اور ہر قسم کے جانور لاونٹ گلے بکری وغیرہ وغیرہ ہر چیز میں سے ایک ایک جوڑا مجھے دیا اور یہ بھی کہا کہ اُمّ بنوع خود بھی کھا اور اپنے میکہ میں جو چاہے مجھے دے لیکن بات یہ کہ اگر میں کسی ساری عطاؤں کو بچ کر دں تب بھی اونیس کی چوٹی سے چوٹی عطا کے برابر نہیں ہو سکتی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا فرمائی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا کر مجھ پر یہ ارشاد فرمایا کہ میں بھی تیرے ہی ایسا ہی ہوں جیسا کہ اونیس اُمّ بنوع کیواسلے ف۔ اس کے بعد اور احادیث میں یہ بھی آتا ہے کہ گمرین بچہ طلاق نہیں دے سکتا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر فرمایا کہ حضرت اونیس کی کیا حقیقت میرے ماں باپ پر قرآن۔ آپ میرے ہی اُس کی بہت زیادہ بڑھکر ہیں حق کا جل شانہ میرے جل شانہ زہین کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع اس ضمن میں بھی نصیب فرمادیں کہ یہ عنایت کا باعث ہوتا ہے۔ آمین بعض علماء نے اس قصہ میں اشکال کیا ہے کہ بن عوف نے اپنی خاندان کی بُرائی بیان کی ہے وہ ہیبت ہے جو حضور کی مجلس میں ہوتی ہے اور اگر وہ حضور نے اس قصہ کو ارشاد فرمایا تو اشکال اور بھی قوی ہو جاتا ہے مگر صحیح ہے کہ یہ ہیبت کی حدود میں داخل نہیں ہے کسی غیر معروف شخص کا بیان کہ نا جسکو لوگ نہ جانتے ہوں ہیبت نہیں ہے۔

باب، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے کا ذکر

له ١٤ و الاواب جمع قلة لوط يفتقن قمل كغلس وهو اسقية الحسن ١٧ **له** تخفف بعينه الجعول اى تحرك لا يخرج الا من العن ١٢ **له** مهابد لان اى
 مهابد جابى اى اولا ومن ذلك ان يكون اورد بها فذلك انت بقولها معها ١٨ **له** كالعندى اى يطعها من الجاهل الخوب والكتب وسيرة الوكة والعهد سن مشهور
 ضربت **له** فى الخوب ١٩ **له** قد تضرع لربك الخوب والمجرب وسكون العدا والملة اى وطها ١٢ **له** بر تامين اى ذات تكليم اذا سلتك بعير تها
 خجوة يجرى فيها الرمان يلب لدا برى الرمان فى تلك العدة اذ ذات تدن من خضر كارتين تليقان بها ١٣ **له** فى رواية فليبا الموزة فزوجه الموزة
 حتى اتى الموزة كى انى **له** سربا بسين ملة اى من سرة الناس ١٥ **له** شرها بالجمع اى زسا يشترى بوشج فى سيرة بلعونه ولا كسا ودق اى من
 سكيت زسا فاعا جيا ١٦ **له** خطا بفتح الخاء العتية وكسر فتد بالظا المملة المسكوة بعد ما تحتته مشددة درس منسوب الى الحاقرة بفتح الهاء الحروف
 ورس ١٧ **له** وارس اى الى عدل ارس ١٨ **له** فبا يعقن اى الغنا من الاى والبقرة اى رواية فبا بكسر النون اى عذبت كال اى فافا واول الشهر ١٩
 فلفه خربا بفتح الخاء المشددة وكسر الراء المشددة اى كثيرة من الشدة وبكسر الهمال ١٢ **له** رائحة اى كل ما يربى الى السار الى المراس من الاى بالفتح والهم
 الاشيا ولما لان التهم بعدا تهم غالبا تهم ان يذكره بعد ١٢ +

حد ثنا محمد بن المثنیٰ انبانا عبد الرحمن بن مہدی انبانا اسیر ایل عن ابی اسحاق عن عبد اللہ بن
 یزید عن البراء بن عازب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اخذ مضجعا وضع کفہ
 الیسوی تحت خدہ الا یمن قال رب قتی عذابک یوم تبعث عبادک حد ثنا محمد بن المثنیٰ
 انبانا عبد الرحمن انبانا اسیر ایل عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن عبد اللہ مثله قال جمع عبادک حد ثنا
 محبوب بن غیلان ثنا عبد الرزاق اناسفین عن عبد الملک بن عوف عن ربعی بن حراش عن حدیث قال کان النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم اذا اوی الی فراشہ قال للہم باسمک اموت احیی ذالستیعظ قال النبی الذی احیاننا بعد الموت والیہ نسو

ف۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح سوتے تھے سوتے وقت کیا کیا پڑتے تھے اس باب میں پنج حدیثیں ذکر فرمائی
 ہیں (۱) ہر دفعی الشرعہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رُضار کے نیچے
 رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے رب قتی عذابک یوم تبعث عبادک اسے الشرعہ قیامت کے دن اپنی علامت بن جائیو۔

ف۔ جس حصین میں کہ تین مرتبہ دعا پڑھتے تھے۔ دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی یہ مضمون نقل کیا گیا ہے
 جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا یہ معمول تھا جسکو متعدد حضرات نے ثنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ ہو سکتا ہے باوجود
 اس قسم کی دعاؤں کو پڑھنا یا انہما ربعدیت کہی ہوتا تھا کہ بندگی کا مقتضی مولیٰ کی مانگنا ہی ہے یا اللہ کی تعلیم کیلئے اس حدیث سے
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دائیں کروٹ پر سونا معلوم ہوتا ہے اور یہی حضور کا دائمی معمول تھا اسی وجہ سے دائیں کروٹ پر سونا
 مستحب بھی ہے اور اس میں ایک خاص صلیحت بھی یہ کہ یہ کہ آدمی کا دل جو مکہ سینہ کی بائیں طرف ہوتا ہے اسلئے دائیں کروٹ پر سونے سے
 وہ اوپر رہتا ہے اور استغراق کی اور گہری نیند نہیں آتی بلکہ آدمی چونکہ سوتا اور اوپر بائیں کروٹ پر سوتا ہے تو دل نیچے کی جانب
 ہوتا ہے اور اس صورت میں گہری نیند آتی ہے اس وجہ سے بعض اطباء نے بائیں جانب سونے کو اچھا بتایا ہے کہ گہری نیند آئیے ہضم
 بہتر ہوتا ہے اور یہ صحیح ہے لیکن اس میں ایک حضرت بھی جس طرف ان کا ذہن نہیں گیا۔ وہ یہ کہ جب دل نیچے کی جانب ہوگا تو تمام
 بدن کا زور اس پر پڑے گا اور بدن کا مواد اس پر لڑ کر یکجا دل اعضائے مزیدہ میں ہم عضو ہے اس پر مواد کا تھوڑا سا اثر ہونا بھی
 بہت سے امراض کا سبب اسلئے بائیں کروٹ پر سونے میں اگر ایک طبی مصلحت کی تو ایک طبی مضرت بھی ہے اور مضر ہے کیا زیادہ
 اہم ہے اسلئے طبی حیثیت سے بھی دائیں کروٹ پر سونا بہتر ہے اس کے علاوہ دائیں کروٹ پر لیٹنا موت کے بعد قبر میں
 لیٹنے کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور موت کو یاد کرنے کا حکم بھی اور دینی دنیوی بہت سی فوائد موت کو یاد رکھنے سے حاصل ہوتے ہیں آدمی
 کو چاہئے کہ اس لذت کے ختم کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کیا کرے اور حق تو یہ ہے کہ آدمی ایسی چیز کو کیسے چھو بہ حال تنوالی ہی
 نہ معلوم کہ جانی (۲) حدیث رضی الشرعہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر لیٹے اللہھ باسمک اموت واجیبا۔

۱۔ یعنی انیمہ راجیم و کسر کل الاستغناء والروافد المعنی الزوم فیہ فالمنی اذا اراد الزوم و کسر فی المعنی لینام ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴

عن المغيرة بن شعبه قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتفخت قدماه ففعل له
انتكفئت هذا وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال أفلا أكون عبداً شكوراً
حدثنا أبو عمار بن الحسين بن حريش أنا الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة

ہماری ساتھ ہیں اور اسی پر بس نہیں بلکہ آدمی کے بدن کا ہر ہر جز اس عمل نیک یا بد کی گواہی دینے والا ہے جو اس کو صواب و کجی میں
اسی کو حضور کا ارشاد ہے کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور توجیحات کو لگا کر کئی مدت کے دن ان انگلیوں سے بھی حساب ہو گا کہ اپنے اپنے اعمال کیا کیا
اور ان کو گواہی عطا کی جائیگی اور حضور پر میرے ماں باپ تریبان کہ آپ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہو۔ اس باب میں جو معنی میں ہیں
(۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر لمبی انگلیں پڑھتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک نرم کر گئے
صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ کے اولیٰ امیر سے گناہ بخش دی
ہیں حضور نے ارشاد فرمایا کہ جب حق جل شانہ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا ہے تو کیا میں اس کا شکر ادا نہ کروں؟ ف۔ سائل کی
عرض لیا ہر چہ حق کی کثرت عبادت عامی کے گناہ کیلئے ہوتی ہے جبکہ پیغمبر میں آپ کے گناہ صاف ہی نہیں ہوتا پھر آپ کو اس
مشقت برداشت کرنیکی کیا ضرورت ہے؟ حضور نے اس کا جواب فرمایا کہ عبادت کی ہی ایک غرض نہیں ہوتی بلکہ مختلف وجوہ ہوتی
ہے اور جب اللہ جل شانہ نے میرے سارے گناہ معاف فرما دیئے تو اس کا تقاضا تو یہی ہے کہ میں اس کے احسان کے شکر میں
کثرت عبادت کروں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ عبادت کبھی جنت وغیرہ کی دولت کی وجہ سے ہوتی ہے یہ تاجر کی
عبادت ہے کہ عبادت سے خریداری مقصود ہے۔ یہاں قیمت اولیٰ جاری ہو دیاں مال مل جائیگا۔ اور کبھی عبادت خوف کی وجہ
سے ہوتی ہے یہ غلاموں کی عبادت ہے کہ ڈنڈے کے خوف سے کام کرتے ہیں جیسا کہ کروں کا عام دستور ہوتا ہے۔ ایک دفعہ عبادت
ہے جو بلا رجعت و بلا خوف معنی اللہ کے انعامات کے شکر میں ہو۔ یہ آخر کی عبادت ہے حدیث بالا میں گذرا ہے کہ حق تعالیٰ
جل شانہ نے آپ کے سب گناہ معاف فرما دیئے اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ گناہ تو آپ سے صاف ہوئے لیکن حق تعالیٰ جل شانہ نے
معاف فرما دیئے حالانکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ صاف ہی نہیں ہوتا اسکے بہت سے جواب
علمائے مہجرت فرماتے ہیں جو اپنے ہر موقع پر درج ہیں بالخصوص سورہ انفصا کی تفسیر میں مختلف جواب نقل کیے گئے ہیں
بندہ کے نزدیک یہاں یہ کہ حسانت الابرار سیئات المقربین دیکھ لو گوئی خوبیاں مقربین کیلئے گناہ بن جاتے ہیں، بعض کے گناہ کو
درجہ کے مناسب ہوتے ہیں آپ کے درجہ اور رتبہ کے مناسب جو کوتاہیاں شمار کی گئیں وہ ایسے امور ہیں جو ہمارے لئے عین عطا
ہیں۔ مثال کے طور پر یہ کہ لیجئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرسہ داروں کے اسلام لانگی کو قوت اور امیدوں میں ان کو متنگو
فرما رہے تھے جو عین دین تھا اسوقت ایک نادینا صحابی حضرت علیؓ کو مکتوم نے آکر کچھ بات کی جسکی طرف حضور کو ان لوگوں کی اہمیت
کی وجہ سے ان کا درمیان میں دخل دینا گراں ہوا۔ اس پر سورہ عبس میں حضور پر تنبیہ ہوئی اسی طرے جنگ بدر کے قید ہونے کے

لہ ففعل قال وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال أفلا أكون عبداً شكوراً
حدثنا أبو عمار بن الحسين بن حريش أنا الفضل بن موسى عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة
عن المغيرة بن شعبه قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى انتفخت قدماه ففعل له
انتكفئت هذا وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال أفلا أكون عبداً شكوراً

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اخبرہ انہ بات عند میمونۃ وہی خالئۃ قال فاضطجعت
 فی عوَض الوضادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طولها فنام
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اذا انتصف اللیل اوقبل بقلیل فاستيقظ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یمسح النوم عن وجهہ ثم قرأ العشر الايات
 الخواتیم من سورۃ ال عمران ثم قام الی شن معلق فتوضأ منه فاحسن الوضوء ثم
 قام یصلی قال عبد اللہ بن عباس فقمت الی حذیہ فوضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم یدہ الی سمنی علی راسی ثم اخذ بآذنی الی سمنی

نیز سوا رکھنے کے بعد طرفین کی طبیعت بھی نشا ط پر ہوتی ہے۔ اول شب میں بیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں صحبت فرمائی جاتی ہے اور بھوک کی حالت میں زیادہ ضرر ہے اخیر شب کا وقت اس لحاظ سے بھی اعتدال کا ہوتا ہے لیکن یہ سب طبیعتی مصلحتیں ہیں شرعاً جو از ہر وقت حاصل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اول شب اور دن کے مختلف اوقات میں صحبت کرنا ثابت ہے۔ البتہ بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ میں نماز کے وقت اگر صحبت کی جائے اور اس سے عمل ٹھیر جائے تو وہ ولاد والدین کی نافرمانی ہوتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات (طریکہ میں) اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رضی اللہ عنہا کے یہاں سویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی اہل عجمہ کے طولانی حصہ پر سر رکھے ہوئے تھے اوہیں تکیہ کی چوڑائی پر سر رکھے ہوئے تھا قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے بجائے تکیہ کے بستر کے کا ترجمہ فرمایا ہے لیکن جبکہ لفظ کا اصل ترجمہ تکیہ ہی کا ہے اور تکیہ مراد لینے میں کوئی تعبیر نہیں تو پھر بستر مراد لینے کی ضرورت نہیں بلکہ تکیہ کی لمبائی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سر رکھ کر تکیہ کی طرف منہ کر کے لیٹ گئے ہوں اور ابن عباس تکیہ کے چوڑائی پر سر رکھ کر تکیہ کی طرف منہ کر کے لیٹ گئے ہوں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اہل سے تھوڑی باتیں فرمائیے بعد سو گئے اور تقریباً نصف رات ہنسے پر اپنے چہرہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر فریاد کیا کہ انا کو دور فرمانے کے لیے مجھ پر سوزہ آل عمران کے خیر رکوع ان فی خلق السموات والارض کلمات فرمایا علماء کہتے ہیں کہ جاننے کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لینا چاہیے کہ اس سے نشا ط پیدا ہوتا ہے اور ان آیات کا پڑھنا مستحب ہے اس کے بعد تکیہ کی طرف جواب دہانی سے بھرا ہوا تھک رہا تھا تشریف لے گئے اور اس سے (برتن میں پانی نیکر) بھوکا اور اذنا کی کثرت باندھ لی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی وضو کر کے حضور کی (بائیں جانب) برابر کھڑا ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کو) کہ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر میرا کان مروڑو (ترجمہ کیسے ایسا کیا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے)

لے عرض التسخیع العین علی اذنہ الشرع فی ردایہ لعضہا و یومئذ مفتوح العین ایما نبھا قال القاری ۱۲۵۲ الوساۃ کبر الواد الخفاۃ للردۃ الموضوعہ تحت الرأس وغل العائن فیاض خیرہ ان المراد بھاک الغرض لعلہ لا یصلح علی اللہ علیہ وسلم فی غلبہا الا فکا نہ نام تحت طیبۃ وادب ویرکھا قلت کان ہذا حسن لوساعدہ اللفظ فالواجب عند من المراد بالتمناۃ ہونمناۃ الحققی ولا یحذر فیہ کمالا لکن ۱۲۵۳ او قبلہا کما مر تردین ابن عباس رضی اللہ عنہ بنا علی تردی فی نامہ فہو نصف اللیل او قبلہ منہ اکثر وکثر لکن الشک من الادی قال القاری ۱۲۵۴ الخوامی دی سنۃ الامام مع ختام لعلی الی ماتہ منصرف الی الاما بات

۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴

روایات میں تیرہ سے زیادہ بھی وارد ہوئی ہیں چنانچہ ابو داؤد میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن ابی قیس کے سوال پر حضور کی شب کی نماز کی رکعات یہ گنوائی ہیں کہ چار اور تین جہد اور تین آٹھ اور تین دس اور تین جو تیرہ ہوتی ہیں جتنی کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تیرہ رکعتیں نقل کی گئی ہیں چنانچہ ابو داؤد کی ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نقل کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور وہ امام مالک کی روایت ہو۔ عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی باللیل ثلاث جہد تک ذکرکۃ ثم یصلی اذا سمع النداء للصبح برکعتین خفیفین یعنی حضور رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے پھر صبح کی پہلی رکعت کی نفلان پر دو رکعت صبح کی سنتیں پڑھتے تھے۔ بعض علماء نے تو اس اختلاف کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایتیں تنہا کی رکعات کے بارے میں مضطرب ہیں یعنی ضعیف ہیں لیکن مضطرب کبھی کی ضرورت نہیں ہوا میں کیا اشکال ہے کہ گیارہ رکعات اکثر اوقات اور عام معمول کے اعتبار سے ہوں اور کبھی کبھی ان کو کم و بیش بھی حضور نے پڑھی ہوں جیسا کہ دوسری روایات بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ دوسری بحث یہ ہے کہ بعض لوگ اس حدیث کو یہ بھی مسئلہ سمجھتے ہیں کہ تراویح بھی آٹھ رکعت ہو چلا لنگہ اس روایت سے تہجد کا صرف آٹھ رکعت ہونا بھی معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے چنانچہ تراویح اس حدیث کو تراویح سے کوئی تعلق ہی نہیں صلوة اللیل کے لفظ ہی نفل رات کی نماز کے ہیں لیکن اس کو مراد قرینہ سے تہجد سے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس سے اگر رات کی ہر نماز مراد لیا جائے تو تراویح کیساتھ مغرب اور عشاء کے فرض اور ان کی سنتیں سب ہی خارج ہو جائیں گی جن کو کوئی بھی نہیں چلا سکتا مگر اس حدیث میں صرف تہجد کا ذکر ہے وہی پوچھنا مقصود ہے اسی کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب مرحمت فرمایا اور بظاہر پوچھنے کی یہ ضرورت پیش آئی تھی کہ حضور کی عادت شریفہ رمضان المبارک میں زیادتی عبادت کی تھی جیسا کہ متعدد روایات میں آیا ہے۔ اسلئے ابولسہ کو خیال ہوا کہ شاید تہجد کے عدد رکعات میں بھی کچھ اضافہ فرماتے ہوں اسلئے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی فرمادی ورنہ خود حضرت عائشہ کا بھی یہ مقصود نہیں کہ تراویح تو رکن تہجد کی رکعات بھی گیارہ و زیادہ بھی نہیں ہوتی تھیں اسلئے کہ تیرہ رکعات تک خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہو چکا ہے۔ تراویح کے بارے میں حضرت اقدس محمد الحقین مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ کا ایک مفصل رسالہ الرائی النجی اردو میں شائع شدہ ہے جس کا دل چاہے اُسے دیکھو مختصر امر یہ کہ اہل حدیث میں تہجد کو صلوة اللیل (رات کی نماز) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تراویح کو قیام رمضان (رمضان کی نماز) ہی تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ دونوں نمازیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ متعدد علماء نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ قیام رمضان کا تراویح مراد ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام رمضان کا بہت اہتمام تھا متعدد احادیث میں قولاً اور فعلاً اس کی اہمیت وارد ہوئی کارشادہ کہ جو شخص ایمان اور ثواب کی امید کیساتھ قیام رمضان کرے اُسے بیٹے بھی کہا جائے گا یہ تمام صلح ہو جاتے ہیں علماء کے نزدیک منابر مراد ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کا لازمی حکم کو نہ فرماتے تھے البتہ ترمذیاب دیکھتے تھے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی بڑی لمبی جماعت کیساتھ اس نماز کو پڑھتے تھے اور ہمیشہ نہ پڑھنے کا یہ عذر فرماتے تھے کہ مجھے اس کے فرض ہو جانیکا اندیشہ ہے اور حضور کے ہمیشہ پڑھنے سے فرض ہو جانیکا وجہ محض تھا۔ البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمیع متفرق طور پر کچھ تنہا اور کچھ جماعت میں پڑھتے تھے جو تفریباً نفل رات تک پڑھتے تھے اور کبھی اس سے بھی زیادہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زمانہ خلافت میں ان متفرق جماعتوں اور علما کو پڑھنے والوں کو ایک امام کے

عن عائشة قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصل من الليل تسعة ركعات حدثنا محمد بن عيسى بن ثعلبة بن
ادم ثنا سفيان الثوري عن الأعمش نحوه حدثنا محمد بن المشق ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن عمر بن محمد عن
أبي حمزة رجل من الأنصار عن رجل من بني عباس عن حماد بن إيفان أن صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من
الليل قال فما دخل في الصلاة قال الله أكبر والملكوت الحشر والكبرياء العظيمة قال ثم قرأ البقرة ثم ركع فكان كوعن
من قيامه كان يقول سبحانك العظيم سبحانك العظيم ثم رفع رأسه وكان قيامه نحواً من كوعن كان يقول لربي

شب کی نماز چار اور تین پھر اور تین آٹھ اور تین اس اور تین رکعتیں ذکر فرمائی اس تکلف کی سادہ ذکر کرنا اور تین رکعت کو ہر گز بلا کم زیادہ علیحدہ ذکر کرنا اس پر صاف دلیل ہے کہ یہ کوئی ایسی نماز جس میں کی زیادتی نہیں ہوتی تین یا تین ہی رکعتیں جتنی جتنی ورنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لوگیا "وہ فرماتیں چار اور تین چھ اور تین وغیرہ کیوں فرماتیں (۲۵) ملائی قاری نے حنفیہ کی دلیل یہ لکھی کہ کھار کا اس پر اجماع ہو کہ تین رکعت وتر جائز و مکسوس ہیں اور اس سے کم میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک ایک رکعت بھی جائز ہے اور بعض کے نزدیک جائز ہی نہیں اور یہ بلا ہر ہے کہ صاحبی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع علیہ قول اولیٰ ہے مختلف فیہ ہے جس بھری جو مشہور محدثین اور اکابر موصوفیہ میں ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وتر میں رکعتیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما نے رہنے علماء مدینہ سے تحقیق کے بعد یہ حکم نافذ کر دیا تھا کہ وتر میں رکعات پڑھی جائیں حضرت حسنؑ نے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وتر کی تین رکعات میں دو پر سلام پھیرتے ہیں اور تیسری رکعت علیحدہ پڑھتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ انکے باپ حضرت عمرؓ تینوں رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے تھے اور وہ ابن عمرؓ کی زیادہ عالم الملو (۳۵) احادیث میں ایک رکعت پڑھنے کی ممانعت آئی ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کسی نے کہا کہ حضرت سعدؓ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ ایک رکعت نماز ہی نہیں ہوتی اس کے علاوہ اور بہت حدیثیں ہیں حنفیہ اسے لال فرماتے ہیں علماء نے اسے سبک فرمایا مگر بعض فقہی مسائل پر بحث نہیں کی گئی بقدر ضرورت مختصر اشارے کرتے ہوئے۔

(۱۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نور کلمات پڑھتے تھے **ف** جنتیہ کہ نیکو کی چھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر چنانچہ عبد الرحمن بن ابی قیس کی روایت میں خود حضرت عائشہ نے یہ تہجد فرمایا۔ (۱۴) زید بن علی نے اپنے

۱۱ **۱۲** **۱۳** **۱۴** **۱۵** **۱۶** **۱۷** **۱۸** **۱۹** **۲۰** **۲۱** **۲۲** **۲۳** **۲۴** **۲۵** **۲۶** **۲۷** **۲۸** **۲۹** **۳۰** **۳۱** **۳۲** **۳۳** **۳۴** **۳۵** **۳۶** **۳۷** **۳۸** **۳۹** **۴۰** **۴۱** **۴۲** **۴۳** **۴۴** **۴۵** **۴۶** **۴۷** **۴۸** **۴۹** **۵۰** **۵۱** **۵۲** **۵۳** **۵۴** **۵۵** **۵۶** **۵۷** **۵۸** **۵۹** **۶۰** **۶۱** **۶۲** **۶۳** **۶۴** **۶۵** **۶۶** **۶۷** **۶۸** **۶۹** **۷۰** **۷۱** **۷۲** **۷۳** **۷۴** **۷۵** **۷۶** **۷۷** **۷۸** **۷۹** **۸۰** **۸۱** **۸۲** **۸۳** **۸۴** **۸۵** **۸۶** **۸۷** **۸۸** **۸۹** **۹۰** **۹۱** **۹۲** **۹۳** **۹۴** **۹۵** **۹۶** **۹۷** **۹۸** **۹۹** **۱۰۰**

الحمد ثم یسبح فذلک من سجدة غوامز قیامہ وکما یقول سبحان ربی الاعلیٰ سبحان ربی الاعلیٰ ثم رفع لیس فی نمازین
السجودین غوامز السجود کان یقول رب اغفر لی رب اغفر لی حتیٰ قرأ البقرة وال عمران النساء والمائدہ والانعام شعبۃ
الذی شک فی المائدہ والانعام قال ابو نعیمہ والوحمران اسمہ طلحہ بن زید ابو حمزہ انصبغ معی منصر بہ عمران حدیث
ابو یوسف بن نافع البصری ثنا عبد اللہ بن محمد بن عبد الوارث عن اسمعیل بن مسلمہ العبدی عن ابی المنکحل

کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک رات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ نماز پڑھی دہمض روایت میں آیا کہ یہ قعتہ رمضان المبارک
کی رات کا تھا اسلئے محتمل ہو کہ یہ تہجد کی نماز ہو یا تراویح میں ہوں، حضور نے نماز شروع فرما کر یہ دعا پڑھی اللہ اکبر ذو الملکوت المجید
والکبریاء والعظۃ الشریعہ جل جلالہ ثم قال کی ذات والا صفات سب سے برتر ہے وہ ایسی ذات جو بڑی اوشاشت والی ہے بڑے غلبہ والی
سے بڑی اور بزرگی و عظمت والی ذات ہے پھر حضور نے (سورۃ فاتحہ پڑھ کر) سورۃ بقرہ تلاوت فرمائی پھر کوع کیا یہ کوع قیام ہی
جیسا تھا کہ اس کے وطلب علماء فرماتے ہیں اور دونوں مثل ہیں۔ ایک قویہ کہ یہ کوع تقریباً آٹھ یا نویں طویل تھا کہ بتنا قیام یعنی اگر قیام
مثلاً ایک گھنٹہ کا تھا تو تقریباً ایک ہی گھنٹہ کا رکوع بھی تھا۔ اس قول کے موافق اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر رکوع
سجدہ نماز میں عام معمول کی زیادہ لمبا ہو جائے تو نماز ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جیسے قیام معمول کی زیادہ تھا ایسے ہی یہ کوع بھی
معمول کی کوع سے طویل تھا۔ اس صورت میں قیام کے ایک گھنٹہ ہونے کی صورت میں رکوع اگر چندہ منٹ کا بھی ہو گیا تو اس گھنٹہ
کا مقصد اسی بن گیا۔ اس قول کے موافق نماز پڑھنے معمول کے موافق ہی ہو کر نماز ہو جاتی ہے جیسا کہ ہونا وہ لمبا رہا اور مختصر
ہونا تھا جیسے رکوع یا سجدہ وہ مختصر رہا البتہ ہر رکوع میں نمازوں کے اعتبار سے ہونا تھا۔ حضور اپنے اس کوع میں سبحان بنی العظیم
ربی العظیم فرماتے رہے پھر کوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہوئے اور یہ کھڑا ہونا بھی کوع ہی جیسا تھا۔ اُس وقت ربی الحمد للہ الحمد للہ فرمادی
رہے پھر سجدہ ادا کیا اور وہ سجدہ بھی گھنٹہ ہونے کے برابر ہی تھا۔ اُس میں سبحان ربی الاعلیٰ جان بنی العظمیٰ فرماتے رہے پھر سجدہ کی گھنٹہ تیسویں
یہ بھی سجدہ کی طرح سے طویل تھا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی رب اغفر لی فرماتے رہے غرض حضور نے اپنی اس نماز میں
سورۃ بقرہ سورۃ آل عمران سورۃ نساء سورۃ مائدہ یا سورۃ انعام۔ راوی کو ان تیرہ کی دوسو توں میں شک ہو گیا کہ کون سی تین تین ادا کرتین
تھیں یہی غرض تین سو تین سورۃ اور ان دونوں میں سے ایک سورۃ یہ چاروں سو تین تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کا مفسر

اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ چاروں سو تین چار رکعت میں تلاوت فرمائی۔ ابو داؤد کی روایت اس میں اور بھی الضم سے جس نص میں ہے کہ
حضور نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یہ سو تین تلاوت فرمائی لیکن سلم وغیرہ کی روایت میں اس کی تفسیر ہے کہ حضور نے سورۃ بقرہ سورۃ نساء
سورۃ آل عمران تین سو تین ایک ہی رکعت میں تلاوت فرمائی۔ اسلئے سلم ابو داؤد کی روایت کی خلاف ورزی ہے اور وہ قعتہ علیحدہ علیحدہ ہیں

۱۔ ظاہر وہ قرآن السور الاربع فی الکتاب السارحہ ودرجہ حرارت روایت الی داؤد وکن روایت الشیخین خاثرہ فی ان قرآن اعلیٰ فی رکعتہ لعل الاقاعہ تعدت قالہ الترمذی
وکتبہ العاری بان ہرما یہ سلم وجہ لا بخاری ما نہ قرآن السور الثلث ای البقرۃ آل عمران والنساء فی رکعتہ ثم قال فلان کل عمل تعدد الاوقات وکون صلوۃ
مذقۃ مود صلی اللہ علیہ وسلم وقعت فی لیلتین فی امہا قرآن السور الثلث فی رکعتہ فی الاخری قرآن السور الاربع فی الاربع رکعات وبقال ان فی روایت ابی داؤد
والترمذی وجماعہ السوراب رواۃ وکون السور فی لیلتین فان بہما اقصیٰ التبعیہیں ۱۲۔ قال ابو یوسف فی فضل النعمان الماجرۃ الاولی فی اول السنۃ مختلف فی اسمہ
بیشا کان کل یسبحن بالی ترمذی الضعیفی علی آخرون الرواۃ نہیں لولہ اسمہ ذکر بعدہم الی تحریر الضعیفی از علی خراسم پھر بن عمران بالظنۃ الذی فی سند الترمذی ص

فقال صلیت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين
 قبل الظهر وركعتين بعد ها وركعتين بعد المغرب في بيته
^{سنة في المسجد وفيه بنا قبة المغرب بقوله في بيته}
 وركعتين بعد العشاء في بيته **حدثنا** أحمد بن منيع ثنا اسمعيل
 بن ابراهيم ثنا ايوب عن نافع عن ابن عمر **رض** قال ابن عمر وحدثني حفصة
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي ركعتين حين يطلع الفجر فينادي المنادي قال

کی ساتھ دو رکعتیں ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد وہ بھی گھر میں پڑھی۔ ف۔ اس
 حدیث میں سنتوں کا ذکر ہے سنت ٹوکلہ و تنفیہ کے نزدیک بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں گذرا البتہ ظہر کی سنتیں تنفیہ
 کے نزدیک چار رکعت ہیں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد احادیث میں یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص رات میں دو رکعت
 پڑھا موت کرے حق تعالیٰ شانہ اس کیلئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں۔ ان بارہ رکعات کی تفصیل حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ
 کی روایات کی حدیثوں میں بھی آئی ہے جو حضرت ابن عمر کی روایت میں گذری۔ البتہ ظہر سے قبل ان روایتوں میں چار رکعت
 وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعت ایک سلام کیساتھ ہوں ان کیلئے آسمان کے دروازے
 کھل جاتے ہیں یعنی بہت جلد قبول ہوئی ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ
 وسلم ظہر سے قبل چار رکعت بھی ترک نہیں فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مندرجہ اواد و وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیا کرتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ستین مکان پر پڑھ کر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 کی روایات میں ہے۔ اواد و شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور ظہر سے
 پہلے چار رکعت میرے گھر پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور فرض پڑھاتے اسکے بعد گھر تشریف لاتے اور دو رکعت
 پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز کیلئے بھی تشریف لاتے اور دو
 رکعت پڑھتے اور صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھتے اور نماز کیلئے تشریف لیا کرتے۔ اس مفصل حدیث کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی
 اکثر گھر پر پڑھتے تھے۔ اور مسجد میں تشریف لا کر غائب ہے کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
 ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کبھی کبھی ضرورت کی وجہ سے دو رکعت سنت پڑھی ہوں جن کو حضرت ابن
 عمر رضی اللہ عنہ نقل فرمایا نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تشریف لے کر ارشاد کیا کہ حضور کو کبھی کبھی تشریف لیا کرتے تھے جماعت
 کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا سنت و جماعت کیلئے پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (۳۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ

کے قول اور ان کے قول سے ظہر سے قبل اور دو ظہر کے بعد اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد وہ بھی گھر میں پڑھی۔ ف۔ اس حدیث میں سنتوں کا ذکر ہے سنت ٹوکلہ و تنفیہ کے نزدیک بھی اسی طرح ہیں جیسا کہ ابن عمر کی حدیث میں گذرا البتہ ظہر کی سنتیں تنفیہ کے نزدیک چار رکعت ہیں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو متعدد احادیث میں یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص رات میں دو رکعت پڑھا موت کرے حق تعالیٰ شانہ اس کیلئے جنت میں گھر بنا دیتے ہیں۔ ان بارہ رکعات کی تفصیل حضرت عائشہ اور حضرت ام حبیبہ کی روایات کی حدیثوں میں بھی آئی ہے جو حضرت ابن عمر کی روایت میں گذری۔ البتہ ظہر سے قبل ان روایتوں میں چار رکعت وارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ظہر سے پہلے چار رکعت ایک سلام کیساتھ ہوں ان کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں یعنی بہت جلد قبول ہوئی ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت بھی ترک نہیں فرماتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مندرجہ اواد و وغیرہ میں روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیا کرتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ستین مکان پر پڑھ کر تشریف لاتے تھے اور وہ چار رکعت ہوتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات میں ہے۔ اواد و شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مفصل روایت نقل کی گئی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ حضور ظہر سے پہلے چار رکعت میرے گھر پڑھتے تھے پھر مسجد میں تشریف لے جاتے اور فرض پڑھاتے اسکے بعد گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور مغرب کی نماز کے بعد میرے گھر تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے۔ اور عشاء کی نماز کیلئے بھی تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے اور صبح صادق کے بعد دو رکعت پڑھتے اور نماز کیلئے تشریف لیا کرتے۔ اس مفصل حدیث کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر گھر پر پڑھتے تھے۔ اور مسجد میں تشریف لا کر غائب ہے کہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھا کرتے تھے جبکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کبھی کبھی ضرورت کی وجہ سے دو رکعت سنت پڑھی ہوں جن کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نقل فرمایا نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تشریف لے کر ارشاد کیا کہ حضور کو کبھی کبھی تشریف لیا کرتے تھے جماعت کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا سنت و جماعت کیلئے پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (۳۱) ابن عمر رضی اللہ عنہ

ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يدين أربع ركعات عند زوال الشمس فقلت يا رسول الله انك تدين هذه

الأربع الركعات عند زوال الشمس فقال ان ابواب السماء تنفتح عند زوال الشمس فلا تخرج حتى ينفض الظهيرة فاحد

يصعد على في تلك الساعة خير قلت اني كلهن قوة قال نعم قلت هل فيهن تسليم فاحد ثلثا احد ثلثا منبوع

ثنا ابو معاوية ثنا عبيدة عن ابراهيم عن محمد بن منجاء بن عنزة عن القرظع عن ابى ابي عن النبى صلى الله عليه

نحوه حدثنا محمد بن المشفى انا ابو داود ثنا محمد بن مسلم بن ابى الوصاح عن عبد الله بن كريب عن ابي جهم عن

عبد الله بن السائب ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي اربعاً بعد ان

تزل الشمس قبل الظهر وقال انها ساعة تنفتح فيها ابواب السماء فاحب ان يصعد

فيها عمل صالح حدثنا ابو سلمة يحيى بن خلف ثنا عمر بن علي

چار رکعات ایک ہی سلام کی ہوئی چاہئیں۔ ف۔ یہ نماز صوفیہ کے یہاں صلوۃ الزوال پر تفسیر کی جاتی ہے اور ان کے نزدیک تہجد

نماز میں زوال کی نماز کا بھی شمار ہے لیکن اکثر شیخین کے نزدیک یہ نہر کی سنتیں ہیں اسلئے کہ ان کے نزدیک نہر کی سنت کے علاوہ اور

کوئی نوافل زوال کے بعد ایسی نہیں ہیں جن کو حضور ہمیشہ پڑھتے ہوں بہر صورت دونوں قول کے موافق اسکو اون پر آئندہ احادیث

کو صلوۃ الخفی کو کوئی ظاہری مناسبت نہیں ملے گی تاہم ترمذی کا ان احادیث کو چاشت کی نماز کے ذیل میں ذکر کرنا مکمل و یکسر شیخ

نے اسکی مختلف توجیہات فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ چونکہ انکا وقت چاشت کی نماز کا منتہا تھا اسی بناءً انکے ساتھ ذکر فرمادیئے اسلئے باکی

ضرورت نہیں۔ بعض لوگوں کی یہ سب کہ یہ کاتب کی غلطی سے اس جگہ نقل ہو گئی۔ ورنہ اسکا اصل محل گذشتہ باب چنانچہ کہا جاتا ہے کہ

بعض نسخوں میں اس جگہ ذکر نہیں بلکہ اس پہلے ہی باب میں ذکر کی گئی ہے۔ اور بھی مختلف توجیہات کی گئی۔ (۷) عبد اللہ بن سائب

رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زوال کے بعد ہرے سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہوت

میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اسوقت بارگاہ عالی تک پہنچے۔ ف۔ اور

نمازی پڑھکر کوئی اور عمل صالح کیا ہو سکتا ہے کہ تمام عبادات و افضل ترین عبادت و حضور کا ارشاد ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

لے عند زوال الخ فی النسخۃ بالترتیب ان خلفاً منک یطعن فی عقب زوال الشمس لیکن جعل فی عقب زوال الشمس ان ذلہ الاحادیث وحدث

فی باب العبادۃ کما فی بعض النسخ ولاحسن فعل یراد بان ذلہ باب من تعرفت النسخ و لم یکن فی المس العترة علی المعنی ترجمہ باب صلوۃ الخفی ولاحباب النسخ

ولا باب الصوم ووقت ذلہ الاحادیث کما فی باب العبادۃ فلا اشکال ہ علی علی علیہ السلام المکملۃ المظنۃ بالصدوق الاصلی علیہ السلام وحدثنا ابو سعید وحدثنا ابو سعید

یہذا ان علی علیہ السلام قبل صومہم و قد یزاد بالصعود العترة قال ابو سعید و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود

ان الحسن بن علی روئے عن ابی جہم بالمشک فی ذکر قرۃ و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود

فی الروایۃ و کذا بابیات الواسطۃ اخیر ابن ابی عمیر و لا یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود

بیشک انہ لو فی السند للقدم و اشکل بانہ ان کان ذلک لکانہ لافادۃ کما روئے عن ابی جہم بالمشک فی ذکر قرۃ و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود و قد یزاد بالصعود

خبر بیان المشہور بہذہ الکنیۃ عدۃ رجال کلہا علی ہر تباک ہو کونہا المذکور فانہ یضاحی بانہ صاویۃ ۱۲ ۱۳ عبد اللہ بن سائب عن ابی جہم عن ابی جہم عن ابی جہم عن ابی جہم

الروایۃ السالکۃ بقدر عند زوال الشمس بعد زوال فان الصلوۃ عند زوال لا تجوز و استقلوا فی ذلہ و الصلوۃ علی صلوۃ الزوال و سئل عن الظہر فی انہ یقال فی

الشیار علی آخرہ قال ۱۲ ۱۳

عن عبد الله بن شقيق قال سألت عائشة عن صيام رسول الله صلى الله عليه وسلم قالت كان يصوم حتى نقول قد صام ويفطر حتى نقول قد فطر قالت وعاصم رسول الله صلى الله عليه وسلم شهرا كاملا منذ قدم المدينة الا رمضان حدثنا علي بن حجر ثنا اسمعيل بن جعفر عن حميد عن الحسن بن مالك انه سئل عن صوم النبي صلى الله عليه وسلم فقال كان يصوم من الشهر حتى يرى شفا^{البلبل} ان لا يرى دن يفطر منه ويفطر منه حتى يرى شفا ان لا يرى دن انه يصوم منه شيئا وكنيت لانتفاء ان تراه من الليل مصليا الا ان رأيت مصليا ولانا ما الارايته نائما حدثنا محبوب بن غيلان ثنا ابو داود ثنا شعبه عن ابى بشر قال

اور دوا کے ہے تو قیصر مصلحت سے اس میں قلت و کثرت جیسے کو دوا کا اصول ہے لا بد ہے۔ چنانچہ حضور کے چند معمولات کو نو نہ کے طور پر مصنف نے ذکر فرمائے ہیں۔ (۱) عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے مسئلہ پر پوچھا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں حضور اس قدر متواتر روزے رکھتے کہ ہمارے خیال ہوتا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرماویں گے (اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارے خیال یہ ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے) لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے (ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا جو یہ بھی نہیں کیا۔ کما فی البی داؤد) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معمول کے متعلق کسی قدر تفصیل حدیث سننے کے ذیل میں آئیگی۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کسی نے حضور کے روزہ رکھنے کے مسئلہ پر پوچھا انھوں نے فرمایا کہ عادت تشریف آئیں تک تلفی کسی ماہ میں تو اتنی کثرت سے روزے رکھتے تھے جس سے یہ خیال ہو جاتا کہ اس میں افطار فرمایا نہ کیا اور وہ ہی نہیں رکھے اور کسی ماہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے جس سے ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں آپ کا روزہ کار و زار اور وہ ہی نہیں ہے۔ آپ کی عادت تشریف یہ بھی تھی کہ اگر تم حضور کو رات کو سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی ملتا اور اگر نماز پڑھتا ہوا دیکھنا چاہو تو یہ بھی پتیر ہو جاتا۔ **ف** مقصود یہ کہ حضور کی عادت تشریف نہ تمام رات سوئی کہ یہی شدم رات جاگنے کی بلکہ درمیان میں رفتار میں حقوق نفس کی رعایت فرماتے ہوئے عبادات کا اہتمام بھی پورا پورا فرماتے تھے۔ اس کو شب کو سوئے ہوئے دیکھنا بھی ممکن تھا کہ کچھ حصہ آرام بھی فرماتے تھے اور نماز کی حالت میں دیکھنا بھی کہ کچھ حصہ نماز میں گزارتا تھا۔ بعض علماء نے اس کا دوسرا مطلب بھی بتایا ہے وہ یہ کہ عادت تشریف اس باب میں مختلف تھی کہ کبھی اول شب میں نوافل پڑھتے کبھی وسط رات میں کبھی اخیر میں۔ اس لئے اگر رات کے کسی حصہ خاص میں اس کوئی سوئے ہوئے پانا پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔ یعنی اگر کوئی یہ چاہے کہ میں اول رات میں حضور کو نماز پڑھتا ہوا دیکھوں تو کسی دن یہ بھی ملتا اور اس وقت سوتا ہوا دیکھنا چاہے تو یہ بھی ملتا۔ اس لئے کہ رات کا ہر حصہ کسی نہ کسی دن حضور نماز میں گزارتے تھے اور اس کی

[illegible]

غير واحد عن أبي سلمة عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم ومحمد بن أبي بكر بن عبد الرحمن قد روى هذا الحديث عن عائشة وأم سلمة جميعا عن النبي صلى الله عليه وسلم حدثنا هناد ثنا عبد الله بن محمد بن عمر وثنا أبو سلمة عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يصوم في شهر أكثر من صيامه في شعبان كان يصوم شعبان الا قليلا بل كان يصوم كل حده

فرمائی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان شعبان کے سوا دواہ کامل روزے رکھتی نہیں دیکھا۔ فاسیہ حدیث بظاہر گذشتہ تمام احادیث کے خلاف ہے کہ چونکہ اب تک سب روایتیں اس پر متفق تھیں کہ حضور رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ کے مسلسل روزے نہیں رکھتے لیکن اس حدیث میں اُسکی ساتھ شعبان کو بھی ملا دیا۔ ان دونوں تطبیق علمائے مختلف طریقہ فرمائی ہے۔ اول یہ کہ اس حدیث میں تمام شعبان کو مبالغہ کے طور پر کہا گیا ہے حضور کی عادت شریف اکثر حصہ شعبان کے روزے رکھنے کی تھی چنانچہ آئندہ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی خود اس کی تصریح موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ممکن ہے کہ کئی قسب انصاف حضور نے تمام ماہ شعبان کے روزے رکھے ہوں جسکی حضرت ام سلمہؓ کو اطلاع ہوئی اور وہ کو نہیں ہوئی۔ تیسرے یہ کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ وغیرہ حضرات کی روایت میں عادت کی نفی ہے کہ حضور کی عادت شریف رمضان کے علاوہ اور کسی ماہ کے مسلسل روزے رکھنے کی نہیں تھی۔ اتفاقاً کسی ماہ کے پورے روزے رکھ لینا اُس کے کافی نہیں ہے۔ اسلئے اگر کسی سال کی بعض کی وجہ سے حضور نے شعبان کے کبھی پورے روزے رکھے ہوں تو چونکہ وہ معمول نہ تھا اسلئے حضرت عائشہ وغیرہ نے انکار کر دیا ہے کیا اور چونکہ پورے مہینے کے رکھتے تھے اسلئے حضرت ام سلمہؓ نے انکو ذکر کر دیا اسلئے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے چوتھے یہ کہ حضور بتائیں شعبان کے تمام مہینے کے روزے رکھتے ہوں اور اخیر میں صنعت کی وجہ سے کم کر دیئے ہوں اسلئے جس نے آخری فصل ذکر کیا اسوجہ سے کہ وہ آخری فصل تھا اُس نے اکثر ذکر کر دیا اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہ عارض کی وجہ تھا اصل مول تمام مہینہ کا تھا اُس نے تمام مہینہ ذکر کر دیا۔ بعض نے اس کا عکس بتایا ہے جیسا کہ روایت کے ظاہر انفاذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اول اکثر مہینے کے روزے رکھتے بعد میں تمام کے رکھنے لگے۔ (۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو (رمضان کے علاوہ) شعبان سے زیادہ کسی ماہ میں روزے رکھنے نہیں دیکھا شعبان کے اکثر حصہ میں آپ روزے رکھتے تھے بلکہ (قریب قریب) تمام مہینے کے روزے رکھتے تھے۔ ف۔ یہ بڑی کثرت کی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ اس سے مبالغہ مقصود شعبان میں روزہ کی کثرت کی وجہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد

[illegible]

ثنا ابو داؤد اناسیہ عن یزید لوشک قال سمعت معاذہ قالت قلت لعائشہ ؓ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ايام من کل شھر قالت نعم قلت من ایۃ کان یصوم قال کان لایبالی من ایۃ صام قال ابو یوسف ویزید لوشک هو یزید الصبیعی البصری وهو ثقہ وروی عنه شعبہ وعبد الوارث بن سعید وحماد بن زید اسمعیل بن ابراہیم وغیر واحد من الائمة وهو یزید القاسمی قال القسام والرشک بلغنا اهل البصرہ قال القسام حدثننا ابو حفص عمر بن بن عثمان عبد اللہ بن ذؤانہ عن ثور ابن یزید عن خالد بن مہدی عن عزیعۃ الجریفی عن عائشہ ؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقی الصوم الثمنین فی الخمیس حدثننا ابو مصعب المدینی عن مالک بن انس عن ابی النضر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عائشہ ؓ قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتقی فی شھر اکثر من صیامہ فی شعبان حدثننا محمد بن یحییٰ عن ابی ہریرۃ عن محمد بن رفاعۃ عن مہیل ابن ابی صالح عن ابی یحییٰ بن المظہر عن ابی النضر عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزہ کیلئے عبد کی تخصیص کی ممانعت آتی ہے اسی وجہ سے بعض علماء حدیث بالائی وجہ سے اس کے استباحہ کے قائل ہوئے ہیں اور بعض علماء ممانعت کی وجہ سے تخصیص کو مکروہ بتاتے ہیں خود حنفیہ کے یہاں بھی دونوں قول ہیں۔ (۷) معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضور پر ماہِ تین روزے رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ رکھتے تھے میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں رکھتے تھے انھوں نے فرمایا کہ اس کا اہتمام نہیں تھا جن ایام میں موقتہ ہوتا رکھ لیتے۔ یعنی کسی زمانہ میں یہ بھی معمول تشریف دیا کہ تین ایام کا اہتمام نہیں تھا اگر کسی مخصوص ایام میں مثلاً مہینہ کی پہلی تین تاریخوں میں کبھی مہینہ کی اخیر تین ایام میں کبھی ایک مہینہ میں شنبہ یکشنبہ و شنبہ کو رکھتے اور دوسرے مہینہ میں شنبہ چہار شنبہ پنجشنبہ کو رکھتے اسی کو اس بار سے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں اور اسی پر حضرت عائشہ نے تین کا اقرار فرمادیا۔ (۸) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعرات کے روزہ کا نذر اسام فرماتے تھے۔ بعض روایات میں ان دنوں کے دوسرے کا اہتمام کی وجہ بھی وارد ہوئی ہے چنانچہ ایک وجہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قریب ہی آ رہی ہے کہ یہ دونوں دن اعمال کی پیشی کے ہیں پیر کے دن کے متعلق مسلم تشریف کی ایک روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ میں ہر ی کو دن پیدا کیا گیا ہوں۔ اور پیر کے روزہ مجھ پر قرآن شریف نازل ہونا شروع ہوا۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن حق تعالیٰ شانہ ہر مسلمان کی مغفرت (بشرط قواعد) فرمادیتے ہیں مگر جن دفعہ صلوات کی پس میں چھوٹ چمٹا ہو ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ ان کی مغفرت کو اس وقت تک روک دیا جائے جب تک یہ آپس میں صلوات کریں۔ (۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہبان کو کسی ماہ میں زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے۔ (۱۰) اس کا بیان مفضل گزر چکا ہے اور الامام ترمذی نے بھی عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال ہر جمعرات کے دن حق تعالیٰ جل شانہ کی مالی بارگاہ میں پیش ہوتی ہیں

ما قال ابو یوسف المخرج من المغفرت بیان توقیر و تخیل علیہ باز قد تم ترجمہ فی ابواب المغفرت کان الاشب ابی داؤد اناسیہ عن یزید لوشک حدثننا ابو داؤد اناسیہ عن یزید لوشک قال سمعت معاذہ قالت قلت لعائشہ ؓ اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصوم ثلثۃ ايام من کل شھر قالت نعم قلت من ایۃ کان یصوم قال کان لایبالی من ایۃ صام قال ابو یوسف ویزید لوشک هو یزید الصبیعی البصری وهو ثقہ وروی عنه شعبہ وعبد الوارث بن سعید وحماد بن زید اسمعیل بن ابراہیم وغیر واحد من الائمة وهو یزید القاسمی قال القسام والرشک بلغنا اهل البصرہ قال القسام حدثننا ابو حفص عمر بن بن عثمان عبد اللہ بن ذؤانہ عن ثور ابن یزید عن خالد بن مہدی عن عزیعۃ الجریفی عن عائشہ ؓ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقی الصوم الثمنین فی الخمیس حدثننا ابو مصعب المدینی عن مالک بن انس عن ابی النضر عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن عن عائشہ ؓ قالت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتقی فی شھر اکثر من صیامہ فی شعبان حدثننا محمد بن یحییٰ عن ابی ہریرۃ عن محمد بن رفاعۃ عن مہیل ابن ابی صالح عن ابی یحییٰ بن المظہر عن ابی النضر عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الرفاعي ثنا ابن فضيل عن الاعمش عن ابي صالح قال قال رسول الله عاتشه وام سله الى العمل كان احب

إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ما ديم عليه وإن قل. حدثنا محمد بن أحمد بن أسعيل ثنا عبد الله

ابن صالح شفي معوية بن صالح عن عمرو بن قيس انه سمع عاصم بن حنيد قال سمعت عوف بن مالك يقول كنت مع

کہہ کر چلا گیا۔ جن کا تامل ہو سکے حق تعالیٰ جل شانہ ثواب دینے سے نہیں گھبراتے یہاں تک کہ تم عمل کرنے سے گھبراجاؤ۔ حضرت عائشہؓ

فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی عمل زیادہ پسند تھا جس پر آدمی اپنا کر سکے۔ **ف** یہ صحابیہ حضرت علامہ تھیں صحابہ

کرام میں عبادت کا دلولہ اور جوش تھا۔ حدیث کی کتابوں میں بہت سی فقہی اس قسم کے تذکروں ہیں کہ ان حضرات کا شوق ان کو حدیث زیادہ

میں کہیں نے ایک مرتبہ مدی کے لہلہا کے عبادت میں بہت سی کوششیں کیں۔ وہاں گاؤں میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور رات کو روزانہ ایک کلو گرام عید

بہت نیک آدمی ہیں رات بھر بستر پر نہیں آتے نہ کسی سے کوئی واسطہ رکھیں۔ میرے والد مجھ پر بہت خفا ہوئے کہ میں نے کسی شریف

عورت سے کوئرا نکاح کیا تھا لایے اس کو متعلق چھوڑ کر کہا ہے مجھ پر غلبہ متونی میں کچھ اتر نہ ہوا۔ والدے حضور الہم صلی اللہ علیہ وسلم سے

عوض کیا کہ حضرت صبیح سے حضور نے ارشاد فرمایا اے اللہ کی عباد! کہ اگر کوئی روزہ رکھا کر اور کبھی انظار۔ اسی طرح رات کو نماز بھی چھوڑا کر اور صبح

میں کر کے تھا اے بدن کا بھی تم پر حق ہے تہہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے کہ رات بھر جاگنے سے ضعیف ہو جاتی ہیں۔ تمہاری بیوی کا بھی

حق ہے، اولاد کا بھی حق ہے، ملے والوں کا بھی حق ہے (۵) ابومسالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ سے پوچھا کہ حضورؐ

۱۰۔ افسانہ کی تعریف: افسانہ ایک ایسا نثری فن ہے جس میں ایک واقعہ یا واقعات کا بیان کیا جاتا ہے۔ افسانہ ایک ایسا نثری فن ہے جس میں ایک واقعہ یا واقعات کا بیان کیا جاتا ہے۔ افسانہ ایک ایسا نثری فن ہے جس میں ایک واقعہ یا واقعات کا بیان کیا جاتا ہے۔

ایسا بھی دیکھئے کہ نہ بچے کے خون و نفل اعمال کو بالکل ہی خیر باد کہہ دے کہ فرائض میں کوتاہی کو یورو اگر نیکو یا نیک چیز میں نوافل ہی ہل سکی انجام

کیسا تھا جس قدر بناؤ گئے اسکی سنی کرے۔ (۱۶) عوف بن مالک کہتے ہیں کہ میں ایک شب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ تھا

حضور نے سواک فرمایا پھر وضو فرمایا پھر نماز کی نیت باندھ لی۔ میں نے بھی حضور کا اقتدار کیا اور حضور کی ساتھ نماز کی نیت باندھ لی۔

یہی جو آیت عذاب پر گزرتے وہاں روئے دفعہ فرما کر یہی جمل شانہ سے رحمت کا سوال فرماتے اور یہی

فرمایا رکوع میں سبحان ذی الجبروت والملكوت والكبرياء والعظمة۔ یہ دعا پڑھتے رہو۔ پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور

سلطنت والی نہایت بزرگی اور عظمت و بڑائی والی ہے۔ پھر رکوع ہی کی مقدار کے موافق سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی دعا پڑھی

دجھر دوسری رکعت میں) سورۃ آل عمران (اور اسی طرح ایک ایک رکعت میں) ایک ایک سورۃ پڑھتے رہے۔ ف۔ یہ چار تہیں

[illegible]

Downloaded from <http://ajphaphysocpharm.sagepub.com/> at 11:01 11 November 2014

حسن احمد بن منیع و سعید بن عبد الرحمن الخزومی وغیر واحد قالوا اناسفین بن عیینة عن الزهري
عن عبد الله عن عبد الله بن عباس عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تطرونی كما
اطرت النصارى عیسی بن مریم انما عبد الله فقولوا عبد الله وسبوه حسن ثمالی بن محمد بن اسود بن عبد العزیز
عن حمید بن انس بن مالک ان امرأة جاءت الى النبی صلی الله علیه وسلم فقالت ان لی الیک حاجة فقال اجلس فی ای
طریق المذیبة شئت اجلس الیک حسن ثمالی بن محمد بن اسود بن عبد العزیز عن حمید بن انس بن مالک قال کان

فرمایا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کر لیا۔ دوسرے کھال نکال کر کسی نے پکنا حضور نے فرمایا کہ پکانے کیسے لکڑی کھنٹی کرنا میرے ذمہ
ہے۔ مہاجرین نے عرض کیا کہ حضور کا ہم لوگ خود کر لیں گے۔ حضور نے فرمایا یہ تو میں بھی بکھتا ہوں کہ تم لوگ اسکو بخوشی کر لو گے لیکن مجھ
یہ بات پسند نہیں کہ مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ جل جلالہ بھی اس کو پسند نہیں فرماتے۔ ایسے ہی اوسیکھڑوں واقعات ہیں۔ اس باب
میں مصنف نے تیرہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں۔ ۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری
ایسی تعریف مبالغہ آمیز حدت فروع نہ کرو جیسے نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا کہ اللہ کا بیٹا یا دیا
میں حق تعالیٰ جل شانہ کا بندہ ہوں اس لئے مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔ ۲۔ ایسی کوئی تعریف نہ کرو جو بندگی کو نمانی
ہو اس میں رب کی ساتھ شریکت پائی جاتی ہو کہ بندہ بہر حال بندہ ہے اسی طرح کوئی ایسی تعریف نہ کرو جو رسول اور اللہ کا قاصد ہو سکے
خلاف ہو۔ ۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی عورت نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ تعلیم عرض
کرنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کسی شرک کے راستہ پر بیٹھ جائیں وہیں آری سن لیں گا۔ ۴۔ بعض روایات میں وارد ہے کہ یہ عورت کچھ
بے عقل سی تھیں اس کے باوجود ان کی باتیں حضور سننے سے۔ بعض علما نے لکھا ہے کہ راستہ میں بیٹھنے کا ارشاد اس لئے تھا کہ
اجنبی کے ساتھ تنہائی نہ ہو۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ ان کی عقل میں کچھ فتور تھا اس لئے ظاہر یہ کہ لگی کوچوں میں پھرتی
رہتی ہوں گی اسی لئے حضور نے وہیں تشریف لے جا کر بات سننے کا ارشاد فرما دیا۔ بندہ کے نزدیک بعید نہیں کہ ایسی عورتوں کو زمانہ
مکان پر بلانے میں متورات کو دقتیں اور مشکلات پیش آیا کرتی ہیں جیسا کہ بسا اوقات مشاہد ہوتا ہے اس لئے حضور نے شرک ہی
پر بات سن لی۔ ۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں
شرکت فرماتے تھے کہ میرے پر سوار ہو جاتے تھے غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تھے۔ آپ بنو قریظہ کی لڑائی کے دن ایک گھر سے

۱۔ قال العلماء کان من المصنف ان یعیث لسان الی بی الرادۃ وکثیروں کن فی الجہری الی محمد بن عبد الرحمن بن عیینة بن مسعود قال ابیہو ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱

والامة من مسئلته هم عدلہ فاخبارهم بالذی ينبغي لهم ويقول لیسبقہ الشاهد منکم الغائب بلغون
 حاجتہ من لا یستطیع ابلاغہا فان من ابلاغہ سلطانا حاجتہ من لا یستطیع ابلاغہا ثبت اللہ فی
 یوم القیمۃ ولذلک کرعندہ الاولیٰ ولا یقبل من احد غیرہ یدخلون رکۃ الاول یتقرئون الاعن ذوقا و یخبرون
 اولہ یعفی علی الخیر قال فسالتہ عن محمد ^{صلی اللہ علیہ وسلم} کیف کان یصنع فیہ قال کان رسول اللہ ^{صلی اللہ علیہ وسلم} یصلی علیہ
 لسانہ الا فیما یعنیہ ویؤلفہم لایفقرہم ^{یکرم کل قوم ویولیا علیہم ویجدر لسان} ^{ای ہوا الناس} ^{۱۲} ^{۱۱}

فضول باتیں حضور کی مجلس میں نہ ہوتی تھیں صحابہ حضور کی خدمت میں رہتی امور کے طالب بن کر حاضر ہوتے تھے اور ہر ایک کے
 وہاں سے نہیں آتے تھے دیکھتے تھے اور امور دینیہ کا حاصل کرنا بھی ہو سکتا ہے اور سی چکنا بھی مراد ہو سکتا ہے اسلئے کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ موجود ہوتا اس کی تواضع فرماتے۔ اور خصوصی احباب کا جب میں ہوتا ہے تو جو وہ چیز کی تواضع ہوتی ہی
 ہے، صحابہ کرام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے ہدایت اور نصیر کے لئے مشغول اور رہتا بن کر بیٹھتے تھے کہ وہ ان علوم کو سب
 ارشاد و رسول تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس پر تشریف آوری کے شوق سے دریافت کیا
 تو فرمایا کہ حضور ضروری امور سے علاوہ اپنی زبان کو محفوظ رکھتے تھے فضول تذکرہ میں وقت ضائع نہیں فرماتے تھے۔ آنہو لوں کی تالیف
 کتب فرماتے ان کو مانوس فرماتے متوش نہیں بناتے تھے دینی تنبیہ وغیرہ میں ایسا طرز اختیار نہ فرماتے جس سے ان کو عاصی
 میں دشت ہونے لگے یا ایسے امور ارشاد نہ فرماتے تھے جن کی وجہ سے دین سے نفرت ہونے لگے ہر قوم کے کرم اور معزز کا اگرام
 و اعزاز فرماتے اور اس کو خود اپنی طرف سے بھی اسی قوم پرستی اور سردار پر فرمادیتے۔ لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرتے دینار
 امور سے بچنے کی تاکید فرماتے یا لوگوں کو دوسروں سے احتیاط رکھنے کی تاکید فرماتے، اور خود اپنی بھی لوگوں کے صحیفہ پہنچانی
 یا نقصان پہنچانی سے حفاظت فرماتے لیکن باوجود خود احتیاط رکھنے اور احتیاط کی تاکید کے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اپنے غرض غلطی

لہ قال الحسنی بیان لما فی قرۃ بطریق منی ان بطریق الامۃ ہو سکتہ منہ و تعقب ابن حجر ما نصاب ابیہ و الحسنی من اجل ما سہا بہ ایامہ قال النبی فی منہ
 منہ من احوالہ ^{۱۱} ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴}

و یحضر منہم من غیر ان یطوی علی حد منہ بشرط ولا یخلع^{۱۲} و یقف علی صحابہ یسأل الناس عما فی الناس یحسب

الحسن یتقوہ و یقیم القیمہ و یوہب معتدال الامر غیر مختلف ولا یفعل^{۱۳} مخافة ان یفعلوا ویؤاکل حال عندہ

عندہ لا یقصم عن الحق ولا یجادہ الذین یلونہ من الناس خیارہم افضلہم عندہ اعمہ^{۱۴} نصیحة واعظم من عند من

احسنہم مواساة و مؤازر قال فسألت عن مجلسہ فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقوم ولا یجلس الا علی

ذکر و اذا انہی الی قوم جلس ینتہی بہ المجلس یا مرید لک یعطی کل جلسا کۃ بنصیبہ لا یحسب جلسہ

ان احدا کرم علیہ منہ من جلسہ او فاضلہ فی حاجۃ صابرا حتی یشکر من سألہ حاجتہ

کو نہیں بٹاتے تھے۔ اپنے دوستوں کی خبر گیری فرماتے۔ لوگوں کے حالات آپس کے معاملات کی تحقیق فرما کر انکی اصلاح فرماتے

اجبی بات کی تحسین فرما کر اُس کی تقویت فرماتے اور بُری بات کی بُرائی بتا کر اُس کو نازل فرماتے اور وکدیتے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی اختیار فرماتے تھے نہ کہ تلون اور گزیر کہ کبھی کبھی فرمایا کبھی کچھ۔ لوگوں کی اصلاح سے غفلت نہ فرماتے

تھے کہ مبادا وہ دین سے غافل ہو جاویں یا کسی امر میں حد سے بڑھ جائے کی وجہ سے دین سے کٹ جاوے اس لئے حضور ان کے

عالات سے غفلت نہ فرماتے تھے ہر کام کے لئے آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا۔ امر حق میں نہ کبھی کوتاہی فرماتے تھے نہ حد

سے تجاوز فرماتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے خلعت کی بہترین افزا ہوتے تھے آپ کے نزدیک الفضل وہی ہوتا تھا

جس کی خیر خواہی عام ہوئی ہر شخص کی بھلائی چاہتا ہوا۔ آپ کے نزدیک بڑے رتبہ والا وہی ہوتا تھا جو مخلوق کی ٹنگساری اور دوس

زیادہ حصہ لے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور کی مجلس کے حالات دریافت کئے تو انھوں نے فرمایا کہ آپ

کی نشست و برخاست سب اللہ کے ذکر کی سادہ ہوتی تھی اور جب کسی جگہ آپ شریف لیجاتے تو جہاں جگہ تھی وہیں شریف رکھتے

اور اسی کالوگوں کو حکم فرماتے کہ جہاں جگہ خالی مجھائے جگہ جایا کر بس لوگوں کے سروں کو بھلا نہ کر آگے نہ جا کیا کر بس یہ امر جدا گانہ کہ جس

جگہ حضور بیٹھ جاتے وہی جگہ پھر صد مجلس بنجاتی آپ حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کا حق اوافرما تے یعنی بشارت اور بات چیت

میں جتنا اُس کا استحقاق ہوتا اُس کو پورا فرماتے کہ آپ کے پاس کا ہر بیٹھے والا یہ سمجھتا تھا کہ حضور اس سے زیادہ اکرام فرما رہے ہیں جو آپ

کے پاس بیٹھا یا کسی امر میں آپ کی طرف منہ راجع کرتا تو حضور اُس کے پاس بیٹھے رہتے یہاں تک کہ وہی خود اٹھنے کی ابتا کر کے جو آپ

سے کوئی چیز مانگتا آپ اُس کو مرحمت فرماتے یا اگر نہ ہوتی تو نرمی سے جواب فرماتے آپ کی خدمت پریشانی اور خوش خلقی تمام لوگوں

لے قال الثاری ای یخفف غلظتہم اذا هم وقال الثاری ای یتخفف من کثرة مخالفتہم المؤدیۃ الی سقوطہم بہتہ و ملائمتہ من کلویہم ۱۲ ۱۳ بشرط کہ نہ سکون ملائمتہ

وجہ ویشاستہ و غیرہ رخ تویم نشأ من قود کثیر من ولادہ کہہ بقولہ ولا یخلع یعنی وہی الا من یخلع قالہ الثاری ۱۲ ۱۳ ای یطیبہ و یسأل منہم

مال فیتبہم فان کان ہونہم لیس فیہودہ و لوسافر و یجولہ ارمیتا لیس فیہودہ ۱۴ ای عمار و یق لیہم من الناس و لیسادی و لیسادی لیس فیہودہ ۱۵ ای یطیبہ و یسأل منہم

۱۶ ای یطیبہ و یسأل منہم و لیسادی لیس فیہودہ ۱۷ ای یطیبہ و یسأل منہم و لیسادی لیس فیہودہ ۱۸ ای یطیبہ و یسأل منہم و لیسادی لیس فیہودہ ۱۹ ای یطیبہ و یسأل منہم

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو اُهدى الى كراع لقبلت ولو دعت عليّ

لاحببت حل ثنائنا محمد بن بشاش احمد ثنا عبد الرحمن ثنا سفيان عن محمد بن المنكدر عن جابر قال جاءني

رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس براكب بغل ولا برذون حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ان ابو نعيم ثنا يحيى

بن ابي ليثيم العطار قال سمعت يوسف بن عبد الله بن سفيان قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

واقدني في حجره ومصر على راسي حدثنا اسحاق بن منصور ثنا ابو داود ان ابا نعيم وهوا بن صبيح ثنا

يزيد الرقاشي عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج على رجل رث و

قطيفة كمن نرى ثمنها اربعة دراهم فلما استوت به راحلته قال لبيك بحجة

لاسمعة فيها ولا رياء حدثنا اسحاق بن عبد الرزاق ثنا معمر عن ثابت البناني

ان كعب بن الاشرف قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اني انا خير مني خلقي

في الدنيا والآخره قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

ان الله يحب المتواضعين قالوا يا رسول الله اني سمعنا هذا من غير ان نرى منك شيئا فقال صلى الله عليه وسلم

۱۲ البیاضان فی وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۳ مائتہ ہجول ۱۲
۱۴ مائتہ ہجول ۱۲
۱۵ مائتہ ہجول ۱۲
۱۶ مائتہ ہجول ۱۲
۱۷ مائتہ ہجول ۱۲
۱۸ مائتہ ہجول ۱۲
۱۹ مائتہ ہجول ۱۲
۲۰ مائتہ ہجول ۱۲
۲۱ مائتہ ہجول ۱۲
۲۲ مائتہ ہجول ۱۲
۲۳ مائتہ ہجول ۱۲
۲۴ مائتہ ہجول ۱۲
۲۵ مائتہ ہجول ۱۲
۲۶ مائتہ ہجول ۱۲
۲۷ مائتہ ہجول ۱۲
۲۸ مائتہ ہجول ۱۲
۲۹ مائتہ ہجول ۱۲
۳۰ مائتہ ہجول ۱۲
۳۱ مائتہ ہجول ۱۲
۳۲ مائتہ ہجول ۱۲
۳۳ مائتہ ہجول ۱۲
۳۴ مائتہ ہجول ۱۲
۳۵ مائتہ ہجول ۱۲
۳۶ مائتہ ہجول ۱۲
۳۷ مائتہ ہجول ۱۲
۳۸ مائتہ ہجول ۱۲
۳۹ مائتہ ہجول ۱۲
۴۰ مائتہ ہجول ۱۲
۴۱ مائتہ ہجول ۱۲
۴۲ مائتہ ہجول ۱۲
۴۳ مائتہ ہجول ۱۲
۴۴ مائتہ ہجول ۱۲
۴۵ مائتہ ہجول ۱۲
۴۶ مائتہ ہجول ۱۲
۴۷ مائتہ ہجول ۱۲
۴۸ مائتہ ہجول ۱۲
۴۹ مائتہ ہجول ۱۲
۵۰ مائتہ ہجول ۱۲
۵۱ مائتہ ہجول ۱۲
۵۲ مائتہ ہجول ۱۲
۵۳ مائتہ ہجول ۱۲
۵۴ مائتہ ہجول ۱۲
۵۵ مائتہ ہجول ۱۲
۵۶ مائتہ ہجول ۱۲
۵۷ مائتہ ہجول ۱۲
۵۸ مائتہ ہجول ۱۲
۵۹ مائتہ ہجول ۱۲
۶۰ مائتہ ہجول ۱۲
۶۱ مائتہ ہجول ۱۲
۶۲ مائتہ ہجول ۱۲
۶۳ مائتہ ہجول ۱۲
۶۴ مائتہ ہجول ۱۲
۶۵ مائتہ ہجول ۱۲
۶۶ مائتہ ہجول ۱۲
۶۷ مائتہ ہجول ۱۲
۶۸ مائتہ ہجول ۱۲
۶۹ مائتہ ہجول ۱۲
۷۰ مائتہ ہجول ۱۲
۷۱ مائتہ ہجول ۱۲
۷۲ مائتہ ہجول ۱۲
۷۳ مائتہ ہجول ۱۲
۷۴ مائتہ ہجول ۱۲
۷۵ مائتہ ہجول ۱۲
۷۶ مائتہ ہجول ۱۲
۷۷ مائتہ ہجول ۱۲
۷۸ مائتہ ہجول ۱۲
۷۹ مائتہ ہجول ۱۲
۸۰ مائتہ ہجول ۱۲
۸۱ مائتہ ہجول ۱۲
۸۲ مائتہ ہجول ۱۲
۸۳ مائتہ ہجول ۱۲
۸۴ مائتہ ہجول ۱۲
۸۵ مائتہ ہجول ۱۲
۸۶ مائتہ ہجول ۱۲
۸۷ مائتہ ہجول ۱۲
۸۸ مائتہ ہجول ۱۲
۸۹ مائتہ ہجول ۱۲
۹۰ مائتہ ہجول ۱۲
۹۱ مائتہ ہجول ۱۲
۹۲ مائتہ ہجول ۱۲
۹۳ مائتہ ہجول ۱۲
۹۴ مائتہ ہجول ۱۲
۹۵ مائتہ ہجول ۱۲
۹۶ مائتہ ہجول ۱۲
۹۷ مائتہ ہجول ۱۲
۹۸ مائتہ ہجول ۱۲
۹۹ مائتہ ہجول ۱۲
۱۰۰ مائتہ ہجول ۱۲

وعاصم الاحول عن انس بن مالك ان رجلا خياطاد عا رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقرّب له ثريدا عليه دبّا وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياخذ له دبّا
وكان يحب الدباء قال ثابت فسمعت انس يقول فيما صنع على طعام اقدّر على ان
يصنع فيه دبّا الاصنع حل ثنا محمد بن اسمعيل ثنا عبد الله بن صالح
حدثني معاوية بن صالح عن يحيى بن سعيد عن عمر قال قيل لعائشة ماذا كان يعل
رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيته قالت كان يشرب من البشربغلي ثوب ويحلب ثلثه ويشرب منه
من باب طلب ۱۳

خیال میں چار دم ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر تھے کہ خدا یا اس حج کو کیا اور شہرت سے سب فرما یوں۔ ف یہ حدیث اسی
باب میں یا پچوس نمبر پر گزری ہے (۱۳) انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت
کی کہانے میں خرید تھا اور اس پر کہ وہ بڑا ہوا تھا حضور کو کہ وہ جو تکبر مغرب تھا اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے کہہ کر تھ
فرمانے لگے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا طیار نہیں کیا گیا جس میں مجھے کہہ دو ڈالنے کی قدرت
ہو اور کہہ دو اس میں نہ ڈال گیا ہو۔ ف۔ خرید شور بے میں بھیجی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں۔ یہ فقیر حضور کے سامنے کہ باب کی گیارہویں حدیث میں
گزر چکا ہے وہاں بھائے خرید کے شربے روٹی کا ذکر تھا ممکن ہے کہ دووں چیزیں ہوں۔ شور باروٹی بھی ہو اور خرید بھی ہو اور یہی ممکن ہے
کہ خرید اسکو مجازا کہہ دیا ہو یا اس حدیث میں شور باروٹی اجزا اس کے نما سے کہہ دیا ہو کہ خرید بھی شور باروٹی ہی ہوتی ہے (۱۴) ائمہ
اہل بیت ہیں کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دولت کہہ پر کیا کرتے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ حضور
آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑے میں خودی جوں تلاش کر لیتے تھے۔ اور خودی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے۔ اور اپنے کام خود
ہی کر لیتے تھے۔ ف۔ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے کہ کاہلے سے کہ عام آدمیوں کی طرح اپنے گھر کا کثرو دینتر کام خود کر لیا کرتے تھے۔
بڑی ضروریات اور گھر کے کاروبار کرنے میں حضور کو کچھ گرائی یا تکبر مان نہ ہو تا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو کام اور لوگ اپنے گھروں
میں کرتے ہیں وہ حضور بھی کر لیا کرتے تھے۔ بعض روایات میں مثال کے طور پر کچھ کام بھی گنوا دیے جیساکہ اس روایت میں گذرے
اسی طرح دوسری روایات میں ہے کہ اپنا کپڑا لسی لیا کرتے تھے اپنے حوتہ کا پیو نہ خود ہی لگا لیا کرتے تھے اپنے کپڑے کو پیو نہ لگا لیا کرتے تھے
وغیرہ وغیرہ۔ حدیث بلا میں جوں تلاش کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اور علما کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا کپڑا

۱۵ تقدم الحديث في حلة ادم صلی اللہ علیہ وسلم۔ وایہ اسمن بن مہاجر بن ابی طلحہ عن انس بن مالک الحدیث تقدم هناك ما یعلق بام الخیام ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲

عن انس بن مالک عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان عند بجلل ان وصفا قال كان رسول الله صلى

عليه السلام لا يكاد يواجب احدا بشئ يكره فلما قام قال للقوم لو قلتموه لبيع هذه الصفة حل ثنا محمد بن بشار

اي كره وارضى ذلك الشئ ۱۲۴ ق م

ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن ابى اسحاق عن ابى عبد الله الجعفي واسمه عبد بن عبد عن عائشة انها قالت

لم يكن رسول الله صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا صحتا بيا في الاسواق ولا يجزى بالستية

بالصاد والسين ۱۱

الستية ولكن يعفو ويصفح حدثنا هارون بن اسحاق الهذلي ثنا عبد الله بن عيسى عن هشام بن عروة عن

سكون المرم ۱۱

یہ سلسلہ جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کو پیشور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے حضرت ثناء فی اللہ صاحب نے

اپنے رسالہ مسلمات میں بھی اسکو ذکر کیا ہے جس کے ذریعہ سے میرے استاد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مقدمہ مکہ بھی اس طرح بخیر

(۴) انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا جس پر زور دیا گیا کہ کافر تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت

شریفہ یہ تھی کہ نگاہ بات کو مٹھ دیکھنے میں نہ فرماتے تھے اسلئے مسکوت فرمایا اور جب وہ شخص چلا گیا تو حضور نے حاضرین سے ارشاد

فرمایا کہ تم لوگ اسکو زد کر دے سے منع کر دیتے تھے تو اچھا ہوتا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ است پر غایت شفقت تھی

کہ اکثر بالواجب ایسے امور کو منع فرماتے تھے اس لئے کہ بڑا دودھ شخص انکار کر بیٹھے یا اعتراض کا سبب بن جاوے جس سے کفر تک نہ

پہنچ جاوے۔ اگر ان امور سے اطمینان ہوتا تو منع بھی فرما دیتے چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کو ایسے ہی کچھ یوں کہ حضور نے خود منع

فرمایا تھا ہی طے اور بہت سے واقعات حدیث کی کتابوں میں ہیں۔ نیز یہ تاخیر اور بالواجب منع فرمایا ایسے ہی مواقع میں تھا جہاں خلعت

اولی بات ہو یا تاخیر میں کوئی نقصان نہ ہو۔ ورنہ حرام چیز کے ارتکاب میں یہ صورت نہ تھی چنانچہ حضور کی گفتگو کے باب میں ملتا ہے

جو مفصل روایت گزری ہے اس میں ہے کہ جب امر حق سے تجاوز کیا جاتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی شخص تاب نہ لاسکتا تھا

اور نہ کوئی اس کو روک سکتا تھا جب تک کہ حضور اس کا انتقام نہ لے لیں۔ آئندہ حدیث میں بھی اسی قسم کا مضمون آ رہا ہے۔

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو طبعاً فحش گوئے نہ تکلف فحش بات فرماتے تھے نہ بازار

میں چلا کر (خلعت وقار) باتیں کرتے تھے میرانی کا بدلہ لڑائی سے نہیں دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے (اراس کا ذکر نہ کرہ بھی

نہ فرماتے تھے۔ بعض آدمی طبعاً فحش اور بیہودہ مذاق کے عادی ہوتے ہیں اور بعض لوگ جنگل مجلس کے فخر و بجا کیلئے

فحش گوئی کیا کرتے ہیں اسلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دونوں کی نفی فرمادی۔ بازار میں ضرورت حال میں مضائقہ نہیں ہے

لیکن وہاں جا کر شور و شغب کرنا تو قار کے خلاف ہے۔ سکون کی ساتھ اپنی ضرورت پوری کر کے چلا آئے بازار میں شور کی نفی سے

یہ لازم نہیں ہے کہ آدھ جگہ شور و شغب کرتے تھے بلکہ مقصد یہ ہے کہ بازار میں مٹوٹا ٹوٹو رول ہوتا ہے اور جو شخص وہاں بھی سکون وقار

لے گا تو نادانوں کی زبان پر تشبہ بنانا۔ دلائل کا بیان دلائل اور اسکو کہہ دیا اللہ تعالیٰ ذالہ الشکر وہ خود ارشاد ہے من بعد انبیا۔ کہ وہ دلائل

فلو کان مولانا محمد علی غفرلہ رحمہ اللہ علیہ کے ملامت کے لئے کہ وہ دلائل کے لئے منسوب لایا گیا ہے جلد ۱۳ ص ۱۵۱ ای فحش فی احوالہ و صفاتہ و جوارحہ

سے دیکھا اُس کا دوسری جگہ سکون سے رہنا ظاہر ہے۔ جہاں کا بدلہ بڑائی سے نہ دینے کے متعلق حضور کی ساری - واضح بھری ہوئی ہے کہ کفار سے کیا کیا انتہیں نہیں پہنچی۔ ام کی لڑائی میں حضور کی ساتھ کیا کیا پیش نہیں آیا اور جب صحابہ نے ان حالات سے متاثر ہو کر حضور کی بد دعا کی تو حضور نے دعا کی کہ اسے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما دے یہ نادانقہ ہیں۔ زید بن سہم نے اپنے سے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے دیکھ لیا ہو مگر دو علامتوں کے جن سے تجربہ کی ابتک ثابت نہیں آئی۔ ایک یہ کہ آپ کا علم آپ کے فضلہ پر غالب ہو گا دوسری یہ کہ آپ کی ساتھ کوئی بیعتی چلتا کابر تاؤ کرے گا کسی قدر آپ کا تحمل زیادہ ہو گا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آخر وقت بڑھتا رہا ایک دن آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے حضرت علیؓ آپ کے ساتھ تھے کہ ایک بدوی جیس شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھر پور رزق تمکو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ تم پر گڑ گیا مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں مگر اسے مبارک ہو تو آپ کچھ اعانت ان کی فرما دیں، حضور نے ایک شخص کی طرف جو غالب حضرت علیؓ تھے دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور موجود کو مجھے نہیں رہا۔ زید جو اس وقت تک یہودی تھے اس شخص کو دیکھ رہے تھے کہنے لگے محمد مصلی اللہ علیہ وسلم اگر تم ایسا کر سکو کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دیدو تو میں قیمت بیٹھتی اب دیدوں اور وقت معینہ پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور نے فرمایا یہ تو نہیں ہو سکتا البتہ اگر باغ کی تسعین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں میں اس کو قبول کر لیا اور ایسی کھجوروں کی قیمت اتنی متعال سونا (ایک متعال مشہور قول کو کافی ہوتا ہے) ہاں نہ کاہوتا جاؤ، دیدیا۔ آپ نے وہ سونا اُس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کر لو۔ زید کہتا ہے کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے حضور صحابہ کی ایک جماعت کیساتھ جن میں ابو بکرؓ وغیرہ بھی تھے کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ کے کہنے اور اہلاد کے پیلوں کو پیکر کہ نہایت ترش روی سے کہا کہ اے محمد تو میرا قرضہ ادا نہیں کرتا خدا کی قسم میں تم سب اولاد و عبد المطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادمند ہو حضرت عمرؓ نے فضلہ سے مجھے گھوڑا اور کہا کہ اسے خدا کے دشمن یہ کیا کیا رہا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے (حضور کا) درد نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا لیکن حضور نہایت سکون تک مجھے دیکھ رہے تھے اور تم مجھے لہجہ میں عرض فرمایا کہ تم میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے وہ یہ کہ مجھے حق کے ادا کرنے میں غبی رستے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقہ کی نصیحت کرتے جاؤ اس کو لیاؤ اس کا حق ادا کر دو اور تم نے جو اس کو ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں میں صلہ (تقریباً دو تین کھجوریں) اس کے مطالبہ سے زیادہ دیدینا حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ ادا میں صلہ کھجوریں زیادہ دیں میں نے پوچھا کہ یہ میں صلہ کیسے عرض کیا کہ حضور کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمرؓ مجھ کو کہتا ہے۔ انھوں نے فرمایا نہیں میں نے کہا کہ میں زید بن سہم ہوں انھوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی جو حضور کی ساتھ تھا نے یہ کیا سہرا تو لکھا میں نے کہا کہ علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو اب تک تجربہ کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ کا علم آپ کے فضلہ پر غالب ہو گا۔ دوسری یہ کہ ان کی ساتھ سخت جہالت کابر تاؤ ان کے حکم کو بڑھاتے گا اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا۔ لہذا تم کو اپنے اسلام کا گواہ بنانا ہوں اور میرا آدھا

عن عائشة قالت ما ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم بيداً شيئاً قط إلا أن
 يجاهد في سبيل الله ولا يضرب خادماً ولا امرأة حلثاً ثنا أحمد بن عبد الله الضبي ثنا
 فضيل بن عياض عن منصور عن الزهري عن عروة عن عائشة قالت ما رأيت رسول الله صلى
 عليه وسلم منتصراً من مظلمة ظلمها قط ما لم ينتهك من محرم الله تعالى شيء فإذا انتبهك من
 محرم الله تعالى شيء كان من أشد هم في ذلك غضباً وأخيراً من امرين إلا اختار اليسر هما

حدیثہم عندہ حدثت اولہم یصلحک مما یصلحون ویستحب مما یستحبون یشیر للفریق علی الحق
فی منطلق ومسا لہ حق ان کان اصحابہ یستحبونہم ویقول الذاریئم طالبتہ یطہرہا فافہ فی ذلک لا یقل
الثناء الا من مکانی ولا یقطع علی حد حتی یجوز فیقطعہ بنہی اوقیام حدیث محمد بن بشیر

ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کے باب میں اسے پرکار پہنچا ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے
چھوٹے بھائی (حسین) نے کہ کہا کہ میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کا اپنی اہل مجلس کی ساتھ کار پر چڑھا تو
انھوں نے فرمایا کہ آپ ہمیشہ خندہ پریشانی اور خوش خلقی کے ساتھ متصف رہتے تھے۔ یعنی چہرہ انور پر ہمیشہ اور شادمانی کا اثر نمایاں
ہونا تھا آپ نرم مزاج تھے یعنی کسی بات میں لوگوں کو آپ کی موافقت کی ضرورت نہ ہوتی تھی تو آپ سہولت سے موافق ہو جاتے تھے نہ آپ
سخت گوشتے اور نہ سخت دل تھے۔ نہ آپ جلا کر بولتے تھے نہ فحش گوئی اور بدکلامی فرماتے تھے۔ نہ عیب گہرتے کہ دوسروں کے عیوب
پکڑیں۔ نہ زیادہ مبالغہ سے تعریف کرتے نہ زیادہ مذاق کرنا لے نہ بغیل زمین لفظ اس جگہ نقل کئے گئے تینوں کا ترجمہ لکھ دیا،
آپ ناپسندیدہ باتوں سے اجتناب فرماتے تھے یعنی اوصاف لغتات نہ فرماتے نہ گویا سنی ہی نہیں۔ دوسرے کی کوئی خواہش اگر آپ کو پسند نہ آتی
تو اسکو یا اس میں نہ فرماتے تھے اور اسکا وعدہ بھی نہ فرماتے تھے۔ بچے تین باتوں سے اپنے آپ کو باطل علیحدہ فرما رکھا تھا جسکے سے
اور تکبر سے اور بیکار بات سے۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا۔ کسی کی مذمت نہ فرماتے تھے کسی کو عیب نہ ملتا تھی۔ کسی کو عیب
تلاش نہ فرماتے تھے۔ آپ صرف وہی کلام فرماتے جو باعث اجر و ثواب ہو جب آپ نے گنگو فرماتے تو حاضرین مجلس میں طرح طرح جھکا کر کہتے
ہیے ان کے سروں پر پر نہ سے بیٹھے ہوں کہ ذرا بھی حرکت ان میں نہ ہوتی تھی کہ پرندہ داسی حرکت سے شامعانا ہے، جب آپ
چپ ہو جاتے تب وہ حضرت کلام کرتے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے درمیان میں کوئی شخص نہ بولتا تھا جو کہ بولتا
حضور کے چپ ہو نیکنے بعد اٹھتا تھا، آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے تھے۔ آپ سے جب کوئی شخص بات کرتا تو اس کے
خاموش ہونے تک سب ساکت رہتے۔ ہر شخص کی بات دو تہ سے سنے میں ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی گفتگو دینی ہے قدری کہ
کسی کی بات نہیں سنی جاتی تھی در نہ عام طور پر یہ ہوتا کہ مجلس کی ابتداء میں جو توجہ تام ہوتی ہے پھر کچھ دیر ہونے سے لکتا ناشور
کر دیتے ہیں اور کچھ بے توجہی ہی ہو جایا کرتی ہے، جس بات سے سب ہنسے آپ ہی تم فرماتے اور جس سے سب لوگ عجب کرتے تو
آپ بھی تعجب میں شریک نہ رہتے یہ نہیں کہ سب الگ چپ چاپ بیٹھے رہیں بلکہ معاشرت اور طرز کلام میں شریک اور مجلس شریک حال
رہتے۔ اجنبی مسافر تو کسی سخت گفتگو اور بے تیزی کے سوال پر صبر فرماتے یعنی گلو دی لوگ جا ہی جا سوالات کرتے اداب کی رعایت
نہ کر کے ہر قسم کے سوالات کرتے حضور ان پر گرفت نہ فرماتے ان پر صبر فرماتے اور اس وجہ سے کہ وہ لوگ ہر قسم کے سوالات کر سیتے
تھے بعض صحابہ آپ کی مجلس اقدس تک مسافروں کو لیکر آیا کرتے تھے تاکہ ان کے ہر قسم کے سوالات و فوجی متغیر ہوں اور ایسی

لہ ای کہرت اومہم فی عدم اللال من ادان الامصار جہ الامصار جارۃ بالمال اذ اکثر اللال قال القاری وقیل لا یتحدث لہو الا من جارہ لا علی الترتیب وقیل
الراد بالہم انفسہم ای مصفی کہرت کلہم کہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہم السلام قد کسری علی البغدادی الخلفاء دوسرے الادب مالان یصد من جفاۃ الارباب وقد
ور من جافا ان علی ای تمون مانی انفرادی مجلس یستعد السبب یستعدون فی فیہم ہاں ہاں بسواہ وقیل عنہا سببہم علی غرار ہاں ہاں
من مہوم وقیل الزاحیہ یمن مجلسہم من البغدادی ۱۲۰۴ لہ یعنی اذا اصطنع فاعنی علیہ علی سبیل الشکر والکرار بقدرہ اذا ابتغی شاکرہ کرہ انہ زشری وقیل منہ

عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت أتيت النبي صلى الله عليه وسلم بفناء من

و طَبَّاحُ زَرْعٍ فَاعْطَانِي مَلَأَ كَفَّيَّ حُلِيِّكَ وَ ذَهَبًا حَسَنًا عَلَيَّ بَنَ خَشِيمٍ وَ غَيْرَ ذَلِكَ
 الصَّفَارِثُ الْمَقَارِثُ ۱۲

قالوا انا عيسى بن يونس عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم

كان يقبل الهدية ويثيب عليها

ی یعلیٰ فی مقابلتہا شیئا

تو کچھ ہتھائی منہ خاص ہی اخیر تک اس کا منتظم رہا۔ عادت شریفہ یعنی کعبہ کوئی مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوتا اور آپ اس کو کھانچ کر
توچے اس کے انتظام کا حکم فرماتے۔ میں کہیں سے قرض لیکر اس کے کپڑے بنوا کر انہو کھانے کا انتظام کرتا۔ ایک دن مشرکوں میں سے ایک
شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ بھئی بڑی دست حاصل ہے نہیں جو کچھ قرض لینا ہو مجھ سے لے لیا کر واد کسی سے قرض لینے کی ضرورت
نہیں ہے میں اس سے قرض لینے لگے۔ ایک دن میں وضو کر کے اذان کہنے ہی کو تھا کہ وہ مشرک چند تاجروں کو ساتھ لے ہوئے آیا اور
مجھے دیکھ کر کہنے لگا کہ اوجی میں نے کہا حاضر ہوں وہ نہایت عرش رونی سے جھکوڑا بھلا لکھنے لگا اور کہا کہ اس مہینہ کے ختم میں کتودن
باقی ہیں میں نے کہا کہ مہینہ تو ختم کے قریب ہے کہنے لگا کہ چار دن باقی ہیں اگر اس وقت تک قرضہ ادا نہ کیا تو مجھے قرضہ میں غلام بناؤ گا
اور جیساکہ پہلے غلامی کی حالت میں بکریاں چرایا کرتا تھا وہی صورت پھر ہو جائیگی حضرت بلال کہتے ہیں کہ اس کی یہ باتیں سن کر جو
لوگوں پر گذشتی ہے عجب پر بھی گذری۔ میں مشاہد کی نماز کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور یہ سارا قصہ سنا کر عرض کیا کہ حضورؐ
جلدی انتظام کیا ہو سکتا ہے ادائیگی کیلئے آپ کے پاس کچھ سے نہ میرے پاس۔ میں روپوش ہو جاؤں یہ موجب آپ ادائیگی فرما دیں گے
میں حاضر ہو جاؤں گا اور وہ مجھے سخت ذلیل کہے گا۔ صبح کی نماز سے قبل ایک شخص دوڑا ہوا آیا کہ حضورؐ بلا ہے ہیں میں حاضر ہوا تو حضورؐ
نے فرمایا اللہ جل شانہ نے تیرے قرضہ کا انتظام کر دیا ہے اور نشیاں جو سامان سے لے دی ہوئی کھڑی ہیں یہ ذک کے حاکم سے ہدیت بھیجا
ہے۔ میں نے صبح کو وہ سب قرضہ بے باں کیا اور حضورؐ کو اطلاع دی کہ اللہ جل شانہ نے قرضہ سے آپ کو سبکدوش کر دیا حضورؐ نے
فرمایا کہ اس سامان میں سے کچھ کیسے یا نہیں میں نے عرض کیا کہ کچھ نہ بن گیا، حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو تقسیم کر دے کہ مجھے راحت ملے شام
ہو گی کچھ پھر بھی بیچ گیا ہوشا رکے بعد حضورؐ نے دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ تحقیق اس کے ہیں ابھی کچھ باقی ہے تو حضورؐ نے وہ ات
مسجد میں گذاری مکان پر تشریف نہیں لے سکے دوسرے دن عشا کے بعد پھر دریافت فرمایا میں نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے اس کے
بارے آپ کو سبکدوش فرمایا وہ سب تقسیم ہو گیا تب حضورؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے کانوں پر تشریف لے گئے۔ (ابو داؤد)۔

۱۴۴ھ بمطابق ۱۸۲۵ء میں ایک طباق کھجوروں کا اور کچھ جھوٹی جھوٹی پتلی پتلی لکڑیاں لیکر حاضر خدمت ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنا دست مبارک بھر کر سونا اور زیورِ حرمت فرمایا۔ یہ حدیث حضور کے میوہ کے ذکر میں علامہ ونگر لکھ چکے ہیں۔

(۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ قبول فرماتے تھے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے۔ فیکمال خلق ہے کہ بدیہ واپس کرنے میں دوسرے کی دل شکنی کا خیال ہے اور بدلہ نہ دینے میں اس کو کوئی نفع نہیں بلکہ بسا اوقات غلبہ محبت

۱۱۰ قال الترمذی والبیہار لأخوف هذا الحديث بوصوه ۱۱۱ من حديث عيسى بن يونس و هو عند الناس سهل وقال البخاري جدا هذا الحديث لم يذكره كجع وعلمنا من
 بهام من أبيه من عاصفة وأشد بهيذان عيسى نغزو بصله قال الفقيه المصنف في رواية كجع وصها إلى أبي شعبة عن علفه وثيب ما خبر منها رواه في غيرهم قف علفا

عن علی بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجمعوا امری فاعطیت الحجام أجره حد ثنا هرون بن اسحاق البغدانی ثنا عبد بن سفیان الثوری عن جابر عن الشعبي عن ابن عباس اظنه قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجمع فی الاخذ عین و بین الکفین اعطی الحجام اجره ولو کان حراماً لم یعط حد ثنا هرون بن اسحاق ثنا عبد بن ابن ابی یعلی عن اذاع عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا جتماً فحجمه وسأله کفر خراجک فقال ثلثة اصمغ فوضعه عند صاعا واعطاه اجره حد ثنا عبد القدوس بن محمد العطار البصری ثنا عمرو بن عاصم عن حماد و جری بن حازم قالنا قد ادة

ہوئی ہیں جس سے بعض لوگوں کو اشکالات اور شبہات پیدا ہو گئے حالانکہ روایات کا مفہوم صحت اور واضح ہے کہ جس پیشہ کے متعلق بھی ارشاد عالی وارد ہو اس میں کوئی حائل مہمات قابل ملاحظہ نہیں ہے جس پر پیشہ مقصود ہے حدیث بالا میں محصول سے یہ ہر آدمی کو غلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جائے تاکہ اتنی مقدار روزانہ چار سے چوالہ کر دیا کر دینی ہو جس کو کام نہیں دے سکا اور اس طرح غلام عبد ماذون کہلاتا ہے۔ ان کا روزانہ تین صاع مقرر تھا حضور کی سفارش سے ایک صاع کم ہو کر دو صاع رہ گیا تھا۔ صاع میں ملبار کا نصف ہے فقہاء غنیہ کے نزدیک تقریباً چار سیر وزن کا ایک صاع ہوتا ہے حضور کا یہ ارشاد کہ سینگ لگا کر ناہتر ہو جائے باطل صحیح ہرگز اس کے مقابلہ میں کہنے کے فوج میں ہیں اور ایسے ہی ہر گرم ملک کے رہنے والے کہ ان کا خلق رقیق ہونے کی وجہ سے بدن کے سطح ظاہر کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے اور ملکی حرارت اس کو فہرے کر دیتا ہے۔ اسی وجہ سے ملبار جیسا کہ سال یوز زیادہ مروا لے کیلئے سینگ لگانا مفید نہیں ہے۔ (۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سینگ لگوائی اور مجھ کو سکی زردی دینے کا حکم فرمایا میں نے اس کو لگا دیا۔ (۳) اس حدیث میں بھی دو فوائد سے پیش کی گئی کہ استعمال اللہ کی اُجرت اور اگر سینگا حواجر۔ (۴) ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور نے گردن کی دونوں جانب پیچھے لگوائے اور دونوں شانہ کے درمیان اللہ کی اُجرت بھی مرحمت فرمائی۔ اگر ناہتر ہوتی تو حضور کیسے مرحمت فرماتے۔ (۵) چونکہ سینگ لگانے میں ٹھنڈی خون کھینچنا پڑتا ہے اس وجہ سے بعض احادیث میں اس کا مٹی اور اس پیشہ کی بڑائی آتی ہے جیسے کہ شرف میں گذر رہے بعض روایتوں میں اس کی کماٹی کو ضیعت فرمایا ہے۔ جس کی بنا پر بعض ملبار اس کی اُجرت کو ناہتر فرماتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل دونوں روایتوں میں اس طرح صحیح کرتے ہیں کہ ممانت کی روایت کو آزاد لوگوں کے حق میں بتا دیا ہے اور اہل زنت کی روایت کو غلام کو حق میں اور چونکہ ابولہب بھی غلام تھے اسلئے اُجرت دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن جریر فرماتے ہیں کہ غنیہ اس کو فرمایا کہ یہ ایک مسلمان کی ضرورت ہے جس کی امانت دوسرے مسلمانوں پر واجب ہے اسلئے بلا اُجرت سینگ لگانا چاہئے تھا۔ بعض ملبار اس بارہ میں مختلف ہیں حضرت ابن عباس حضور کے اس فعل کو عواجز پرستہ لال کرتے ہیں کہ اگر یہ ناہتر ہوتی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مرحمت فرماتے۔ (۶) ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے ایک سینگ لگا کر فرمایا کہ اس کو سینگ لگائی حضور نے اُن سے ان کا روزانہ کا محصول دریافت فرمایا تو انھوں نے تین صاع بتلایا حضور نے ایک صاع کم کر دیا اور سینگ

لے بیخ مشین مجتہد و مکتون مین ہوا۔ عامر بن شریک نسبت لشبہ بن مہران ۱۲۸۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ فی انھما و فی الصلح بالمانیہا الصلح بالواد

عن ابن عباس عن عبد یقظ قال لعیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض طریق المذنب فقال لنامد لنا الحسن انا ابنی الرحمة و
نبی التورہ وانا المقفی وانا لما اتمرت نبی الملاحہ حل ثنا اسحاق بن منصور وثنا النضر بن شمل انا حماد بن سلمہ عن
عاصم عن زید عن حذیفہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض طرقہ کہکذا قال حماد بن سلمہ عن عاصم عن زید عن حذیفہ

کہ کو مٹا ہے اور ایک نام حاشر ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت میں حشر کیسے سب سے پہلے آپ کو اٹھائیں گے اور تمام امت آپ کا بند
حشر کی جائیگی اور اٹھائی جائیگی تو گو یا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام امت کے حشر کا سبب بنے اور ایک نام میرا لقب ہے جس کے
معنی عجم آتا ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء کی پیچھے تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ف اخیر
کے تین نام مع وجہ تسمیہ کے ذکر کئے گئے لیکن اولیٰ کے دو ناموں کی وجہ روایت میں نہیں ہے بظاہر اس وجہ سے کہ پہلے دو نام میں
اور باقی صفات میں یا اس وجہ سے کہ ان ناموں کی بہت سی وجوہ ہو سکتی ہیں یا اس وجہ سے کہ ان کی وجوہ ظاہر نہیں علماء و کلماء
کہ محمد حمد کا مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت حمد کی گئی یا تو اس وجہ سے حضور کا نام ہے کہ آپ کی خصال حمیدہ بہت زیادہ ہیں
یا اس وجہ سے کہ آپ کی تعریف عرقہ بعد موت کی گئی یا اس وجہ سے کہ اللہ جل شانہ نے آپ کی کثرت سے حمد کی ہے اور اسی طرح ملکہ نے
سابقین انبیاء نے اولیاء نے یا قافلہ کے طور پر ہے کہ بہت زیادہ حمد کی جائے یا اس وجہ سے کہ اولین و آخرین سب ہی آپ کے
شنا خواں ہیں اور قیامت میں سب ہی آپ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے جس کا نام حمد کا جھنڈا ہے اور حمد کے معنی زیادہ تعریف
کرنے والا ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے معنی بھی زیادہ تعریف کئے گئی ہوں۔ اس صورت میں یہ لفظ پہلے لفظ کے ہم معنی ہے
لیکن پہلے معنی زیادہ مشہور ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے آپ سب سے زیادہ اللہ جل شانہ کی تعریف کرتے ہوئے ہیں جو دنیا کے اعتبار سے
بھی ظاہر ہے اور آخرت میں ہے یہی کی قیامت میں حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہو گا مقام محمود آپ کیسے ہے شفاعت کے وقت
آپ اللہ جل شانہ کی ایسی حمد کریں گے جو کبھی بھی کسی نے نہ کی ہو حضور خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ جل شانہ کی وہ تعریفیں سمجھ
القا ہوگی جو اس وقت تضر نہیں ہیں علماء نے لکھا ہے کہ محمد حضور کا مخصوص نام ہے جو پہلے لوگوں میں کسی نے نہیں رکھا تھا جب حضور
کی ولادت کا زمانہ قریب تھا تو بہت سی لوگوں نے اس امید پر کہ شاید ہماری ہی اولاد ان بشارتوں کی مستحق بن جائے جو پہلی کتاب میں ہیں
اور یہی نبی بن جائے محمد نام رکھا لیکن اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ اللہ ہی بہتر جانے والا ہے اس جگہ کو جہاں اپنی رسالت
کو تجویز فرماتا ہے (۴) مذکورہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے راستہ میں ملا حضور تشریف لے رہے تھے
تذکرہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام محمد ہے اور احمد ہے۔ اور نبی الرحمتہ ہے اور نبی التوبہ ہے اور میں مقفی ہوں اور حاشر ہوں اور
نبی ملاحم ہوں۔ ف۔ ان اسماء کو خاص طور سے اسلئے ذکر کیا کہ یہ نام پہلی کتابوں میں بیشین کوئی کے طرز پر لکھے ہوئے تھے۔

۱۔ بعض اوقات کسر الفاء المشدودہ ای الذی یعنی آثار میں سابقین انبیاء و تبع الخواریم قال تعالیٰ اولئک الذین ہدی اللہ فہدایم بشیرہ وسمیٰ منسجہ لانا نبیاء
فی انس التوحید و حکام الاصول و ان کا معنی ہے بعض الفروع و دوی بصیرۃ المعقول ای ان الذی تعالیٰ علی آثارہ لانا نبیاء ای رسالت الی الناس بعدہم
وتم فی الرسالۃ ینال نعوت اشرافین ای وجہ و تعظیف علی آثارہ فکان ای اتبعۃ ایاد قال تعالیٰ و قضا علی آثارہم برسالتہ فذوت صوف الصلۃ الی الخیر
تحقیقاً ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱

اہل کتاب ان اسماء وصفات کو آپ کو پہنچاتے تھے۔ ان میں پہلا نام نبی الرحمتہ ہے جس کا ترجمہ ہے رحمت کا نبی۔ یعنی حق تعالیٰ اللہ نے آپ کی ذات والا صفات کو مسلمان اور کافر سب کیلئے باعث رحمت بنایا۔ چنانچہ خود قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ چھٹے نم کو تمام عالم کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مسلمانوں کیلئے آپ کا رحمت ہونا تو ظاہر ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا وسیلہ و کفار کیلئے اسلئے کہ حضور کے الطاف و شفقت کی وجہ سے پہلی امتوں کی طرح اس امت پر عذاب عامہ نازل نہ ہوا بلکہ قرآن پاک میں یہ وعدہ ہو گیا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان کافر و کفر گز عذاب نہ کریں گے۔ اور نیز اتنے آپ کے دین کا تقاضا بھی اتنے تمام عالم کا نظام باقی رہے گا جس وقت تمام دنیا میں ایک بھی اللہ کا نام لینے والا باقی نہ رہے گا نظام عالم درجہ برہم ہو کر قیامت قائم ہو جائے گی۔ نیز آپ کی نبوت تمام عالم کیلئے ہے کسی امت یا جماعت کی خصوصیت نہیں، اس لحاظ سے ہی آپ تمام عالم کیلئے رحمت ہیں کہ جہلال چاہے اس رحمت میں داخل ہو جائے نیز آپ کو گلوں کا آپس میں تراجم اور ایک دوسرے کی مائت رحمت اور شفقت کی تعلیم دینے کیلئے ہیں اس لحاظ سے ہی آپ رحمت کے نبی ہیں نیز اللہ کی رحمت کے دروازے آپ کی وجہ سے کھلے ہوئے ہیں۔ نیز آپ اللہ کی رحمتوں کی خبریں اور نبیائیں دینے والے ہیں ان مثنیٰ کے اعتبار سے آپ رحمت کے نبی ہیں۔ نیز آپ کا دین ستر رحمت ہے اسلئے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ نیز آپ کی امت کی صفت قرآن شریف میں رحما و رحمہم دار ہوئی ہے۔ یعنی آپس میں رحمت کا برتاؤ کرنا والے۔ اس لحاظ سے بھی آپ رحمت کے نبی ہیں۔ دوسرا نام آپ کا نبی التوبہ ہے جس کا ترجمہ ہے توبہ کی آگاہی کہ آپ کی امت کیلئے صرف توبہ اپنے شر الکی ساتھ لگنا ہوئی معافی کیلئے کافی کر دی گئی بخلاف بعض پہلی امتوں کے کہ ان کی توبہ قبول ہونے کیلئے قتل نفس وغیرہ شرط تھا۔ نیز آپ امت کو کثرت توبہ کا حکم کرنا والے ہیں۔ نیز آپ خود نہایت کثرت توبہ کرنا والے ہیں۔ ان وجوہ سے ہر دو ایسی چیز کی بنا پر حضور کو توبہ کا نبی کہا جاسکتا ہے۔ ایسے ہی ایک نام مقفیٰ کر یعنی سب سے نیچے آئی والا جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو یا پہلے انبیاء کا اتباع کرنا والا۔ علماء نے دونوں معنی لکھے ہیں۔ دوسرے معنی کا یہ حال ہے کہ اصل توحید اور مکارم اخلاق میں موافق رہے۔ فروعات علیہم الصلوٰۃ والسلام کے موافق تھے۔ اور تمام انبیاء ایک دوسرے کے اصل دین توحید اور مکارم اخلاق میں موافق رہے۔ فروعات مذہب میں اختلاف رہا۔ ایک نام حاضر ہے جس کا مطلب گذشتہ حدیث میں گذر چکا ہے۔ ایک لقب آپ کا نبی السلام ہے دینی لمون کا نبی، لمحہ اس اطوائی کو کہتے ہیں جس میں بہت کثرت قتل و قتل ہو حضور کے اس نام کی وجہ ظاہر ہے کہ جہاں جس قدر حضور کے زمانہ میں اور حضور کی امت میں ہوا انسان کسی نبی کی امت میں نہیں ہوا۔ نیز اس امت میں ہمیشہ رہے گا چنانچہ آپ کی مشیت مقرر ہوئی ہے کہ میری امت میں جہاں قیامت تک رہے گا۔ حتیٰ کہ اخیرۃ امت و قتال سے قتال کرے گا۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اس لفظ کے معنی اجتماع اور التیام کے ہیں اور حضور کی امت میں جو اجتماعی صورت گذر چکی ہے اور باوجود اختلافات اس کے گذرے دور میں بھی باقی جاتی ہے کسی نبی کی امت میں ایسی مسلسل نہیں باقی جاتی۔ نیز لمحہ کے معنی فتنہ عظیم کے بھی ہیں۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی حضور کا نام مسیح ہے اس لئے کہ اس امت میں قیامت کے قریب لڑے بڑے اور سخت فتنے پیدا ہونے جن کی نظیر کسی نبی کی امت میں نہیں ہے ایک و قتال ہی کا فتنہ ایسا سخت ہے کہ حد نہیں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر ہر نبی نے دجال کے فتنے سے لوگوں کو ڈرایا ہے ایسے ہی باوجود باوجود وغیرہ سخت حوادث آنے والے ہیں جن کے آثار شروع ہیں۔ اللہم احفظنا منہا بملک و فضلك و جاک بنبیک و حبیبک۔

من هذا الوجه معنى قوله ورفعنا عن قومنا عن حجرهم كان أحدهم يشدُّ في بطنه الحجر من الجهد الضيق
الذي به من الجوع **حدثنا محمد بن اسمعيل** ^{بن} **أدم بن أبي إسحاق** ^{بن} **شاذان** ^{بن} **أبو موفية** ^{بن} **ثنا عبد الملك بن**

یہودیوں کا احتمال ہوتا ہے کہ تھور کو یا کسی سخت چیز کو باندھ لینے سے اس کو امن رہتا ہے بعض علماء نے لکھا ہے کہ جب ہیٹ بال کا گولی ہو جائے تو اس گولی کے ارتعاش کا اندیشہ ہوتا ہے بالخصوص جیسے پھرنے میں۔ اور ہیٹ کو باندھ لینے سے یہ اندیشہ نہیں رہتا نیز ہیٹ کے بالکل خالی ہوجانے سے کمر بھی جھک جاتی ہے۔ گیزا ہو یا کائنات اندیشہ ہوتا ہے اس حدیث پر ایک قوی اشکال ہوا ہے کہ بہت سی حادثات میں مضمین وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھا کرتے تھے اور جب صحابہ کرام نے حضور کے اتباع میں روزوں کے تسلسل کا ارادہ کیا تو حضور نے منع فرمادیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ میری خصوصیت کہ گیزا افکار کی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھوں۔ اس نے کہ حق تعالیٰ شاہجے کھلاتے اور پالتے ہیں۔ یہ کھانا پکانا کس طرح ہوتا تھا یہ اپنی جگہ پر لیکن اس سے معلوم ہوا کہ غباری طور پر کھانا پینا چھوڑنے سے حضور پر بھوک کا اثر محسوس نہ ہوتا تھا ایسی صورت میں ہیٹ کی چھرباندھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور چونکہ روزے والی روایات کثیرہ ہیں لہذا بعض علماء نے محدثین کے قواعد کے تحت ان تھور والی روایتوں کو ضمیمہ قرار دیدیا لیکن اکثر محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ اس مضمین..... روایات بھی کئی ہیں۔ نیز روزے والی روایتوں کو کئی ایسی مخالفت بھی نہیں ہے کہ دونوں کا مختلف حالات پر عمل نہ ہو سکتا ہو اسلئے ان روایات کے ضمیمہ قرار دینے کی ضرورت نہیں بلکہ جو بعض مختلف اقوال ان دونوں روایتوں کے تعلق وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً تھور والی روایات مبتدیانہ کی ہوں اور یقیناً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقیات روز افزوں تھیں اسلئے کھلانے بلانے۔ لی روایات بعد کی ہوں۔ مثلاً کھانا پلانا روزہ کی حالت کیساتھ مخصوص ہو اور عام مومنین میں بھی یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ روزے کی حالت میں فاقہ کا اثر اور قرب انسان نہیں ہوتا تھا۔ اس اعتبار سے دونوں حالات حضور کے بھی ہوتے ہوں جیسے کاشغار سلوک کے مختلف احوال ہوا کرتے ہیں اس قول کے موافق ان روایات کا اعتبار نہ پر معمول کر لینی ضرورت نہیں۔ نیز زمانہ میں بھی مختلف اوقات کے اعتبار سے مختلف احوال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً حضور پر بھوک کا اثر یقیناً نہیں ہوتا تھا۔ اسکے باوجود تھوروں کا باندھنا افکار اور مساکین کی ساتھ اشتراک عمل کی غرض سے تھا۔ اور عام دستور ہے کہ جس شقت اور تکلیف میں اپنے بڑے بھی مبتلا ہو جاتے ہیں اس میں مساوات مند چھوٹوں کیلئے انکے مقابلہ میں اپنی تکلیف کا التفات بھی نہیں رہتا۔ پھر صحابہ کرام جیسے سید عشاق کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے کھانا پلانا اعزاز و اکرام ہی تو تھا کئی جوں جوں امر نہ تھا تو کسی دولت جبکہ صحابہ کرام پر تریک و عسرت کا غلبہ ہو مقرر فاقہ اس حالت پر پہنچ گیا ہو کہ ہیٹ سے پھر باندھنا چاہیں حضور خود اس کرام سے مستفید نہ ہوتے ہوں کہ بڑے گھربوک میں تڑپتا ہو تو اس کے حلق میں تلکڑا کا تھوڑا سا پھر حضور کی امت پر شفقت کا کیا پوچھنا

[illegible]

فانطلقوا الى منزل ابی ابيثيم بن النہان الانصاری وكن جلا کثیر النخل الشجر الشاء ولم یکن له خدم فلم یجدوه فقالوا لاهل ائمه ابن صاحبك فقال انطلق یستعین لنا الماء فلم یلبثوا ان جاء ابو ابيثيم یزعمها فوضعها ثم جاء بلایم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفتت بابا ثم انطلق یتم الى حد یقتہ فسطح لهم بساطا ثم انطلق الى الخلة فجاء بقتوف وضع فقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم افلا تنقیب لنا من (طبعه) فقال یا رسول اللہ انی

ہیں جس کی اگر حضور سے اجتہادی خطا ہوئی تو اس میں بھی حضرت ابوبکرؓ شریک ہیں جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے معاملہ میں جس کا قصہ سورہ انفال کے اخیر میں ہے۔ اس صورت میں حضرت ابوبکرؓ کا اس وقت خلاف معمول باہر نکلنا دل بہمت حضور کے قلب املہ کا اثر تھا گو بھوک بھی لگی ہوئی ہو۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا تاہی بھوک کے نقصان کی وجہ سے تھا۔ لیکن حضور کے چہرہ انور کو دیکھ کر اس کا خیال بھی جاتا رہا اسی لئے حضور کے استفسار پر اس کا ذکر نہیں کیا۔ یہ یاد سب کچھ ہیں مجھے حجر کے صدمہ غلام بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کر صورت تیری بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی تشریف آوری بھوک ہی کی وجہ سے تھی مگر اس کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ حضور کو اگر نہ ہو کہ دوست کی تکلیف اپنی تکلیف پر غالب ہو جایا کرتی ہے) تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ حضور نے ان سے بھی بے وقت حاضری کا سبب پوچھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ حضور بھوک کی وجہ سے حاضر ہوا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ بھوک تو کچھ میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد تینوں حضرات ابواہیثم انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ اہل ثروت لوگوں میں تھے مگھوروں کا بڑا باغ تھا مگر یہاں بھی بہت سی تھیں۔ البتہ قادم ان کے پاس کوئی نہیں تھا۔ اس نے گھر کا کام سب خود ہی کرنا پڑتا تھا۔ یہ حضرات جب ان کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر والوں کیلئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں جو قادم نہ ہونے کی وجہ سے خود ہی لانا پڑتا تھا۔ لیکن ان حضرات کے پہنچنے پر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہ بھی شکیزہ کو جو شکل سے اٹھتا تھا بدقت اٹھاتے ہوئے واپس آگئے اور حضور کی زیارت و مشرف ہو کر اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے اور زبان حال سے یہ ہم نہیں جب میرے ایام بچے آئیں گے۔ بن بلائے میرے گھر آپ چلے آئیگے۔ پڑھتے ہوئے حضور کو لپٹ گئے اور حضور پر اپنے ماں باپ کو نفا کرنے لگے۔ یعنی عرض کرتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ اس کے بعد باغ میں چلے کی درخواست کی وہاں پہنچ کر فرش بچھا یا اور دین و دنیا کے سرور مایہ فرمایا کہ جو تھکا ایک خوشہ (جس میں ہر طرح کی کچی کئی کچری مگھوریں تھیں) سامنے حاضر کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ سارا خوشہ توڑنے کی کیا ضرورت تھی اس میں ابھی کچھ بھی ہیں جو ضائع ہو چکی۔ کچی کچی چھانت کر کیوں نہ توڑ لی۔ مزین بان نے عرض کیا تاکہ اپنی پسند سے کچی اور

۱۔ قال القاضی فی ردایہ هذا الخبر فی دلائل جہاد فی صحیحہ ابی ایوب الانصاری فافضیہ متعددہ فی ردایہ السمل جل من الانصار و یومئذ لم یقال لہا ولا لہا ولا لہا فی منزل لا یزین فی کمال شرفہ بعد استعظم موسیٰ والفرقہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم منہ من ذلک ولوشاء کلمات جہاد تہاتر ششی موزبا کس الشریک ان اراد ان یزیر الخلافۃ بہم وان یستہم لیس فیہم فاعلوا ذلک تشریف اللہ و ہل فرقا فی الشیخ علیہ السلام قاصداً من اول وجودہ فی انسان من ادانہ جار التسمیۃ بالانفاق الظاہر انشائی ۱۲ ۱۳ التسمیۃ بفتح التاء الفوقانیۃ و کسر الحاء الممدودہ و ہولت و سار ما و قبل عینک و اسم ابی الہیثم ملک ۱۴ ۱۵ بغضتہم مع غارہم انہم لا ذکر والانی و لیس المراد عنہم بل عن النافذ و ہذا فوطۃ لقلوب الان فی ذکرہ و وہ ۱۶ ۱۷ تحقیقہ معتزۃ فرای سائلہ فہم ہذا معتزۃ من زعم اقرتہ طار و قبل یہ فہا لفتھا لبقا جار ما سئل بزعم زعمای سیدانہ ۱۸ ۱۹ جسدہ یا لہ من الان نقدرہ فی شریکہ میرہ و فی اخری من ان افکار و کلا جاہد لان الفکر لغتہ لا سیرہ بطاشری ولا فدا و قبولی فدا ۲۰ ۲۱ الباء الممدودہ او المصاعبہ ای ذہب سیرہ و انکرا لقراری الاول عدم ما یستحق ان یکرر

ٹھکار کی تھیں اسکے بعد بھی قبیہ بنو اسد کے لوگ اسلام کے بارہ میں جھکو دھمکاتے ہیں اگر میری دین سے ناواقفیت کا یہ حال ہے جیسا یہ لوگ بتاتے ہیں تو خسرال دنیا والا اخرۃ۔ دنیا اس بگ و عسرت میں گئی اور دین کی یہ حالت کہ نماز کو بھی واقفیت نہ ہوئی۔ اس حدیث میں چونکہ امام زہدی رحمۃ اللہ علیہ کو صرف اس وقت کی بگ و دھمکانا مقصود تھی اسلئے تمام فقرہ کو مختصر کر دیا کہ مقصد صرف یہ بتانا تھا کہ تنگی اور عسرت کی وجہ سے مجاہدین کو غذا بھی نہ ملتی تھی یہ اسلامی فوج درختوں کے پتے کھا کر جہاد کرتی تھی لیکن حضرت سعد نے اس حدیث میں اپنے کارنامے اور اپنی مساعی جلیلہ اور قدیم الاسلام ہونا بیان کیا۔ اسی وجہ یہ بھی کہ یہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کو فکے امیر تھے۔ کو فکے کچھ زور نے حضرت عمرؓ سے انکی بہت سی شکایات کیں حتیٰ کہ یہ بھی شکایت کی کہ یہ نماز تک بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھتے حضرت عمرؓ نے انکو بلوایا اور بلا کر دانشا فرمایا کہ لوگ تمھاری بہت سی شکایات کرتے ہیں حتیٰ کہ نماز تک کی بھی شکایت کرتے ہیں۔ اس پر انھوں نے اپنی صفائی میں اپنا قدیم الاسلام ہونا اسلام کے بارے میں مشفق و بخا بردار کرنا وغیرہ بیان کر کے عرض کیا کہ اس پر یہ لوگ مجھے نماز پر دھمکیاں دیتے ہیں۔ میں نے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھ کر دیکھا اُس سے زاد بھی کوتاہی نہیں کرتا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے انکی ساتھ کو فکے زور دیا کہ وہ ہمارے گشت کر کے انکے متعلقہ شکایات کی تحقیق کیے آئیں۔ انھوں نے کوئی مسجد کو فکے کی ایسی نہیں چھوڑی جس میں جا کر نمازیوں کی حالات کی تحقیق نہ کی ہو سب انکی تعریف کی البتہ ایک شخص نے یہ کہا کہ جب قسم دیکر پوچھتے ہو تو سچ بتاؤں کہ سعد جہاد کیلئے نہیں نکلتے تو کیا یہ بیان بیاری ہو دوسرے یہ کہ تقسیم میں مساوات اور برابر کی نہیں کرتے اور فیصلہ میں انصاف نہیں کرتے حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میں شکایات کی ہیں اس کو تین بدعائیں کرتا ہوں ہر ایک کے مناسبت اسے اللہ اگر یتیم جو ہوا ہے محض شہرت اور دنیا کو دکھلایا کی غرض سے کھڑا ہوا ہے کہ بڑے آدمی پر تنقید کرنے سے شہرت ہو اگر کسی سے تو اسکی عمر بڑھا دے اور فقر میں اضافہ کر اور فتنوں میں مبتلا فرما۔ اسکے بعد دیکھئے والا اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ بڑھاپے کی وجہ سے بلکین انھوں پر گر گئی تھیں اور فقیر ہو گیا تھا گلی کوچوں میں لوگوں کو چھڑتا تھا اور کوئی پوچھتا کہ یہ کیا حال ہو گیا تو کہتا کہ سدا کی بد دعا لگئی اللہ انھوں کو ذلیل و خوار کرے۔ رسول اللہ و غضب اولیاء اللہ۔ حضرت سعدؓ نے اس حدیث میں تین قسموں کی طرف اشارہ فرمایا۔ ۱۔ یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے کسی کافر کا خون گرایا۔ یہ ہجرت سے قبل کا واقعہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں لوگ نہایت پریشان اور صائب میں مبتلا تھے کفار سے چھپ کر نماز وغیرہ عبادت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ چند حضرات جن میں حضرت سعد بھی تھے ایک گھائی میں نماز پڑھ رہے تھے کہ منہ کن کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی ان لوگوں کو بڑبا بھلا کہا اور لڑائی پر آمیزائی تو حضرت سعدؓ نے اونٹ کا ایک جباڑا وہاں پڑا تھا اُسکو اٹھا کر ایک کافر کے مارا جس سے اُسکے خون جاری ہو گیا۔ یہی مراد ہے اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے خون گرانے کا۔ ۲۔ یہ کہ میں سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کے راستہ میں تیر جلایا۔ یہ ہجرت کے بعد واقعہ کا واقعہ ہے کہ اسلام میں سب سے پہلا سر یہ یعنی سب سے پہلی فوج ہے جبکہ حضورؐ نے ہجرت کے بعد حضرت عبیدہ بن حارث کی ماتحتی میں رافع بیجا بنے۔ اس میں کفار سے مقابلہ ہوا دونوں جانب کی تیر چلائے گئے مسلمانوں میں سب سے پہلا تیر حضرت سعدؓ نے چلایا تھا۔ تیسرا واقعہ اُس جنگ کا ہے کہ حضرت سعدؓ نے دزول کے پتے کھائے یہ فرمایا یہ قصہ سر یہ ضبط کھانا ہے جو ہائشلاف احوال میں یا جب شدہ میں ہوا ہے اسکا مختصر قصہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ہاجرین اور انصار کو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں مدینہ منورہ سے بائج دور کی منزل پر سوار کئے

فقالوا ههنا امرهم فذلوا ذنك والحدیث بطور حال فقال عتبة بن غزوان لقد رأيتني انا لسابع سبعة
 مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لنا طعام الا ورق الشجر حتى نفرت اشدا فانا فالتقطت برودة ففسمتها
 بيني وبين سعد فما هنا من اولئك السبعة احدا لا وهو امير مصر من الامصار وتجربون الامراء
 بعدنا حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن ثنار وشر بن اسلم ابو حاتم البصر ثنار حاد بن سلمة ثنا ثابت

کو مختصر کر کے اس جملہ کو ذکر کر دیا حضرت عتبہ نے فتح کے بعد ایک خط بھی بڑھاتا جو علی حاشیہ میں نقل کیا گیا اس میں دیکھی
 بے ثباتی آخرت کا دائمی گھر ہونا وغیرہ امور ارشاد فرماتے تھے چنانچہ حمد و صلوة کے بعد فرماتے ہیں کہ دنیا تم ہو رہی ہے اور تم
 پھر کر جا رہی ہے دنیا کا حصہ اتنا ہی باقی رہ گیا جس کا کسی برقی بٹا یا قیتم ہو جائے اور اخیر میں ذرا سا قطرہ اس میں رہ جائے
 تم لوگ اس دنیا سے ایک ایسے عالم کی طرف جارہے ہو جو ہمیشہ رہنے والا ہے کبھی ختم ہوئے والا نہیں ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم
 ماضی کے ساتھ اس عالم سے جاوائے اسلئے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جہنم جو اللہ کے نافرمان لوگوں کا گھر ہے، اتنی گہری ہے کہ اگر کو
 اوپر کے کنارہ کی ایک میٹھی لچک کا جائے تو ستر برس تک بھی وہ جہنم کے نیچے کے حصہ میں نہیں پہنچتا اور آدمیوں سے اس مکان کو
 بھرا جائیگا کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ نیز ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جنت (جو اللہ کے فرمان بردار بندوں کا مکان ہے)
 اس قدر وسیع ہے کہ اس کے دروازہ کی چوڑائی میں ایک جانب سے دوسری جانب تک چالیس برس کی مسافت ہے اور
 آدمیوں ہی سے وہ بھی بڑی جائیگی اسلئے ایسے اعمال اختیار کر جن کی وجہ سے پہلے مکان سے نجات ملے اور اس مکان
 میں جو اللہ کی رضا کا مکان ہے داخلہ نصیب ہو۔ اسکے بعد اپنا گذشتہ حال بیان کیا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ
 اپنی یہ حالت دیکھی کہ میں ان سات آدمیوں میں سے ایک ہوں جو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہماری اس
 کھانے کیلئے درختوں کے پتوں کے سوا کچھ بھی نہ تھا ان کے کھانے کے ہمارے ٹکڑے چھل گئے تھے مجھے اتفاقاً ایک چادر مل گئی تھی جس کو میں نے
 اپنے اور سعد کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لی (حق تعالیٰ جل شانہ نے اس تنگ حالی اور تکلیف کا بدلہ بھی یہ اجر مرحمت
 فرمایا کہ ہم سات میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی جگہ کا امیر نہ ہو چونکہ یہ جماعت بڑی تکلیف برداشت کرنے والی جماعت

۱۲
 علیہ السلام باجی مافوق الواحدی فی السنۃ فذکر ابو الظہران الغیری لرجل فی خالد وثنولس فی السنۃ فذکر بالافراد ای ہاں ہمارے علی باکر و ابن جرم و النادی
 ابو یوسف و کما اختارہ القاری ۱۲۰۰ ذکرہ الطبری فی تاریخہ منذ السدالی خالد وثنولس قالہ ثعلب بن عتبہ بن غزوان فقال لا اظنک انت ورنہ ملک
 حق اذا کتم فی اقصی ارض العرب وادی ارض الیم فاصفوا فاقبلوا حتی اذا کالوا بالمرء ووجدوا لہم اللذان قالوا انہما البصرۃ فصاروا یبغوا حیال لم یضرب فی ذلک
 ظفار ووضب ناجزۃ فقالوا ہاں امیرکم فزولوا من صاحب الفرات قالوا فقالوا ان ہنا تو اسمہم رائے وچہ ویک فاضل فی اربعۃ اوقات اسوار فقال
 یام الامام ای جعولانی امن ثم اقبال واثو فی ہم فعمل عتبہ یزید فقال فی شدت الحرب مع النعمانی علی الشعلانی علی ذالک الشعلانی علیہ السلام فاجلوا فعملوا علیہم فعمل
 فلم یبق منهم احد الا صاحب الفرات افذوہ اسیر فقال عتبہ بن غزوان النعمانی منہ لہ ہوائہ من ہذا کان یوم علی کی ودد فزولوا البصرۃ فقام ثعلب فقال
 ان الدنیا قد فطرت وولت حداد وولم یبق مہا الا صاحبہ کعبہ ابہ انار الا واکم متعلون مہال والافراک فاقبلوا بکثر کم وقد ذکر فی ہوا صومۃ اقبیت
 شفیق جہنم ہوت سبعین خیرا وثلثت واکثر لہذا کہ فی ان ہاں ہمارے علی بن ہشام علی الجندیہ میرے تو اربعین کا دوا میں علیہ یوم فہو تکلیف وافر واثو وانا
 سابع سبۃ الی بیت و قد ذکر الخطیب الی کم فی المستدرک کہ بہت ہاں علی بن خالد بن علی شہر تو ہذا و قال علی علی شہر علی وافر علیہ الدنیا ۱۲۰۰ ای فی اسلم
 فاذہ ائم بعبسۃ انفر قال القاری ۱۲۰۰ سعدی ابن ابی وقاص علی ہاں الاصول المعویہ فی بعض النسخ سبۃ و ہو سہلانی روایۃ سلم فقتبا بنی وبن سعد بن
 ملک فافترت بصفہا واکثر سعد بصفہا قال القاری قلت ولفظ الی کم فی المستدرک فکتبنا بنی وبن سعد بن ابی وقاص فاسلام ۱۲۰۰ ای فی الار

عن انس بن مالك ان سمعوا يقولون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس بالطويل البائن ولا بالقصير ^{المعروف} ^{اي قصير} ولا بالابيض الا احمر ولا بالادم ولا بالجعد لقطط ولا بالسبط بقة ^{التي تفتح} نفا على راسه ربعين سنة فاقام بمكة عشر سنين ^{بالمكة} وعشر سنين ^{بالمدينة} ووفاه الله تعالى على راس ستين سنة وليس في راسه ولحيته عشرين شعرة بيضاء

حد ثنا قتيبة بن سعيد عن مالك بن انس عن ربيعة بن ابى عبد الرحمن عن انس بن مالك نحوه

باب ما جاء في وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم

عليه السلام کا وصال چند سال کی عمر میں ہوا۔ ف امام ترمذی اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ غفل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھے اور بڑی عمر کے تھے۔ مگر حضور سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہو سکی یا یہ بھی اشارہ ہے اس طرف کہ ان کی یہ روایت بھی کسی دوسرے سے سنی ہوئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ لائے قد تھے نہ بہتہ قد (نیز رنگ کے لحاظ سے) نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ آپ کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ لمبی سی پیچیدگی لگتی تھی۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اس کے بعد دس سال حضور نے مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور دس سال مدینہ منورہ میں ساتھ سال کی عمر میں حضور کا وصال ہوا اس وقت آپ کے سر مبارک اسی میں تھریا بمشیت بال بھی سفید نہیں ہو گئے۔ وف حضرت انس کی یہ حدیث کتاب کے بالکل شروع میں گذر چکی ہے اس کے فائدہ میں بھی ان تینوں روایتوں کا ذکر کیا گیا ہے اور مختلف روایات میں توجہ بھی ذکر کر دی گئی علماء کا اس باتفاق ہے کہ عمر شریف کے بارہ میں تیرہ سال کی روایت صحیح ہے باقی روایتیں اس طرف لائق شک جاسکتی ہیں یا ان میں نیچے کے راویوں کی کسی غلطی غلطی ہوئی چنانچہ حضرت انس کی اس روایت کے متعلق یہ توجہ کی جاتی ہے کہ کتنی میں بسا اوقات صرف دھامیاں ذکر کر دی جاتی ہیں اور اس کی کانٹو کو چھوڑ دیا جائے کہ یہ ہے۔ حضرت عائشہ کے بھائی عروہ بن الزبیر نے حضرت ابن عباس کی پیشتختہ برس والی روایت کو غلط بتلایا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو وضاحت سے تحریر فرمایا ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا ذکر

ف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال باتفاق اہل تاریخ دو شنبہ کے روز ہوا کہ ایک تاریخ میں اختلاف ہے اکثر مؤرخین کا قول بارہ ربیع الاول کا ہے مگر سب ایک نہایت قوی اشکال ہے وہ یہ کہ شنبہ کی نو ذی الحجہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر وفات میں تشریف فرما تھے وہ جمعہ کا دن تھا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے نہ محدثین کا نہ مؤرخین کا حدیث کی روایات میں بھی

لے یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بلغ الواد الموت من فني بالشفيع يعني ثم احدثوا في صلي الله عليه وسلم يوم الاثنين من ربيع الاول في السنة الخامسة عشر من الهجرة النبوية فقلت من هذا الاكثر ورجع عن الحديثين الراويين لورود اشكال على الثاني وهو ان جمهور الرواة ليس على ان وفاته صلي الله عليه وسلم وقعت في يوم الاثنين وانفق الله التعدير والحديث والصحيح ان وفاته في تلك السنة كانت يوم السبت فلما كان يوم الاثنين من ربيع الاول من عام الكاظمين الشهور شربوا ما اوتوا وشربوا من لبن ان يقال قيل اختلاف الراويين في المدينة في يومه حال ذى الحجة فيكون غرضنا عن اهل مكة المحققين ومنداهل المدينة الجمع كان الوقت بؤرة اهل مكة فخرجوا الى المدينة فحضر يومه ونبأوا ان الشهور والاشهر كان فيكون اول ربيع الاول يوم الخميس ولوم الاثنين الثاني من سنة ١٢ هـ قتيبة بن سعيد تقدم هذا الحديث بهذا الإسناد في اول الكتاب تاريخ ربيع ١٢ هـ

حدثنا ابو عمالہ الحسین بن حریت و قتیبة بن سعید و غیر واحد قالوا ثنا سفیان بن عیینہ

عن الزهري عن النس بن مالك قال اخبرنا نظرة نظرنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم

كشفت الستارة يوم الاثنين فنظرت الى وجهه كانه ورقة مصحف والناس

يصلون خلف ابى بكر فاشار الى الناس ان اثبتوا ابو بكر يؤمهم والقي السجف توفى

من اخر ذلك اليوم محمد ثنا محمد بن مسعدة البصري ثنا سليمان بن احضر عن

ابن عون عن ابراهيم عن الاسود

کثرت ہی اسکی تقریر ہے کہ حضور کا حج یعنی نو ذی الحج جمعہ کو ہوئی اس کے بعد خواہ ذی الحج محرم اور صفر تینوں مہینے ۳۰ دن کے ہوں

یا ۲۹ دن کے یا بعض مہینے ۲۹ کے اور بعض تیس کے غرض کہ صورت یہ بھی بارہ ربیع الاول و دوشنبہ کی نہیں ہو سکتی اسی کو بعض نے

نے دوسرے قول کو ترجیح دی کہ حضور کا وصال دُور ربیع الاول کو ہوا حضور کے مرض کی ابتداء سر کے درد ہی ہوئی اس روز حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے مکان میں تھے اس کے بعد حضرت یونس کی باری کے دن میں مرض میں شدت پیدا ہوئی اسی

حالات میں حضور بیسیوں کی باری کی تقسیم پوری فرماتے رہے مگر جب مرض میں زیادہ شدت ہو گئی تو حضور کے ایسا پرتما مہیسیوں کی

حضرت عائشہ کے مکان پر باری کے ایام گذارنیکو اختیار کر لیا تھا اس وقت حضرت عائشہ کے دولت کدہ پر حضور کا وصال ہوا اکل مدت

مرض بارہ یا چودہ یوم ہوا و دوشنبہ کے روز چاشت کی وقت وصال ہوا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوا کہ وصال دوشنبہ کے روز

ہوا اور چاشت کے وقت ہوا اس کے خلاف جو روایت ہو گئی اسکی توجیہ کی ضرورت ہو گی۔ (۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مجھے جو وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری دیدار نصیب ہوا وہ وقت تھا جبکہ حضور نے مرض انوفات میں دوشنبہ کے روز صبح

کی نماز کی وقت و دلکدہ کا پردہ اٹھایا کہ استیو کی نماز کا آخری معائنہ فرمایا اس وقت آپ کا چہرہ مبارک صفائی اور نور اور

چمک میں گویا مصحف شریف کا ایک پاک صاف ورق تھا لوگ اس وقت صدیق کبیر رضی اللہ عنہ کے اقتدار میں صبح کی نماز ادا

کر رہے تھے دھما پڑا آپ کو دیکھ کر فرماؤ غشی میں پھر بٹے لو اس خیال سے کہ شاید آپ تشریف لائی ہوں سلوک اس پر پہلے بھی بیماری کا ایام میں

حضرت ابوبکر نے نماز پڑھا آپ سے اوجھو وقت حضور کو کافی قدر تھکا تھا تشریف لاکر جماعت میں شرکت فرماتے تھے حضور نے اشارہ فرمایا کہ

ابنی بلکہ کھڑے رہو اور اسی دن وصال ہو گیا یہ وہی دوشنبہ کے روز کا آخری نظارہ ہے جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی

یہ انداز فرمایا کہ نظام شرعی قائم ہو گیا اور قدیمی رفیق ابوبکر نیابت کا حق ادا کر دیا اور امت کا بوجھ نبی حال لیگا چنانچہ انیسویں

ملہ ای امر کشف الستارة المعلق علی باب البیت وکانوا یلقون السور علی البیت یوم الاثنين فغلبت الستارة ساد

مسد الخیر ای اخبرنا نظرة نظرنا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم كشفت الستارة يوم الاثنين وقليل من وقت على انزبه ووقد كشف بعضه الماضى العلم حال من رسول الله صلى الله عليه وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازاں حدیثاً نصیر علی الجھمی تاج محمد بن عبد العزیز العطار عن ابی عمران الجونی عن زید
ابن یونس عن عائشۃؓ انہا بکبرضی اللہ تعالیٰ علیہا دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت فوضع قدمہ بین عینہ و وضع
یدہ علی ساعدہ وقال انبیاءک اصفیاء و اخیلاہ حدیثاً نصیر بن ہلال الصواف البصری ثنا جعفر بن سلیمان عن
ثابت عن انس قال لما کان ایوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المذنبۃ اضاء ما کان فی البوہ الذی
مات فیہ اظلم فیھا کاشی و ما لفضیل بن نافع الترابی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی انکرا قلوبنا حدیثاً
ابن حاتم ثنا عن ابن عباس عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ قالت نزل فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم الاثنين حدیثاً محمد بن ابی عمر ثنا سفین بن عیینہ عن جعفر بن محمد

خیال میں الوداع کا تھا کہ محبوب کی دائمی مفارقت ہو رہی تھی (۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کے وصال کے
بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور آپ کے دونوں بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ہائے نبی ہائے صفی
اور ہائے غلیل و۔ یہ الفاظ نوے کے طور پر نہیں تھے۔ اسے کوئی اشکال نہیں ہے سند احمد کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ
حضور کے سرھانے کی طرف تشریف لائے اور چہرہ اور پر سر تھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا و غیبہ ہائے نبی ہائے بعد سر
اٹھا لیا پھر جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا و اخیلاہ۔ (۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تھے مدینہ کی ہر چیز منور اور روشن بن گئی تھی (۳) اور جب انوار کی کثرت ہوتی تو اس قسم کی روشنی محسوس
بھی ہوجاتی یہ رمضان المبارک کی اندھیری راتوں میں بسا اوقات انوار کی کثرت سے روشنی ہوجاتی ہے اور جس دن حضور کا وصال
ہوا ہے مدینہ کی ہر چیز تاریک بن گئی تھی تو لوگ حضور کے وصال کے بعد بھی ساتھ بھی جھاڑنے نہ پائے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں
تغیر پایا۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی قسم کا اعمال و عقائد میں تغیر ہو گیا تھا بلکہ فیضِ محبت اور مشاہدۂ ذات کے اوار جو ہر وقت
مشاہدہ ہوتے تھے وہ حاصل نہ رہے تھے چنانچہ اب بھی سالکین کو مشائخ کے یہاں کی حاضری اور غیبت میں انوار کا بین فرق محسوس
ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان انوار کے حاصل کرنے کیلئے اب مجاہدات و ذکر کی کثرت اور مراقبہ کا اہتمام کرایا جاتا ہے اور اس وقت
کسی چیز کی بھی ضرورت نہ ہوتی جمال جہاں آرا کی زیارت یہ سیکڑوں جلوؤں کی زیادہ تھی۔ اور ایمان و احسان کی اس انتہائی قیمت
کو پیدا کرنے والی بھی دیکڑوں مجاہدوں سے بھی پیدا نہیں ہوتی کہ مہمالی سینے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے مقابلہ میں جانا
مال سب سے حقیقت چیزیں بجاتی تھیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پوری زندگی کی شاہد عدل یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ

۱۔ ابوی الخ الجھمی عن ابی جعفر بن محمد بن یونس عن زید بن اسلم عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہما کانہما لاکت تراوا
وقال لادۃ تلور قال اللہ دی فیصل عند اوصاف السمیت من غیر روح ولا ندب اصل باشی افعی آخرہ العلف اللہ یہ لیتہما بالصوت لیتہما بالمعرب عن
المنادی ۲۔ قال المنادی فاہوہ ان الاضاء وہ الاظلام کسوسان مجرۃ وان الامارۃ دامت الی موتہ فبقی الاظلام من غیر سئلہ کما لید علیہ قولہ کان الود
فیل با معنویا کما فی من صلاہ العاش والمبار وکما لیسر و۔ وانشاء وکسک القاری علیہ الطبعی ان قال لا ظہر لہا معنویا ان خلافا لہا بن جریث قال انظر ہما
محمودا بن جریث ۳۔ انکرنا العینۃ الشک المانی ان تغیر قلوبنا وانا لیسر علی ما کانت من ارکۃ وکما لیسر علی ما کانت من ارکۃ وکما لیسر علی ما کانت من ارکۃ وکما لیسر علی ما کانت من ارکۃ
کما کما ودر علی من الکبریات المشائخ سیدہ لایان الصمدیہ جہلم بعدہ ۱۳۰۷ھ کہانی الاصل اللہ یہ فی التفسیر الی ما شئت والی کبر ۱۳۰۷ھ

عن ابنہ قال قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين فمکث ذلك اليوم ولیک الشفاء دفن من اللیل قال سفیان قال غیرہ یسمع صوت المساکین من آخر اللیل حدثنا قتیبہ بن سعید ثنا عبد الوہاب بن محمد عن شریک بن عبد اللہ بن ابی عمر عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف قال توفي رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين

روایت ہے کہ حضور کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔ ف۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ دوشنبہ کے دن حضور کا وصال ہونا مؤثرین موضوع کا اجماعی مسئلہ ہے۔ (۱۰) امام باقر سے منقول ہے کہ حضور کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا۔ یہ روز آخر شب کا روز اختتام میں گذرا۔ اور اگلے صبح کے درمیان شب میں حضور والا کو قبر شریف میں اتارا سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو یہی ہے جو گذرا لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ آخر صبح شب میں بجاؤڑ کی آواز آتی تھی۔ ف۔ گویا آخر صبح شب میں قبر کو دفن کی گئی۔ اس حدیث میں یہ غلط کیا جاسکتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن میں بعد از تاریخ کی گئی حالانکہ دفن کے عمل میں متعدد روایات وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقت یہ کہ اس موقع پر چند مراحل پیش آئے انکے لحاظ سے یہ بھی کچھ تاخیر نہیں ہوئی بلکہ تعمیل ہی کی گئی کہ اس حادثہ بالحدیث سے ہوش و سواس ہی ابوبکر کے علاوہ کس روگئے کوئی بدوش تھا کوئی حضرت زکوة کا زبان سے بات نہ نکلتی تھی کوئی صدمہ کی شدت سے حضور کے وصال کا یقین ہی نہ کرتا تھا حضرت عمرؓ جیسا بہادر اور درویش تھلا شجاعت کا مجسمہ قابو تھا۔ اسکے بعد جو مراحل اختتام پر پیش آئے وہ ایک ایک بڑھکے اس لئے کہ سب اہم کام اس وقت خلافت کا مسئلہ تھا کہ تجزیہ و تکفین کے ہر جز میں اسکی ضرورت تھی کہ ہر جز میں خلافت ہو رہا تھا نیز بنی ہو چکی وہ کہ ہر جز میں حکم کی بھی ضرورت تھی چنانچہ گذشتہ اختلاف سے معلوم ہو گیا کہ کوئی مکرمہ واپس لے کر نہ بڑھتا اور کوئی دفن ابراہیمی پہنچاتا چاہتا تھا وغیرہ ایسے ہی تجزیہ و تکفین اور صلوة الجنائز میں اشکالات تھے کہ عام لوگوں کی تجزیہ و تکفین ہمیشہ دیکھنے میں کی گئی تھی کہ اس سے قبل دفنانے کی بوت نہ آتی تھی کس طرح غسل دیا جائے کس طرح نماز پڑھی جائے ہر مسئلہ میں احادیث کے معلوم کر کے ضرورت تھی چنانچہ کپڑوں میں حضور کو غسل دیا گیا اور بغیر جماعت کے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھی گئی جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے اور تمام مسلمانوں کی علیحدہ علیحدہ نماز کیلئے مینا وقت چاہئے تھا وہ بھی ظاہر ہے۔ اسکے علاوہ انصار میں بیعت کا مسئلہ بحث میں آجائے یہ ہم اور بھی زیادہ سخت بن گئی تھی کہ اگر کوئی نااہل امیر بن گیا تو دین کا ہنسا لاشکل پڑھا دینگا۔ اور اسکو امارت سے ہٹانا ایک مستقل فتنہ کا دوازہ ہوگا اس لئے اسوقت دین کا محفوظ صرف امارت ہی کے مسئلہ پر موقوف بن گیا تھا چنانچہ شام تک بیعت کا مسئلہ طے ہوا اور دو مسئلوں میں عامہ ہو جائیکے بعد پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے موافق ہر مرحلہ سہولت سے طے ہوتا گیا۔ (۱۱) ابولہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال دوشنبہ کے روز ہوا اور شنبہ کے روز دفن کئے گئے۔ ف۔ مشکل یہ کہ درمیان میں شب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دفن فرمائے گئے جسکو عرفاً مشکل کا دن بھی کہا جاسکتا ہے اور بدھ کا دن بھی۔ اس لئے یہ روایت پہلی روایت کے کچھ خلاف نہیں۔ بعض علمائے یہ بھی کہا کہ خلافت کے مسئلہ سے فراغت کے بعد شنبہ کے دن میں تجزیہ و تکفین کی ابتداء ہوئی اور

۱۔ قال انشأه وفي يوم الاثنين قال انشأه وقال انشأه ربا ليدوز يدني بعض النسخ بعد يوم الاثنين ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

صلی اللہ علیہ وسلم فادع فایت ابابکر وهو فی المشرق فالتیہ ابی دھشما لما اراد ان یقبض رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم قلت ان عمر یقول لا اسمع احادیث کذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض الیہ من بیس
 هذا فقال لا نطق فانطلق مع فاء وهو الناس قد خلو علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا
 ایہا الناس ارجو انی اکت علیکم فقال انک مت اھم میتون ثم قالوا یا صاحب رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم فاعلموا ان قد صدقوا ولای صاحب رسول اللہ الصلے

بہت پہلے سے تھی اس نے حضرت ابوبکرؓ نے ان ایام میں کبھی کبھی نماز پڑھائی۔ دوران مرض میں ایک مرتبہ حضور کو کچھ افادہ تو فرمایا کچھ
 کوئی سہارا دیکر سوجک لیا بیٹا لے۔ اس ارشاد پر وہ حضورؐ نے حضور کا ہاتھ پکڑا اور حضورؐ کے سہارے مسجد تک شریف لگے حضرت
 ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنے کا ارادہ فرمایا تو حضورؐ نے اشارہ سے منع فرمایا اور صدیق اکبرؓ نے نماز پوری کر دی
 (بالآخر دو شنبہ کے روز) حضورؐ کا وصال ہو گیا (یعنی رضی اللہ عنہم کے اوپر بیعت وقت جسد نبویؐ کی شکل اور اٹھن تھا وہاں ہر سہ ماہی نقین
 اور فی الغین کے فتنے اور حضورؐ کے ۳ سالہ غای کی حفاظت اور ان سب کی ساتھ تضرع جیسی قدسی ذات کی عافیت اور اس محبوب کی
 جدائی جس کی بدولت گھر باہر خوش افارب ان مساعی سب لٹا دیا تھا اور چونکہ آج صبح سے افادہ کے آثار معلوم ہو رہے تھے جو درحقیقت
 سبحان اللہ تھا نہ کہ افادہ۔ اسلئے حضورؐ کے وصال کی خبر کا وجود بہت جلد خبر شہور ہو جائیکے بہت حضرت کاتبین نہیں کیا خیال نہ ہوا
 عمر رضی اللہ عنہ (جیسے باعقل اور قوی القلب دینی بھی بایں فضل کمال اور دین شجاع بہت تحمل فرماتا کہ خود درخت ہو کر رہنے لگا
 لیکر کھڑے ہو گئے اور یہ) فرماتے لگے کہ واللہ حضورؐ کا وصال نہیں ہوا) جو شخص یہ کہے گا کہ حضورؐ کا وصال ہو گیا ہے کسی گردن کاؤ کا
 چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو کسی نبی کی وفات کا پہلے سے تجربہ نہیں تھا کہ اس سے پہلے کوئی نبی ان میں نہیں ہوا تھا اور عام طور سے اسی
 تھے کہ پہلے انبیاء کی کتب اور حالات بھی نہ پڑھ سکتے تھے۔ اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر سب کت ہو گئے کہ مکمل سے ایسا
 ہی ہو بعض صحابہؓ نے سالم سے کہا کہ حضورؐ کے ساتھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا کر لاؤ وہ ہی اس غلیانی کے وقت اس کشتی کو کنارہ
 لگائیں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افادہ کی صورت دیکھ کر حضورؐ کی اجازت سے گھر والوں کی خبر لینے کیلئے اپنے مکان
 تشریف لگے ہوئے تھے جو تفریباً ایک میل تھا) سالم کہتے ہیں کہ میں روتا ہوا تھیں نہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اس وقت

لہ قال القدری الظاہر سجد علیہ وجہہ التوہی وغیرہ والظاہر عندی ان المراد سجد النبوی لما فی جمیع الوساخ من رداء ان ابابکرہ ارسل غلاما یتیم یسأل یتیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ السلام فقال سمعت ائمہ یقولون مات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کرب ابوبکر علی الغور وقالوا بحمدہ والقطع فہو وہی فی الطريق حتی اتی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 وسلم داخلہ الجناری برادۃ عاشتہ انما بابکرہ القبول فیمن سکنہ بالبحر حتی نزل فہ خسل السید فکلم الناس حتی علی عائشہ فقیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھما
 جنوب جبرو اکبرہ فی الوساخ العذیۃ عن سالم بن عبد اللہ قال مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اجزا الناس کلہم عربین الخلفاء فاند یقال سیدہ قال لا اسمع
 اصحابا یقولون مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا بصرہ بذا فان قال الناس یا سالم اطلب صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما قال فخرج جعل السید فکان علی
 فہما رایتہ اجمشت باکبار فقال یا سالم مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکبرہم الظاہرین بذا ذروا مات ان الملوامہ السید النبوی وان ابابکرہما اکبرہم الظاہرین
 واجابا بانہ مع ذلک رج ابوبکر علی السخ حتی رجع وفعل المسجد فکانی سالما وسالما تعدین الخیرۃ قال قال اللہ فی نوح وقال لی فوجا لما قولت ان عمرہ
 وقال القاری فلو اقبل قال علی ما فی الاصول المعصی والظاہر ترکہا وقال میرکم کل ان یقال جملۃ قتال جملۃ مالہ او اعترافہ وجواب لما قولت ان
 عمرہ الخیرۃ من التقلید لیس صدق فی اخبارہ بموتہ صلی اللہ علیہ وسلم لاسلئے لالہ لایۃ ۳۱

امیر فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه من مثل هذا التلث ثلاثين اذها قال اذ يقول لصاحب
الاخون ان الله معنا من هذا قال لا تبسط يدك فابعد يا بعد الناس بعت حسنة جميلة حد شافص بن علي

کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا ہو تو حضور کا تو دراصل جو کچھ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہو تو اللہ جل جلالہ
زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا گو کہ سب حضرت ابوبکرؓ کے خطبہ کی آواز سن کر میر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا کہ
کہ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے اسی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ دین کی حفاظت کے لئے ایک شخص کی ضرورت ہے جو اس کی نگرانی کرے اور اس کی
حفاظت کرے تم لوگ اپنی اپنی رائیں اس بارہ میں بتاؤ۔ مہاجرین نے آپس میں شور مچا دیا کہ یہ تو میر کی ضرورت ہے انصار کی شرکت بھی اس
مشورہ میں ضروری ہے ان کی شرکت سے کوئی امر قرار پا تا جائے اس لئے ان کی مجلس میں یہ حضرات گئے وہاں سیدنا پہلے سے
چھڑا ہوا تھا۔ انصار نے یہ تجویز کی کہ انصار میں ایک ایسے شخص کو ہوا اور مہاجرین میں علیحدہ امیر ہو اس پر حضرت ابوبکرؓ نے حضور کا
ارشاد والاۃ من قریش امیر قریش میں سے ہونے کی کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کون ہے وہ شخص جس کیلئے ایک ہی
واقعہ میں تین فضیلتیں ہوں جو جائیداد اور فضائل اور پھر تین بھی ایسی کہ جن میں ہر ایک کمال فضل پڑا ہو۔ اول حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ اتحاد و ارتباط و تساہلی کے وقت ساتھ دینا جس کو حق تعالیٰ شانہ ثانی انہیں اذھا کا القادس
ارشاد فرما رہے ہیں۔ دوسرے حق تعالیٰ شانہ ان کو حضور کا ساتھی اور رفیق فرما رہے ہیں تیسرے اللہ جل شانہ کی معیت
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ معنا اللہ ہماری ساتھ ہے اُس وقت حضور اور حضرت صدیق اکبرؓ دہی حضرت
وہاں تھے جن کے متعلق حضور نے ہماری ساتھ فرمایا تم ہی بتاؤ کہ وہ دو کون تھے جن کا بیت میں ذکر ہے۔ کس قدر بڑی ذات ہے
ان دونوں حضرات کی دینی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ہر ایک کو ہستی ہوتی ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور
بھی گنگو دریاں ہیں ہوتی رہی جو مختلف روایات میں وارد ہوئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اسے انصار کی
جماعت تمہیں معلوم ہے کہ حضور نے ابوبکرؓ کو مصلے پر بٹھرایا اور بکری کی کرمانہ میں ٹھکانا فرمایا اور ان میں سے کون گواہ کر سکتا ہے
کہ ایسے شخص کو امامت سے ہٹا دے جس کو حضور نے امام بنایا ہوا انصار نے کہا اللہ کی پناہ ہم ابوبکرؓ کے آگے انہیں بڑھ سکتے
اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لئے باجہ تھیلادیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اُس کے بعد
سقیفہ کے سب لوگوں نے رضاد حضرت بیعت کی۔ یہ ابتدائی بیعت تھی جو انصار کی مجلس میں ہوئی اُس کے بعد دوسرے
دن مسجد نبویؐ میں بیعت عامہ ہوئی جس میں اول حضرت عمرؓ نے ایک خطبہ جس میں حضرت ابوبکرؓ کے فضائل بھی تھے اور دیگر امور
ارشاد فرمائے اُس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی بھی خلیفہ بننے
کا خواہشمند نہیں ہوا۔ منجھ کبھی اس کی ترغیب ہوئی نہ کبھی بھی پوشیدہ گئیں بالفاظیہ اس کے حصول کی دعا کی۔ اپنے انکار پر اُمت
میں فتنہ پیدا ہو جانے کے درخت میں سے اس کو قبول کیا۔ بے اس میں کوئی راست نہیں، اور جو کام مجھ پر ڈال دیا گیا میری

لے من لسن ہذا الفیہ الما ان شئت لعل ہذا الفصل الثالث۔ اسی کو کریمہ مستقیم مکتوبی مل انصار دینے کو ہوا ان میں حضرت امیر المومنین علیؓ اور
ثانی انہیں و ثانیہ اشیات الصبیحہ و ثانیہ اشیات الصبیحہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔

تعالیٰ اللہ! الیہ یشیخ باہلی قدیم بصری و ثنائیت البنانی عن انس بن مالک قال لما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کرب الموت وجد لہ فاطمہ و اکویاہ فقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لا کرب عنی ابیک بعد ایمانہ قد حضر من ابیک ما لیس یموت منک منہ احد الوفاة يوم القيمة حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحیی البصری نصر بن علی قال حدثنا عبد رب بن بلرق الخفی قال سمعت جدی بائی سماک بن ولید یحدث انہ سمع ابن عباس یحدث انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یکن لہ فوطان من امتی ادخل اللہ علیہا الجنة فقال لہ عائشہ فمن کان لہ فوطان منک قال لمن کان لہ فوطان مؤفقا قال من لم یکن لہ فوطان منک قال فانافوط لامتن یصابوا

باب ما جاء فی مآثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدثنا احمد بن منیع ثنا حسین بن محمد ثنا اسرئیل عن ابی اسحاق طاقت سے باہر ہے۔ اللہ ہی کی مدد کہ کچھ کامل کہتا ہے۔ (۱۳۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الوفا کی سخت تکلیف برداشت فرما رہے تھے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہاے ابائی تکلیف حضور نے ارشاد فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر کچھ تکلیف نہیں رہے گی۔ بیشک آج تیرے باپ پر بھائی جیزا اتری ہے یعنی موت جو قیامت تک کبھی سے ٹٹنے والی نہیں۔ **ف**۔ ہائے کاف کا عربی میں اٹھارہ افسوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے مقصود رخ کا اٹھا رہا ہے۔ (۱۳۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دوسرے ذخیرہ آخرت بخاویں تو حق تعالیٰ شائد ان کی بدولت اس کو ضرور جنت میں داخل فرما دیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شریں کا ایک ہی بچہ ذخیرہ بنا ہوا مسکا کہ تم آپ کو فرمایا کہ جسکا ایک ہی بچہ چلے یا جو وہ بھی بخشد یا جاوے گا حضرت عائشہ نے پوچھا کہ جسکا ایک بھی بچہ نہ رہو تو آپ نے فرمایا کہ ان کیلئے میں ذخیرہ آخرت بنو گا اسلئے کہ میری وفات کا آج آل اولاد سب زیادہ ہو گا۔ **ف**۔ یقیناً حضور کی جدائی ایسی ہی چیز ہو کہ ماں باپ اعزہ احباب بوی اولاد پر شخص کی جدائی اور موت حضور کی جدائی اور وفات کے مقابلہ میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اسی لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جدائی کی مصیبت کیسی حاصل کرے یعنی یہ سوچے کہ جب حضور کی مفارقت کو صبر کر لیا تو اس کے مقابلہ میں یہ کیا حقیقت رکھتی ہے۔

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرات کا ذکر

ف۔ اس باب میں مصنف نے سات حدیثیں ذکر فرمائی ہیں سب کا حاصل یہی ہے کہ آپ کا جملہ سترہ مکمل صدقہ و دھوا اور

لہ بیخ الکاف وسکون الراء و ہا سکتہ فی آخرہ فلم یأخذ بالنفس الا اشتد علیہ ۱۲۴ ق۔ ۵۷ ق۔ ۵۸ ق۔ ۵۹ ق۔ ۶۰ ق۔ ۶۱ ق۔ ۶۲ ق۔ ۶۳ ق۔ ۶۴ ق۔ ۶۵ ق۔ ۶۶ ق۔ ۶۷ ق۔ ۶۸ ق۔ ۶۹ ق۔ ۷۰ ق۔ ۷۱ ق۔ ۷۲ ق۔ ۷۳ ق۔ ۷۴ ق۔ ۷۵ ق۔ ۷۶ ق۔ ۷۷ ق۔ ۷۸ ق۔ ۷۹ ق۔ ۸۰ ق۔ ۸۱ ق۔ ۸۲ ق۔ ۸۳ ق۔ ۸۴ ق۔ ۸۵ ق۔ ۸۶ ق۔ ۸۷ ق۔ ۸۸ ق۔ ۸۹ ق۔ ۹۰ ق۔ ۹۱ ق۔ ۹۲ ق۔ ۹۳ ق۔ ۹۴ ق۔ ۹۵ ق۔ ۹۶ ق۔ ۹۷ ق۔ ۹۸ ق۔ ۹۹ ق۔ ۱۰۰ ق۔ ۱۰۱ ق۔ ۱۰۲ ق۔ ۱۰۳ ق۔ ۱۰۴ ق۔ ۱۰۵ ق۔ ۱۰۶ ق۔ ۱۰۷ ق۔ ۱۰۸ ق۔ ۱۰۹ ق۔ ۱۱۰ ق۔ ۱۱۱ ق۔ ۱۱۲ ق۔ ۱۱۳ ق۔ ۱۱۴ ق۔ ۱۱۵ ق۔ ۱۱۶ ق۔ ۱۱۷ ق۔ ۱۱۸ ق۔ ۱۱۹ ق۔ ۱۲۰ ق۔ ۱۲۱ ق۔ ۱۲۲ ق۔ ۱۲۳ ق۔ ۱۲۴ ق۔ ۱۲۵ ق۔ ۱۲۶ ق۔ ۱۲۷ ق۔ ۱۲۸ ق۔ ۱۲۹ ق۔ ۱۳۰ ق۔ ۱۳۱ ق۔ ۱۳۲ ق۔ ۱۳۳ ق۔ ۱۳۴ ق۔ ۱۳۵ ق۔ ۱۳۶ ق۔ ۱۳۷ ق۔ ۱۳۸ ق۔ ۱۳۹ ق۔ ۱۴۰ ق۔ ۱۴۱ ق۔ ۱۴۲ ق۔ ۱۴۳ ق۔ ۱۴۴ ق۔ ۱۴۵ ق۔ ۱۴۶ ق۔ ۱۴۷ ق۔ ۱۴۸ ق۔ ۱۴۹ ق۔ ۱۵۰ ق۔ ۱۵۱ ق۔ ۱۵۲ ق۔ ۱۵۳ ق۔ ۱۵۴ ق۔ ۱۵۵ ق۔ ۱۵۶ ق۔ ۱۵۷ ق۔ ۱۵۸ ق۔ ۱۵۹ ق۔ ۱۶۰ ق۔ ۱۶۱ ق۔ ۱۶۲ ق۔ ۱۶۳ ق۔ ۱۶۴ ق۔ ۱۶۵ ق۔ ۱۶۶ ق۔ ۱۶۷ ق۔ ۱۶۸ ق۔ ۱۶۹ ق۔ ۱۷۰ ق۔ ۱۷۱ ق۔ ۱۷۲ ق۔ ۱۷۳ ق۔ ۱۷۴ ق۔ ۱۷۵ ق۔ ۱۷۶ ق۔ ۱۷۷ ق۔ ۱۷۸ ق۔ ۱۷۹ ق۔ ۱۸۰ ق۔ ۱۸۱ ق۔ ۱۸۲ ق۔ ۱۸۳ ق۔ ۱۸۴ ق۔ ۱۸۵ ق۔ ۱۸۶ ق۔ ۱۸۷ ق۔ ۱۸۸ ق۔ ۱۸۹ ق۔ ۱۹۰ ق۔ ۱۹۱ ق۔ ۱۹۲ ق۔ ۱۹۳ ق۔ ۱۹۴ ق۔ ۱۹۵ ق۔ ۱۹۶ ق۔ ۱۹۷ ق۔ ۱۹۸ ق۔ ۱۹۹ ق۔ ۲۰۰ ق۔ ۲۰۱ ق۔ ۲۰۲ ق۔ ۲۰۳ ق۔ ۲۰۴ ق۔ ۲۰۵ ق۔ ۲۰۶ ق۔ ۲۰۷ ق۔ ۲۰۸ ق۔ ۲۰۹ ق۔ ۲۱۰ ق۔ ۲۱۱ ق۔ ۲۱۲ ق۔ ۲۱۳ ق۔ ۲۱۴ ق۔ ۲۱۵ ق۔ ۲۱۶ ق۔ ۲۱۷ ق۔ ۲۱۸ ق۔ ۲۱۹ ق۔ ۲۲۰ ق۔ ۲۲۱ ق۔ ۲۲۲ ق۔ ۲۲۳ ق۔ ۲۲۴ ق۔ ۲۲۵ ق۔ ۲۲۶ ق۔ ۲۲۷ ق۔ ۲۲۸ ق۔ ۲۲۹ ق۔ ۲۳۰ ق۔ ۲۳۱ ق۔ ۲۳۲ ق۔ ۲۳۳ ق۔ ۲۳۴ ق۔ ۲۳۵ ق۔ ۲۳۶ ق۔ ۲۳۷ ق۔ ۲۳۸ ق۔ ۲۳۹ ق۔ ۲۴۰ ق۔ ۲۴۱ ق۔ ۲۴۲ ق۔ ۲۴۳ ق۔ ۲۴۴ ق۔ ۲۴۵ ق۔ ۲۴۶ ق۔ ۲۴۷ ق۔ ۲۴۸ ق۔ ۲۴۹ ق۔ ۲۵۰ ق۔ ۲۵۱ ق۔ ۲۵۲ ق۔ ۲۵۳ ق۔ ۲۵۴ ق۔ ۲۵۵ ق۔ ۲۵۶ ق۔ ۲۵۷ ق۔ ۲۵۸ ق۔ ۲۵۹ ق۔ ۲۶۰ ق۔ ۲۶۱ ق۔ ۲۶۲ ق۔ ۲۶۳ ق۔ ۲۶۴ ق۔ ۲۶۵ ق۔ ۲۶۶ ق۔ ۲۶۷ ق۔ ۲۶۸ ق۔ ۲۶۹ ق۔ ۲۷۰ ق۔ ۲۷۱ ق۔ ۲۷۲ ق۔ ۲۷۳ ق۔ ۲۷۴ ق۔ ۲۷۵ ق۔ ۲۷۶ ق۔ ۲۷۷ ق۔ ۲۷۸ ق۔ ۲۷۹ ق۔ ۲۸۰ ق۔ ۲۸۱ ق۔ ۲۸۲ ق۔ ۲۸۳ ق۔ ۲۸۴ ق۔ ۲۸۵ ق۔ ۲۸۶ ق۔ ۲۸۷ ق۔ ۲۸۸ ق۔ ۲۸۹ ق۔ ۲۹۰ ق۔ ۲۹۱ ق۔ ۲۹۲ ق۔ ۲۹۳ ق۔ ۲۹۴ ق۔ ۲۹۵ ق۔ ۲۹۶ ق۔ ۲۹۷ ق۔ ۲۹۸ ق۔ ۲۹۹ ق۔ ۳۰۰ ق۔ ۳۰۱ ق۔ ۳۰۲ ق۔ ۳۰۳ ق۔ ۳۰۴ ق۔ ۳۰۵ ق۔ ۳۰۶ ق۔ ۳۰۷ ق۔ ۳۰۸ ق۔ ۳۰۹ ق۔ ۳۱۰ ق۔ ۳۱۱ ق۔ ۳۱۲ ق۔ ۳۱۳ ق۔ ۳۱۴ ق۔ ۳۱۵ ق۔ ۳۱۶ ق۔ ۳۱۷ ق۔ ۳۱۸ ق۔ ۳۱۹ ق۔ ۳۲۰ ق۔ ۳۲۱ ق۔ ۳۲۲ ق۔ ۳۲۳ ق۔ ۳۲۴ ق۔ ۳۲۵ ق۔ ۳۲۶ ق۔ ۳۲۷ ق۔ ۳۲۸ ق۔ ۳۲۹ ق۔ ۳۳۰ ق۔ ۳۳۱ ق۔ ۳۳۲ ق۔ ۳۳۳ ق۔ ۳۳۴ ق۔ ۳۳۵ ق۔ ۳۳۶ ق۔ ۳۳۷ ق۔ ۳۳۸ ق۔ ۳۳۹ ق۔ ۳۴۰ ق۔ ۳۴۱ ق۔ ۳۴۲ ق۔ ۳۴۳ ق۔ ۳۴۴ ق۔ ۳۴۵ ق۔ ۳۴۶ ق۔ ۳۴۷ ق۔ ۳۴۸ ق۔ ۳۴۹ ق۔ ۳۵۰ ق۔ ۳۵۱ ق۔ ۳۵۲ ق۔ ۳۵۳ ق۔ ۳۵۴ ق۔ ۳۵۵ ق۔ ۳۵۶ ق۔ ۳۵۷ ق۔ ۳۵۸ ق۔ ۳۵۹ ق۔ ۳۶۰ ق۔ ۳۶۱ ق۔ ۳۶۲ ق۔ ۳۶۳ ق۔ ۳۶۴ ق۔ ۳۶۵ ق۔ ۳۶۶ ق۔ ۳۶۷ ق۔ ۳۶۸ ق۔ ۳۶۹ ق۔ ۳۷۰ ق۔ ۳۷۱ ق۔ ۳۷۲ ق۔ ۳۷۳ ق۔ ۳۷۴ ق۔ ۳۷۵ ق۔ ۳۷۶ ق۔ ۳۷۷ ق۔ ۳۷۸ ق۔ ۳۷۹ ق۔ ۳۸۰ ق۔ ۳۸۱ ق۔ ۳۸۲ ق۔ ۳۸۳ ق۔ ۳۸۴ ق۔ ۳۸۵ ق۔ ۳۸۶ ق۔ ۳۸۷ ق۔ ۳۸۸ ق۔ ۳۸۹ ق۔ ۳۹۰ ق۔ ۳۹۱ ق۔ ۳۹۲ ق۔ ۳۹۳ ق۔ ۳۹۴ ق۔ ۳۹۵ ق۔ ۳۹۶ ق۔ ۳۹۷ ق۔ ۳۹۸ ق۔ ۳۹۹ ق۔ ۴۰۰ ق۔ ۴۰۱ ق۔ ۴۰۲ ق۔ ۴۰۳ ق۔ ۴۰۴ ق۔ ۴۰۵ ق۔ ۴۰۶ ق۔ ۴۰۷ ق۔ ۴۰۸ ق۔ ۴۰۹ ق۔ ۴۱۰ ق۔ ۴۱۱ ق۔ ۴۱۲ ق۔ ۴۱۳ ق۔ ۴۱۴ ق۔ ۴۱۵ ق۔ ۴۱۶ ق۔ ۴۱۷ ق۔ ۴۱۸ ق۔ ۴۱۹ ق۔ ۴۲۰ ق۔ ۴۲۱ ق۔ ۴۲۲ ق۔ ۴۲۳ ق۔ ۴۲۴ ق۔ ۴۲۵ ق۔ ۴۲۶ ق۔ ۴۲۷ ق۔ ۴۲۸ ق۔ ۴۲۹ ق۔ ۴۳۰ ق۔ ۴۳۱ ق۔ ۴۳۲ ق۔ ۴۳۳ ق۔ ۴۳۴ ق۔ ۴۳۵ ق۔ ۴۳۶ ق۔ ۴۳۷ ق۔ ۴۳۸ ق۔ ۴۳۹ ق۔ ۴۴۰ ق۔ ۴۴۱ ق۔ ۴۴۲ ق۔ ۴۴۳ ق۔ ۴۴۴ ق۔ ۴۴۵ ق۔ ۴۴۶ ق۔ ۴۴۷ ق۔ ۴۴۸ ق۔ ۴۴۹ ق۔ ۴۵۰ ق۔ ۴۵۱ ق۔ ۴۵۲ ق۔ ۴۵۳ ق۔ ۴۵۴ ق۔ ۴۵۵ ق۔ ۴۵۶ ق۔ ۴۵۷ ق۔ ۴۵۸ ق۔ ۴۵۹ ق۔ ۴۶۰ ق۔ ۴۶۱ ق۔ ۴۶۲ ق۔ ۴۶۳ ق۔ ۴۶۴ ق۔ ۴۶۵ ق۔ ۴۶۶ ق۔ ۴۶۷ ق۔ ۴۶۸ ق۔ ۴۶۹ ق۔ ۴۷۰ ق۔ ۴۷۱ ق۔ ۴۷۲ ق۔ ۴۷۳ ق۔ ۴۷۴ ق۔ ۴۷۵ ق۔ ۴۷۶ ق۔ ۴۷۷ ق۔ ۴۷۸ ق۔ ۴۷۹ ق۔ ۴۸۰ ق۔ ۴۸۱ ق۔ ۴۸۲ ق۔ ۴۸۳ ق۔ ۴۸۴ ق۔ ۴۸۵ ق۔ ۴۸۶ ق۔ ۴۸۷ ق۔ ۴۸۸ ق۔ ۴۸۹ ق۔ ۴۹۰ ق۔ ۴۹۱ ق۔ ۴۹۲ ق۔ ۴۹۳ ق۔ ۴۹۴ ق۔ ۴۹۵ ق۔ ۴۹۶ ق۔ ۴۹۷ ق۔ ۴۹۸ ق۔ ۴۹۹ ق۔ ۵۰۰ ق۔ ۵۰۱ ق۔ ۵۰۲ ق۔ ۵۰۳ ق۔ ۵۰۴ ق۔ ۵۰۵ ق۔ ۵۰۶ ق۔ ۵۰۷ ق۔ ۵۰۸ ق۔ ۵۰۹ ق۔ ۵۱۰ ق۔ ۵۱۱ ق۔ ۵۱۲ ق۔ ۵۱۳ ق۔ ۵۱۴ ق۔ ۵۱۵ ق۔ ۵۱۶ ق۔ ۵۱۷ ق۔ ۵۱۸ ق۔ ۵۱۹ ق۔ ۵۲۰ ق۔ ۵۲۱ ق۔ ۵۲۲ ق۔ ۵۲۳ ق۔ ۵۲۴ ق۔ ۵۲۵ ق۔ ۵۲۶ ق۔ ۵۲۷ ق۔ ۵۲۸ ق۔ ۵۲۹ ق۔ ۵۳۰ ق۔ ۵۳۱ ق۔ ۵۳۲ ق۔ ۵۳۳ ق۔ ۵۳۴ ق۔ ۵۳۵ ق۔ ۵۳۶ ق۔ ۵۳۷ ق۔ ۵۳۸ ق۔ ۵۳۹ ق۔ ۵۴۰ ق۔ ۵۴۱ ق۔ ۵۴۲ ق۔ ۵۴۳ ق۔ ۵۴۴ ق۔ ۵۴۵ ق۔ ۵۴۶ ق۔ ۵۴۷ ق۔ ۵۴۸ ق۔ ۵۴۹ ق۔ ۵۵۰ ق۔ ۵۵۱ ق۔ ۵۵۲ ق۔ ۵۵۳ ق۔ ۵۵۴ ق۔ ۵۵۵ ق۔ ۵۵۶ ق۔ ۵۵۷ ق۔ ۵۵۸ ق۔ ۵۵۹ ق۔ ۵۶۰ ق۔ ۵۶۱ ق۔ ۵۶۲ ق۔ ۵۶۳ ق۔ ۵۶۴ ق۔ ۵۶۵ ق۔ ۵۶۶ ق۔ ۵۶۷ ق۔ ۵۶۸ ق۔ ۵۶۹ ق۔ ۵۷۰ ق۔ ۵۷۱ ق۔ ۵۷۲ ق۔ ۵۷۳ ق۔ ۵۷۴ ق۔ ۵۷۵ ق۔ ۵۷۶ ق۔ ۵۷۷ ق۔ ۵۷۸ ق۔ ۵۷۹ ق۔ ۵۸۰ ق۔ ۵۸۱ ق۔ ۵۸۲ ق۔ ۵۸۳ ق۔ ۵۸۴ ق۔ ۵۸۵ ق۔ ۵۸۶ ق۔ ۵۸۷ ق۔ ۵۸۸ ق۔ ۵۸۹ ق۔ ۵۹۰ ق۔ ۵۹۱ ق۔ ۵۹۲ ق۔ ۵۹۳ ق۔ ۵۹۴ ق۔ ۵۹۵ ق۔ ۵۹۶ ق۔ ۵۹۷ ق۔ ۵۹۸ ق۔ ۵۹۹ ق۔ ۶۰۰ ق۔ ۶۰۱ ق۔ ۶۰۲ ق۔ ۶۰۳ ق۔ ۶۰۴ ق۔ ۶۰۵ ق۔ ۶۰۶ ق۔ ۶۰۷ ق۔ ۶۰۸ ق۔ ۶۰۹ ق۔ ۶۱۰ ق۔ ۶۱۱ ق۔ ۶۱۲ ق۔ ۶۱۳ ق۔ ۶۱۴ ق۔ ۶۱۵ ق۔ ۶۱۶ ق۔ ۶۱۷ ق۔ ۶۱۸ ق۔ ۶۱۹ ق۔ ۶۲۰ ق۔ ۶۲۱ ق۔ ۶۲۲ ق۔ ۶۲۳ ق۔ ۶۲۴ ق۔ ۶۲۵ ق۔ ۶۲۶ ق۔ ۶۲۷ ق۔ ۶۲۸ ق۔ ۶۲۹ ق۔ ۶۳۰ ق۔ ۶۳۱ ق۔ ۶۳۲ ق۔ ۶۳۳ ق۔ ۶۳۴ ق۔ ۶۳۵ ق۔ ۶۳۶ ق۔ ۶۳۷ ق۔ ۶۳۸ ق۔ ۶۳۹ ق۔ ۶۴۰ ق۔ ۶۴۱ ق۔ ۶۴۲ ق۔ ۶۴۳ ق۔ ۶۴۴ ق۔ ۶۴۵ ق۔ ۶۴۶ ق۔ ۶۴۷ ق۔ ۶۴۸ ق۔ ۶۴۹ ق۔ ۶۵۰ ق۔ ۶۵۱ ق۔ ۶۵۲ ق۔ ۶۵۳ ق۔ ۶۵۴ ق۔ ۶۵۵ ق۔ ۶۵۶ ق۔ ۶۵۷ ق۔ ۶۵۸ ق۔ ۶۵۹ ق۔ ۶۶۰ ق۔ ۶۶۱ ق۔ ۶۶۲ ق۔ ۶۶۳ ق۔ ۶۶۴ ق۔ ۶۶۵ ق۔ ۶۶۶ ق۔ ۶۶۷ ق۔ ۶۶۸ ق۔ ۶۶۹ ق۔ ۶۷۰ ق۔ ۶۷۱ ق۔ ۶۷۲ ق۔ ۶۷۳ ق۔ ۶۷۴ ق۔ ۶۷۵ ق۔ ۶۷۶ ق۔ ۶۷۷ ق۔ ۶۷۸ ق۔ ۶۷۹ ق۔ ۶۸۰ ق۔ ۶۸۱ ق۔ ۶۸۲ ق۔ ۶۸۳ ق۔ ۶۸۴ ق۔ ۶۸۵ ق۔ ۶۸۶ ق۔ ۶۸۷ ق۔ ۶۸۸ ق۔ ۶۸۹ ق۔ ۶۹۰ ق۔ ۶۹۱ ق۔ ۶۹۲ ق۔ ۶۹۳ ق۔ ۶۹۴ ق۔ ۶۹۵ ق۔ ۶۹۶ ق۔ ۶۹۷ ق۔ ۶۹۸ ق۔ ۶۹۹ ق۔ ۷۰۰ ق۔ ۷۰۱ ق۔ ۷۰۲ ق۔ ۷۰۳ ق۔ ۷۰۴ ق۔ ۷۰۵ ق۔ ۷۰۶ ق۔ ۷۰۷ ق۔ ۷۰۸ ق۔ ۷۰۹ ق۔ ۷۱۰ ق۔ ۷۱۱ ق۔ ۷۱۲ ق۔ ۷۱۳ ق۔ ۷۱۴ ق۔ ۷۱۵ ق۔ ۷۱۶ ق۔ ۷۱۷ ق۔ ۷۱۸ ق۔ ۷۱۹ ق۔ ۷۲۰ ق۔ ۷۲۱ ق۔ ۷۲۲ ق۔ ۷۲۳ ق۔ ۷۲۴ ق۔ ۷۲۵ ق۔ ۷۲۶ ق۔ ۷۲۷ ق۔ ۷۲۸ ق۔ ۷۲۹ ق۔ ۷۳۰ ق۔ ۷۳۱ ق۔ ۷۳۲ ق۔ ۷۳۳ ق۔ ۷۳۴ ق۔ ۷۳۵ ق۔ ۷۳۶ ق۔ ۷۳۷ ق۔ ۷۳۸ ق۔ ۷۳۹ ق۔ ۷۴۰ ق۔ ۷۴۱ ق۔ ۷۴۲ ق۔ ۷۴۳ ق۔ ۷۴۴ ق۔ ۷۴۵ ق۔ ۷۴۶ ق۔ ۷۴۷ ق۔ ۷۴۸ ق۔ ۷۴۹ ق۔ ۷۵۰ ق۔ ۷۵۱ ق۔ ۷۵۲ ق۔ ۷۵۳ ق۔ ۷۵۴ ق۔ ۷۵۵ ق۔ ۷۵۶ ق۔ ۷۵۷ ق۔ ۷۵۸ ق۔ ۷۵۹ ق۔ ۷۶۰ ق۔ ۷۶۱ ق۔ ۷۶۲ ق۔ ۷۶۳ ق۔ ۷۶۴ ق۔ ۷۶۵ ق۔ ۷۶۶ ق۔ ۷۶۷ ق۔ ۷۶۸ ق۔ ۷۶۹ ق۔ ۷۷۰ ق۔ ۷۷۱ ق۔ ۷۷۲ ق۔ ۷۷۳ ق۔ ۷۷۴ ق۔ ۷۷۵ ق۔ ۷۷۶ ق۔ ۷۷۷ ق۔ ۷۷۸ ق۔ ۷۷۹ ق۔ ۷۸۰ ق۔ ۷۸۱ ق۔ ۷۸۲ ق۔ ۷۸۳ ق۔ ۷۸۴ ق۔ ۷۸۵ ق۔ ۷۸۶ ق۔ ۷۸۷ ق۔ ۷۸۸ ق۔ ۷۸۹ ق۔ ۷۹۰ ق۔ ۷۹۱ ق۔ ۷۹۲ ق۔ ۷۹۳ ق۔ ۷۹۴ ق۔ ۷۹۵ ق۔ ۷۹۶ ق۔ ۷۹۷ ق۔ ۷۹۸ ق۔ ۷۹۹ ق۔ ۸۰۰ ق۔ ۸۰۱ ق۔ ۸۰۲ ق۔ ۸۰۳ ق۔ ۸۰۴ ق۔ ۸۰۵ ق۔ ۸۰۶ ق۔ ۸۰۷ ق۔ ۸۰۸ ق۔ ۸۰۹ ق۔ ۸۱۰ ق۔ ۸۱۱ ق۔ ۸۱۲ ق۔ ۸۱۳ ق۔ ۸۱۴ ق۔ ۸۱۵ ق۔ ۸۱۶ ق۔ ۸۱۷ ق۔ ۸۱۸ ق۔ ۸۱۹ ق۔ ۸۲۰ ق۔ ۸۲۱ ق۔ ۸۲۲ ق۔ ۸۲۳ ق۔ ۸۲۴ ق۔ ۸۲۵ ق۔ ۸۲۶ ق۔ ۸۲۷ ق۔ ۸۲۸ ق۔ ۸۲۹ ق۔ ۸۳۰ ق۔ ۸۳۱ ق۔ ۸۳۲ ق۔ ۸۳۳ ق۔ ۸۳۴ ق۔ ۸۳۵ ق۔ ۸۳۶ ق۔ ۸۳۷ ق۔ ۸۳۸ ق۔ ۸۳۹ ق۔ ۸۴۰ ق۔ ۸۴۱ ق۔ ۸۴۲ ق۔ ۸۴۳ ق۔ ۸۴۴ ق۔ ۸۴۵ ق۔ ۸۴۶ ق۔ ۸۴۷ ق۔ ۸۴۸ ق۔ ۸۴۹ ق۔ ۸۵۰ ق۔ ۸۵۱ ق۔ ۸۵۲ ق۔ ۸۵۳ ق۔ ۸۵۴ ق۔ ۸۵۵ ق۔ ۸۵۶ ق۔ ۸۵۷ ق۔ ۸۵۸ ق۔ ۸۵۹ ق۔ ۸۶۰ ق۔ ۸۶۱ ق۔ ۸۶۲ ق۔ ۸۶۳ ق۔ ۸۶۴ ق۔ ۸۶۵ ق۔ ۸۶۶ ق۔ ۸۶۷ ق۔ ۸۶۸ ق۔ ۸۶۹ ق۔ ۸۷۰ ق۔ ۸۷۱ ق۔ ۸۷۲ ق۔ ۸۷۳ ق۔ ۸۷۴ ق۔ ۸۷۵ ق۔ ۸۷۶ ق۔ ۸۷۷ ق۔ ۸۷۸ ق۔ ۸۷۹ ق۔ ۸۸۰ ق۔ ۸۸۱ ق۔ ۸۸۲ ق۔ ۸۸۳ ق۔ ۸۸۴ ق۔ ۸۸۵ ق۔ ۸۸۶ ق۔ ۸۸۷ ق۔ ۸۸۸ ق۔ ۸۸۹ ق۔ ۸۹۰ ق۔ ۸۹۱ ق۔ ۸۹۲ ق۔ ۸۹۳ ق۔ ۸۹۴ ق۔ ۸۹۵ ق۔ ۸۹۶ ق۔ ۸۹۷ ق۔ ۸۹۸ ق۔ ۸۹۹ ق۔ ۹۰۰ ق۔ ۹۰۱ ق۔ ۹۰۲ ق۔ ۹۰۳ ق۔ ۹۰۴ ق۔ ۹۰۵ ق۔ ۹۰۶ ق۔ ۹۰۷ ق۔ ۹۰۸ ق۔ ۹۰۹ ق۔ ۹۱۰ ق۔ ۹۱۱ ق۔ ۹۱۲ ق۔ ۹۱۳ ق۔ ۹۱۴ ق۔ ۹۱۵ ق۔ ۹۱۶ ق۔ ۹۱۷ ق۔ ۹۱۸ ق۔ ۹۱۹ ق۔ ۹۲۰ ق۔ ۹۲۱ ق۔ ۹۲۲ ق۔ ۹۲۳ ق۔ ۹۲۴ ق۔ ۹۲۵ ق۔ ۹۲۶ ق۔ ۹۲۷ ق۔ ۹۲۸ ق۔ ۹۲۹ ق۔ ۹۳۰ ق۔ ۹۳۱ ق۔ ۹۳۲ ق۔ ۹۳۳ ق۔ ۹۳۴ ق۔ ۹۳۵ ق۔ ۹۳۶ ق۔ ۹۳۷ ق۔ ۹۳۸ ق۔ ۹۳۹ ق۔ ۹۴۰ ق۔ ۹۴۱ ق۔ ۹۴۲ ق۔ ۹۴۳ ق۔ ۹۴۴ ق۔ ۹۴۵ ق۔ ۹۴۶ ق۔ ۹۴۷ ق۔ ۹۴۸ ق۔ ۹۴۹ ق۔ ۹۵۰ ق۔ ۹۵۱ ق۔ ۹۵۲ ق۔ ۹۵۳ ق۔ ۹۵۴ ق۔ ۹۵۵ ق۔ ۹۵۶ ق۔ ۹۵۷ ق۔ ۹۵۸ ق۔ ۹۵۹ ق۔ ۹۶۰ ق۔ ۹۶۱ ق۔ ۹۶۲ ق۔ ۹۶۳ ق۔ ۹۶۴ ق۔ ۹۶۵ ق۔ ۹۶۶ ق۔ ۹۶۷ ق۔ ۹۶۸ ق۔ ۹۶۹ ق۔ ۹۷۰ ق۔ ۹۷۱ ق۔ ۹۷۲ ق۔ ۹۷۳ ق۔ ۹۷۴ ق۔ ۹۷۵ ق۔ ۹۷۶ ق۔ ۹۷۷ ق۔ ۹۷۸ ق۔ ۹۷۹ ق۔ ۹۸۰ ق۔ ۹۸۱ ق۔ ۹۸۲ ق۔ ۹۸۳ ق۔ ۹۸۴ ق۔ ۹۸۵ ق۔ ۹۸۶ ق۔ ۹۸۷ ق۔ ۹۸۸ ق۔ ۹۸۹ ق۔ ۹۹۰ ق۔ ۹۹۱ ق۔ ۹۹۲ ق۔ ۹۹۳ ق۔ ۹۹۴ ق۔ ۹۹۵ ق۔ ۹۹۶ ق۔ ۹۹۷ ق۔ ۹۹۸ ق۔ ۹۹۹ ق۔ ۱۰۰۰ ق۔

سفارش اور تائید کے انداز کی یہ خیال ہوگا ان دونوں حضرات نے ان سب حضرات کو اپنی تائید ہی کیلئے اس کے لہجہ یا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا ذرا غیور اسکے بعد اس جماعت کی طرف خطاب کر کے فرمایا تم کو اس پاک ذات کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں کیا تم کو معلوم ہے حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے اس جماعت نے اقرار کیا کہ بیشک حضور نے یہ ارشاد فرمایا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے ان دونوں حضرات عباسؓ کی طرف متوجہ ہو کر اور اسی طرح ان کی بھی قسم دیکر دریافت کیا ان دونوں حضرات نے بھی اسکا اقرار کیا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اول سے سنو اللہ جل شانہ نے یہ فی کا مال (باب وغیرہ) مخصوص طور پر حضور کو دیا کسی دوسرے کی اس میں شرکت نہ تھی لیکن حضور نے اسکو اپنی مخصوص نہیں فرمایا بلکہ تم لوگوں پر تقسیم کر دیا اور بہت تھوڑا سا حصہ زمین کا اپنے اور اپنی خیال کے گزران کیلئے رکھا اور اس میں بھی گھروں میں تھوڑا سا دینے کے بعد جو بختاورد اللہ کے راستہ میں خرچ فرمادیتے ہیں تم لوگوں کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا ایسی ہی تھا یا نہیں۔ اول ان باخونکو قسم دیکر ان کی تصدیق کر لی اسکے بعد ان دونوں حضرات کی قسم دیکر تصدیق کر لی پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا اسکے بعد حضور کا دھمال ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ بنے اور انھوں نے اس سب پیداوار میں کسی طرز کو جاری رکھا جو حضور کا معمول تھا اور اللہ پاک کی قسم ابوبکرؓ نے اس روئے میں نیکی پر تھے وہ راست پر تھے حق کا اتباع کرتے تھے لیکن تم لوگوں نے انکو چٹا چٹا جین سمجھا تم حضرت عباسؓ اپنے بھتیجے (صلی اللہ علیہ وسلم) کی میراث طلب کرنے آئے اور تم حضرت علیؓ اپنی بیوی کے حصہ کا مطالبہ کرنے آئے حضرت ابوبکرؓ نے حضور کا ارشاد کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا سنا یا تم نے انکی بات کو صحیح نہ سمجھا اسکے بعد حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی اور میں خلیفہ بنا اور اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے موافق اس میں عمل کرتا رہا اور اللہ جل شانہ جو بختاورد اللہ کے اپنے اس طرز میں پتہ ہوں نیکی پر عمل کرنا والا ہوں حق کا اتباع کرنے والا ہوں اسکے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور وہی ایک کلمہ ایک بات بھتیجے کی میراث کا مطالبہ اور بیوی کے حصہ میں نے تم سے حضور کا ارشاد کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا سنا دیا اسکی بعد میں نے مناسبت سمجھا کہ بطور تولیت کے تمہارے عوالہ کردوں تو میں نے تم سے عہد و پیمان لیا کہ تم اس میں کسی طرح عمل نہ کر دو گے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے تمکین خود عمل کرتا رہا ہوں تم نے اسکو قبول کیا اور اس طرح میں نے اسکو تمہارے عوالہ کیا تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں اسی طرح حوالہ نہیں کیا تھا اس جماعت نے بھی اسکا اقرار کیا اور ان دونوں حضرات نے بھی اسکا اقرار کیا اسکے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اب تم اسکے خلاف مجھ سے فیصلہ کرنا ناجائز ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان زمین قائم ہیں اسکی خلاف ہرگز فیصلہ نہ کرو دیکھا اگر تم اسکے اختتام سے عاجز ہو تو مجھے واپس کر دو میں خود اختتام کروں گا یہ ہے وہ طویل قصہ جسکی طرف امام ترمذی نے اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث میں طویل قصہ ہے اس میں چند امور قابل لحاظ ہیں۔ علی حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ظالم وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا اور دونوں حضرات میں سخت کلامی ہوئی یہ چیز ظاہر مستبعد معلوم ہوتی ہے مگر ایک تو حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے چچا ہیں اس حیثیت سے انکو تنبیہ کا حق ہے دوسرے جب وہ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو ناحق پر سمجھ رہے ہیں جسکی تفصیل آگے آ رہی ہے تو انکو فعل کو ظلم سمجھنا ہی چاہئے۔ علی یہ کہ جب حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کو یہ حدیث معلوم تھی جیسا کہ انھوں نے حضرت

عمر کے سوال پر اقرار کیا تو پھر کیوں تو حضرت ابو بکرؓ سے مطالبہ کیا اور کیوں حضرت عمرؓ سے مطالبہ کیا اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے سے معلوم نہ تھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کہنے سے معلوم ہوئی تو پھر جب حضرت ابو بکرؓ اس حدیث کی وجہ سے انکار فرمایا کرتے تو پھر حضرت عمرؓ سے دوبارہ کیوں سوال کیا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تو یقیناً انکو معلوم تھی مگر بظاہر اس حدیث کو وہ مخصوص سمجھتے تھے مثلاً درہم اور دینار ہی کیساتھ مخصوص سمجھتے ہوں جیسا کہ پہلے ایک حدیث میں ان دونوں ذکر کیا ہے لیکن اور سب حضرات کی نزدیکی سبب چیز و نگوشت مال جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں جو کچھ میں جھوڑوں وہ صدقہ کی کالفاظ آیا ہے اس صورت میں حضرت ابو بکرؓ سے اولاً سوال اپنی اس خیال کے موافق ہو کہ یہ حضرات اس مخصوص معنی پر سمجھتے تھے اور ان کے بعد دوبارہ حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں انہی سوالوں خیال کی ہو کہ شاید حضرت عمرؓ کی رائے ان دونوں حضرات کے موافق ہو یعنی حضرت عمرؓ بھی اسکو مخصوص خیال فرماتے ہوں لیکن مطالبہ کے معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کی اس بھی وجہ اور سبب حضرت کی ہے اور حدیث کے الفاظ کا ظاہر بھی یہی ہے کہ یہ ارشاد سب چیز و نگوشت مال کی جو چیز کی تفصیل نہیں۔ یہاں ایک نہایت اہم اور ضروری چیز یہ ذہنی نشین کر لینا ضروری ہے کہ جب حضرات تین کے متعلق ہم لوگ یہ سمجھیں کہ وہ حضورؐ قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشاد کی وجہ میراث تفسیر کر رہے ہیں معذور و مجبور تھے اور باوجود ان حضرات کے اصرار کے تفسیر فرما دیا یہی ضروری ہے کہ ان کا ہر شان میں کسی قسم کا سوسپن کرنا کہ حسب الی وجہ یہ بار بار اصرار کرتے تھے اور حضورؐ کے اس صاف اور سچے ارشاد کے خلاف عمل جانتے انتہائی بے ادبی ہے انکا اصرار اس وجہ سے تھا کہ یہ حضرات اسکو ایک شرعی حق سمجھتے تھے اسی وجہ سے اپنی تحقیق کے خلاف ہو گئی وجہ مخالفت کرنیوالوں پر انکار کرتے تھے جسکو حضرت عمرؓ نے اپنی اس کام کی ظاہر کیا کہ تم نے حضرت ابو بکرؓ کو جیسا نہیں سمجھا۔

اسلئے کہ جب حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی انکار پر لا حضورؐ کے اس ارشاد پر کہ ہمارا کوئی وارث نہیں بنتا ان دونوں حضرات نے متغیر طور پر اپنی ولایت میں سے لیا تھا تو اب آپس میں جھگڑا پیدا ہو جانے لگا وجہ یہ جسکی وجہ کہ آپس میں سخت کلامی کی نوبت آئی اور تفسیر کی اسلئے عکس و عکس ہو گئی جبکہ پہلے ہی سے تقسیم کا انکار ہوتا چلا آیا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہ چیز تو تحقیق ہو گئی تھی کہ اس میں میراث جاز ہی نہیں ہوتی اسی وجہ سے حضرت تین نے اصرار بھی کر دیا تھا اور ان حضرات نے قبول بھی کر لیا تھا اس کے باوجود پھر ان دونوں حضرات کا آپس میں تقسیم کے مطالبہ کی وجہ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارشاد فرمائی تھی کہ کیفیت خرچ میں دونوں میں کثرت سے اختلاف ہوتا تھا حضرت عباسؓ نہایت منظم اور مدبر تھے دورانہ دشمنی تھے وہ ہر مال کو نہایت احتیاطی خرچ فرمانا چاہتے تھے اور ضرورت کے موافق کیلئے لینے اور ذخیرہ فراہم رکھنا چاہتے تھے اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نہایت فیاض یعنی زیادہ اور متوکل تھے حضورؐ کے طرز کے موافق جو آیا تو فرما تقسیم کر دینا چاہتے تھے کہ ایک درہم بھی باقی نہ بچے اس وجہ سے دونوں حضرات میں ہر وقت کشاکش پیش آتی تھی۔ حافظ ابن حجرؒ فی فتح الباری میں واقعات کی روایت سے نقل کیا ہے کہ ان حضرات کا آپس کا اختلاف میراث کے بارے میں نہیں تھا بلکہ تولیت اور مصلحت کا بارے میں تھا کہ اس پیداوار کو کس طرح صرف کیا جائے۔ امام ابو داؤدؒ نے لکھا ہے کہ ان دونوں حضرات کی درخواست تھی کہ اس مال کو دونوں نصف نصف تقسیم کر دیا جائے نہ کہ حضورؐ کے ارشاد کے بعد اب میراث کا مطالبہ تھا۔ اسلئے کہ جب یہ حضرات تولیت علیؓ کو دینا چاہتے تھے میراث نہیں جانتے تھے تو پھر حضرت عمرؓ کو کیا مال تھا اس میں بظاہر کوئی اشکال نہ تھا کہ ہر ایک کا تولیت نامہ علیؓ کو ہوتا وہ اپنی رائے سے اپنی پیداوار کو جلدی یا بدیر تقسیم کرتا اسکی وجہ علمائے کلمی ہے کہ اس صورت میں بعد میں میراث بنانے کا احتمال تھا اور اس پر استدلال کی گنجائش تھی کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے فیصلہ سے جمع کر لیا اسلئے کہ دونوں میں نصف نصف تقسیم ہی میراث تھی تقسیم تھی کہ انھوں نے اسکا جیسا کہ حصہ ہے اور

حدثنا محمد بن بشیر عن عبد الرحمن بن مهدی ثنا صفیان عن ابی اسحاق عن ابی الاحوص عن عبد الله عن النبی
صلی الله علیه وسلم قال من رانی فی المنامه فقد رانی خان الشیطان لا یتمثل بی حدثنا محمد بن بشیر و محمد بن المنذر
قالنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن ابی حصین عن ابی حاتم عن ابی حمزہ قال قال رسول الله صل الله علیه وسلم من رانی فی المنامه
فقد رانی خان الشیطان لا یتصور او قال لا یتشبہ **حدثنا** ثقیف بن عثمان خلف بن خلیفه عن ابی مالک الاشجعی

اسکی تائید ہوتی ہے ابو داؤد و شریفین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد و ذکر کیا ہے کہ خواب میں طرح کا ہوتا ہے۔ ایک بار یا صاف
یعنی مبارک خواب۔ یہ الشریک طرف کی بشارت ہوتی ہے۔ دوسرا درانی خواب جو شیطان کی طرف کی ہے پہنچنا ہوتا ہے تیسرا وہ
خواب جو آدمی کے اپنی خیالات اور دساوس ہوتے ہیں۔ علماء لغویہ نے لکھا ہے کہ جو فرشتہ خواب دکھائے پرستین ہے اسکا نام صدیق
ہے جو مثالوں سے و میو کو خواب کی شکل میں سمجھتا ہے۔ یہ عام خواب کے متعلق ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اگر خواب میں
ہو تو وہ تصورات شیطانی سے خالی ہوتی ہے۔ غور بنی کر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد متعدد احادیث میں آ رہا ہے کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا
اُس نے حقیقت ہی کو خواب میں دیکھا اسلئے کہ شیطان کو یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ میری صورت بدلے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت بھی طرح کرے کہ حضور کی شان کے مناسب نہیں ہے مثلاً جو ملیہ شریف آپ کا شعر کتاب میں گذرا ہے
اُس کے خلاف دیکھئے یا کوئی اور ایسی بات دیکھو جو اوقات نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی جاری یا پریشانی وغیرہ کو ظاہر کرے یا کسی کام کا حکم
کرتے یا منع کرتے ہوئے دیکھو جو ظاہر شرع ہو۔ یا شان نبوی کے مناسب نہ ہو تو وہ دیکھنے والے کی غلطی کو تا ہی اور حضور کی بنا پر ہوتا ہے
اسکو شرح و مشاعر آمیزت تشبیہ یا کرتے ہیں کہ ایک شے کو اگر سرخ آئینہ میں دیکھو تو سرخ نظر آتی ہے اگر سبز سبز نظر آتی ہے یا یہ سفید
اور ابی حمزہ رضی عنہ مختلف الاول نظر آتی ہے۔ اسی طرح خواب میں ذات نبوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر آتی ہے لیکن اُس ذات اقدس کے
ساتھ جو احوال اور اوصاف نظر آتے ہیں وہ خواب کجی و لیکھنیل اور ادا کا اثر ہے کہ جس قسم کے احوال کچھ والی ہو سکتے ہیں وہی صفات کیساتھ زیارت
نصیب ہوگی مثلاً بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ جو شخص خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سکودینا مائیک کی ترغیب دے رہی ہو تو اس کی کچھ والی
ظلمت کا شمول ہے کہ وہ کسی کرم فعل کے ارتکاب میں بلا راہ مبتلا ہے مصنف اس باب میں سات حدیث ذکر فرمائی ہیں (۱) عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ کہہ رہے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا اُس نے حقیقت ہی کو دیکھا جو اسلئے کہ شیطان میری صورت
نہیں بنا سکتا۔ (۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جس نے خواب میں مجھے دیکھا اُس نے حقیقت ہی کو دیکھا ہے
اسکی کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔ (۳) حق تعالیٰ جل شانہ فی جہ کہ عالم حیات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان کے اثر و
مخوفہ ظاہر و باقیا ایسی ہی حضور کے دصال کے جو بھی شیطان کو یہ قدرت مرحمت نہیں فرمائی کہ وہ آپ کی صورت بنا سکے یہ امر شہہ ہے اس کے بغیر
ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک اپنے نظر آتی ہے یعنی یہ کہ دیکھنے والے میں اتنی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذات اقدس ہی کی زیارت

لہ قال المتادی ای فی حال المنام وتول الصمام فی وقت النوم فی نظرہ و فی البذل عن مع الودود فی بزا محض بصورت المعجزة فیض علی الشما فی الشرفۃ المتو
فات طاہرۃ الصورة المرئۃ تلک الشما فی روبا عن و الا فاضل علم نہ لک لعل فی فی صورۃ کانت و قدر جی شربان الاختلاف المتماکن من احوال المرانی
کذا فی ہاشم الکوکب ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
لا شہدہ ولا اریاب ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰
۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰

۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰

ابن المبارک اذ ابتلیت بالقضاء فعلیک بالاثار حد ثنا محمد بن علی حد ثنا
النضر اخبرنا ابن عوف عن ابن سیرین قال هذا الحدیث دین فانظر واعین تاخذون دینکم

نوبت آوے تو منقولات کا اتباع کیجیو۔ مقصود یہ کہ خود رائی اور اپنی عقل پر گمراہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اکابر کے کلام
احادیث اور اقوال صحابہ کا اتباع کرنا چاہیے۔ یہ امام ابن مبارک کی نصیحت ہے جو عام ہے ہر فیصلہ کے متعلق یہی بات ہے
خواہ وہ فیصلہ فقہ کے قبیل سے ہو یا کوئی اور فیصلہ ہو جیسا کہ ابھی گذرا امام ترمذی نے ان کا یہ ارشاد نصیحت عامہ کے قبیہ
سے ذکر کیا ہے جیسا کہ عام شریعہ شائل کی رائے ہے۔ بندہ کے نزدیک اس باب سے بھی اس کا ایک خاص مناسبت ہو سکتی
ہے وہ یہ کہ خواب کی تعبیر بھی ایک فیصلہ ہے اس لئے اس میں بھی اپنی رائے سے غتر یوں نہ کرنا چاہیے بلکہ اسلاف کی تفسیروں کو
دیکھنا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ سے بکثرت خوابوں کی تفسیریں
نقل کی گئی ہیں۔ فن تفسیر کے علماء نے لکھا ہے کہ تعبیر دینے والا شخص ضروری ہے کہ مسجد ارشعہ پر پہنچا کر کتاب اللہ اور سنت
رسول اللہ کا واقع ہو۔ عرب کے لغات اور زبان و مشالوں کو جاننا ہو وغیرہ وغیرہ بہت سے شرائط اور آداب علم تعبیر کی
کتابوں میں لکھی ہیں۔ (۲) ابن سیرین کہتے ہیں کہ علم حدیث اور ایسے ہی اور دینی علوم سب دین میں داخل ہیں۔ لہذا علم حاصل
کرنے سے قبل یہ دیکھو کہ اس دین کو کس شخص سے حاصل کر رہے ہو۔ ف۔ ابن سیرین بھی اپنے وقت کے امام اور مشہور بزرگ
تابعی ہیں بہت سے صحابہ کرام سے علوم حاصل کئے فن تعبیر کے بھی امام ابن سیرین خواب کی تعبیر میں ان کے ارشادات تھے ہیں ان کے
ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ جس سے دین حاصل کرو اس کی دیانت تقویٰ مذہب مسلک اچھی طرح تحقیق کر لو۔ ایسا نہ کر و کہہ کر نص
کے کہنے پر عمل کرو خواہ وہ کیسی ہی دین ہو۔ اس لئے کہ اس کی بددینی اثر کے بغیر نہیں رہے گی۔ بعض روایات میں خود نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے یہ نصیحت عامہ ہے جیسا کہ پہلے نمبر پر گذر چکا ہے اور اس باب کے ساتھ
بھی مناسبت ہو سکتی ہے کہ علم تعبیر بھی ایک اہم علم ہے جبکہ خواب نبوت کے اجزا اور اس سے ایک جز ہوتا ہے تو اس کی تعبیر
جتنی بھی تمہارا نشان ہو ظاہر ہے۔ اس لئے بغور دیکھا کرو کہ کس سے تعبیر لے رہے ہو وہ اس کا اہل ہے یا نہیں اس مناسبت کو
گویا امام ترمذی نے اس کو ذکر کیا لیکن ابن سیرین کا کلام اور احادیث کا مضمون خواب کی ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر علم کو
شامل ہے اور جتنا تمہارا نشان علم ہو گا ذکر ہی زیادہ واقع سے معلوم کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اس ہمارے زمانہ میں جو کثرت

لہ بعضیہ الجمل والخطاب عام مدبرہ علیہ لشدۃ خوف وادۃ انتقام منہ الوصیۃ وسائر الاتعاظ ۱۲ ق م کے اہم علم ہیں ازم و زاد الہامی فی مہمہ لکیر الصغیر
فی العمل ۱۲ م و ہذا الاثر خبر صاحب الشکوۃ بردایہ مسلم فقال صاحب الشیخ اخبرہ عن فروغی الی کم فی تائیدہ و ابن عدی فی الیوم من انش وافر الیوم السجری
فی البانہ وقال یزید بن ابی ہریرۃ کلن فی اسنادہ للفرع ضعف والصحیح ان قول ابن سیرین ۱۵ وقال النقاد روی المطلب وغیرہ من الخلفاء وادۃ
الحديث الامم جعفر بن شاذانہ وادۃ مرقم علیہ فی الجامع الصغیر بالضعف ۱۲ م قال میرک وروی فی البانہ روایت لخصانہ فی العلم دین التکرار وادۃ مرقم
قال القاری و فی روایتہ علی بن ابرہم مرقم بالغۃ العلم دین و الصلوۃ دین والنظر والامن تاخذون ذالک و کیف تعلمون ذالک و الصلوۃ فاکم تسابن و یوم العقیۃ قال
علی بن الترمذی فیہ لکھد و ہذا خبرہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الکتاب والسنۃ و ہما المصل الدین والحد بانما یأخذ منہ العدول الثقات المتقون و ہذا ما تاتر
بان مشائخہم ثقات عدول کم ذکرک شمس بن یزید فی مقدمۃ الادب فانما اخبر محمد بن علی بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم عن ابراہیم بن ابراہیم
اذ جئتہ یا جبر الیامع فی وادۃ خبرہ انان الحمد للہ علیہم و الصلوۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین الشان
من اخری الیوم و من سائرہ الخیرۃ ہذا و ان الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ
و فی الخیرۃ ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ و ہذا الخیرۃ فی الیوم من ذی الحجۃ

کے بہت ہی قریب ایک یہ بھی سخت حضرت کی بات ہوگئی ہے کہ نہ شخص خواہ کتنا ہی جاہل کتنا ہی بد دین ہو تھوڑی سی صفائی تحریر و تحریر سے علامہ اور مولانا بجاتا ہے اور رنگین کپڑوں سے صوفی اور معتدبہ بجاتا ہے عام لوگ ابتداءً ایک عام غلط فہمی کی وجہ سے اُن کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پھر اپنی نادانیت سے اُن کا شکار بن جاتے ہیں وہ غلط فہمی یہ ہے کہ عام قلوب میں یہ سمجھا گیا ہے کہ انظار والی مآقال و المآظروالہی من قال (آدمی کو یہ دیکھنا چاہی کہ کیا کہا ہے نہیں دیکھنا چاہیے کہ کس نے کہا) حالانکہ یہ مضمون فی نفسہ اگر صحیح ہے لیکن اُس شخص کے لئے ہے جو سمجھ سکتا ہو کہ کیا کہا جو کہا وہ حق کہا یا باطل اور غلط کہا۔ لیکن جو لوگ اپنی نادانیت دینی دہرے کھرس کھوٹے صحیح اور غلط میں تمیز نہ کر سکتے ہوں اُن کو نہ شخص کی بات مٹنا مناسب نہیں کہ اسے نتیجہً آل کا مصرفت و نقصان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں کوئی دعویدار اگر ولایت امامت نبوت رسالت حتیٰ کہ خدائی تک کا بھی نفوذ باللہ دعویٰ کرے تو ایک گر وہ فوراً اُس کا تابع بن جاتا ہے۔ والی اللہ! المشتکی و هو المستعان۔

الحمد للہ والمنة ۸، جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ شب جمعہ میں اس ترجمہ سے فراغت ہوئی۔ فقط۔

زکریا عفی عنہ کا ندھلوی

مقیم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چونکہ اس ناکارہ کو اپنی ناقابلیت کا اعتراف ہے اس لئے اس ترجمہ کو نظرائی کے لئے اپنے محترم بزرگ الفاضل العلامة مولانا عبدالرحمن صاحب صدر المذہبین مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے حوالہ کیا مولانا نے اپنے مشاغل علیہ درعیہ علم لغوی کے باوجود اس کی بالاستیعاب نظرائی فرما کر اکثر جگہ اصلاح بھی فرمائی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ عن خیر الجزاء اور اخیر میں یہ عبارت بھی تحریر فرمائی۔ الحمد للہ کہ یہ عاجز بھی ۲۴ رجب مکمل اللہ بروز پنجشنبہ کو اس کے دیکھنے سے فارغ ہوا۔

مگر آنکہ یہ ترجمہ ابتداءً مکملہ میں لکھا گیا تھا جیسا کہ عبارت مندرجہ بالا سے معلوم ہوا اُس کے بعد متعدد مرتبہ اس کے طبع ہونے کی نوبت آئی اور ہر مرتبہ طباعت کی غلطیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ اب بھی عرصہ سے کیا بوجہ نے کی وجہ سے طباعت کا تقاضا ہوا۔ میرے مخلص محسن ہولوی فیصلہ الدین ناظم کتب خانہ نے کثرت اغلاط طباعت کی وجہ سے اس کی نظرائی پراصر کیا میں ایک سال تک اپنی مشغولی کے عذر سے انکار کرتا رہا مگر وجہ اصرار قوی تھی کہ واقعی طباعت میں بعض غلطیاں فحش تھیں جنکی تصحیح سکھ نظرائی شروع کی مصنف کی نظرائی میں بلا قصد بھی کی نہ یادتی ہوئی جایا کرتی ہے اس لئے کہیں کہیں کمی اور اکثر جگہ زیادتی ہوتی رہی ہر چند اختصار کی کوشش کی مگر پھر بھی بہت سی جگہ اضافہ ہوئی گیا۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۷ھ شب شنبہ میں اس نظرائی سے فراغت ہوئی حق تعالیٰ شانہ اپنے حبیب کے اخلاق کا کچھ حصہ اس سپہ کار کو بھی ان احادیث و طفیل نصیب فرماوے تو اُس کے گرم اور لطف سے بعید نہیں۔

واخرد عوانان الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ونبینا و مولا نا

محمد والہ وصحبہ اجمعین

محمد زکریا عفی عنہ

